

BROWN
BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224256

UNIVERSAL
LIBRARY

بیاکارا پنجت قلیہ عالم سید شاہ حسن اوردنہ

۱۲۲



Checked 1978

سالانہ قیمت { درجہ اول تین روپے } درجہ دوم دو روپے
مقام اشاعت { ضلع عجمرات } سیدی بہاؤ الدین



چاپ خانہ فی پریچہ
ڈائریکٹر آن پبلیکیشن: محمد اسلم خان ایم اے کیمبرج، پریس سٹریٹ

SA7/51



RECEIVED

پچیس سال گذشتہ میں چاندین سرنگیت بھاری کامیابی کی سب سے بڑی شہادت

احیات

قیمت فی بیشی دو روپے

آج سچے حرف زام پایا ہے اس کی کل تشریح کے واسطے ایک علیحدہ کتاب کی ضرورت ہے۔ اس کے فوائد کی تصدیق میں گذشتہ پچیس سال کے اندر چالیس ہزار سرنگیت کے حصول ہو چکے ہیں۔ عام طور پر ہر ایک انسانی بیماری کے واسطے ایک اعظم ہے۔ فرقہ یہ کہ اس کا اثر فوراً ظاہر ہوتا ہے۔ جسم کی کھانسی، سردی، زکام، نمونیا، دردِ سر، وجعِ المفاصل، نفرس، امراضِ معدی، اس کا اثر فوراً ظاہر ہوتا ہے۔ ورسا و خون، فالج، ہیضہ، طاعون، بھڑلا، بھینس اور دانست کے درد و ضعف، بھارت کیلئے نہایت مفید دوائے آجیات جس کو میں جو دہے اس کو اوراد ویات تیار کرانے کی ضرورت نہیں رہتی۔ ایک شیشی میں ہر بھارتی لوگ کیلئے کافی دوا ہوتی ہے۔ آجیات کے نتائج اوراد ویات کے زنی کبھی حصول میں سفر و دیہات میں جانی حکیم ڈاکٹر نہیں مل سکتا وہاں بغیر غلطی ہے۔ جیسے بڑے ڈاکٹر و حکیم اس کے استعمال سے پانچ کے پچاس سالہ ہیں ناواقف اس کو استعمال کر کے پورا حکیم بن سکتا ہے۔ قیمت فی شیشی چھترشیشی ہے۔ چشمی لوبلہ، ایک جن بے بیض، دو جرن لوبلہ، علاوہ کچھ



محافظ دندان

دانت مشین ندرانی جین ان چیلوں کا ہر سے ہمارے جسم کی پرورش ہوتی ہے غذا وغیرہ تمام دنیا کی آفتیں جو معدیوں داخل کریں ان کی دستی ابتداء نہیں دانتوں ہوتی ہے پرچ وقت کو دانت رکھنے کی فکر نہیں اس سونے پتے دانت مضبوطی سے ڈال کر دانت سخت خیر انما بندہ بدو سیر دانت گئے محظوظ اوکیر لگتا دانت بخیر تو کس طرح دانت بخیر ہے قیمت پانچ روپے



صوفیانہ سرمہ

یہ سرمہ بصر تار کی چھتھ دھند جالا پر وال بغبار بھولا، سرخی، پانی ہنا، نارش وغیرہ کے واسطے افضل خدا شریف کتابیج ہے۔ ششونڈوں اور قانون پیشہ صحاب کے لئے یہ ایک عجیب و غریب سرمہ ہے جو صحاب اس کو اپنا محمول بنائی گئے انشاء اللہ کھیر کبھی ان کی کھیں خراب ہوگی جو ان کی عمر میں جو لوگ اس کو استعمال کرتے رہیں گے وقت سپری ان کی آنکھوں کو جوانی سے بہتر بنائے قیمت فی تولہ سرسید علی



پنسل کا ہینجر کاغذ آجیات لیڈر پنڈی والدین ڈاکٹر فی آجیات پنجاہ

پُرانی اور نئی نایاب کتابیں

رعایتی قیمت پر

بڑی بڑی لائبریریوں - اُمرا اور شائقینِ علم کے کتب خانوں کے لئے ان کتابوں پر ایک سرسری نظر ڈال جائے۔ صرف ایک ایک جلد پر ایک کتاب کی موجود ہے۔ اس لئے صرف سب سے اول آرڈر کی تہل ہو سکتی ہے۔ اس لئے آج ہی ڈاک میں خط ڈال دیں۔ دیر سے خط لکھنے میں سوائے یا بوسی اور کچھ حاصل نہ ہو گا۔

قرآن مجید قلمی - نایاب نسخہ ہے۔ ہر صفحہ پر تہری کام ہے۔ تاریخ کی آغوش ہے۔ عالمگیر نے ایک ماہ کو بخورِ انعام دیا۔ عالمگیر کی مہر

سوانح عمری حضرت سول کریم صلعم مطبوعہ فرانس - بدیہ پندرہ سو روپیہ (اس میں کوئی رعایت نہیں)۔ جو آرٹ اور چھوٹی کی بہترین یادگار ہے صرف ایک ہزار نسخہ ہیں۔ سوانح عمری حضرت سول کریم صلعم مطبوعہ فرانس - بدیہ پندرہ سو روپیہ (اس میں کوئی رعایت نہیں)۔ جو آرٹ اور چھوٹی کی بہترین یادگار ہے صرف ایک ہزار نسخہ ہیں۔ سوانح عمری حضرت سول کریم صلعم مطبوعہ فرانس - بدیہ پندرہ سو روپیہ (اس میں کوئی رعایت نہیں)۔ جو آرٹ اور چھوٹی کی بہترین یادگار ہے صرف ایک ہزار نسخہ ہیں۔ سوانح عمری حضرت سول کریم صلعم مطبوعہ فرانس - بدیہ پندرہ سو روپیہ (اس میں کوئی رعایت نہیں)۔ جو آرٹ اور چھوٹی کی بہترین یادگار ہے صرف ایک ہزار نسخہ ہیں۔

استعمال شدہ کتابیں

علم زراعت { مولفہ ڈی اے کوچک قیمت ایک روپیہ

نیرنگ باغبانی { مولفہ مالک کارخانہ ایٹ قیمت آٹھ آنہ

گنجینہ زراعت { مولفہ سردار احمد صاحب بہادر ڈی کلکٹر نر قیمت دو روپے دس آنہ

یہ تینوں کتابیں علم زراعت کے متعلق ہیں اور نہایت مفید و خوبصورت جلدیں ہیں۔ جلدیں - قیمت للہ رعایتی قیمتوں پر موقوفیت جلد بندی

حالاتِ عرب و عراق و عمان { حجم ۳۲۲ صفحہ قیمت دو روپیہ رعایتی قیمت ایک روپیہ

حالاتِ نجد و وسط و شرق عرب { حجم ۴۰۴ صفحہ قیمت دو روپیہ رعایتی قیمت دو روپیہ

یہ دونوں کتابیں ایک جلد میں جلدیں اگر کوئی صاحبِ فنوں کتابیں جلد بندی فرمیں تو صرف دو روپیہ دو روپوں کے لئے جلدیں گے۔

حکایات الصالحین { حجم ۱۲۰ صفحہ قیمت ۶ روپے رعایتی ۴ روپے

ملنے کا پتہ: منیجر صوفی بک پوینڈی بہاؤ الدین نجیب

صفوحہ ۳ ب

مجموعہ کریم الخیر فی زیدان ایڈیٹر الملل کی کتاب کا اردو ترجمہ
مجموعہ باقیات فی جلد ۴۸ مجلد رعایتی ایک روپیہ

مدارج النبوة كالمدارج في جلد كرم قمر بنیاً اشارہ سو صفہ حالانہ

از حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی قیمت ہر جلد مجلد اولیٰ رعایتی للحدیث
 حق کاشٹکاری پر بالتصویر کتاب قیمت مجلد اولیٰ

ترجمہ منتخب الموارخ ج ۱ صفحہ ۱۸۱

عبدالقادر صاحب بدایونی قیمت مجلد سے رعایتی مجلد عام

محبت اپان { قیمت مجلد ۶۰ روپے } مولف شیخ ابرار علی صاحب ہاؤس سرحدی پریس لاہور

غزیتہ الاصفیاء جلد ۲ ہندوستان کے اولیائے کرام
احالات میں - حج بارہ سو صفحہ

قیمت مجلد سب دس روپیہ رعایتی ہر دو جلد مجلد پانچ روپے

حیات القلوب

برقی تقطیع کی کتاب مجلد قیمت دس روپے رعایتی مجلد ضرر

عہد حکومت سلطان عبدالحمید پہلی کتاب کا ترجمہ اس میں

ریل گوروں نے سچے حالات بتائی ہیں۔ دو حصے - حجم قرینہ کوسو سو
 قیمت علاوہ جلد یا پتھر پیسہ رعایتی جلد دو روپے (عمر)

تاریخ الامم { قیمت مجلد دُور روپیہ رعایتی مجلد ایک روپیہ
نوٹ: سید و ریسین حب سبیلِ جہاد

تذکرہ علمائے ہند

کتاب شہادت عثمان کے بعد شرع ہوئی روشنی ڈال کر

بابت لیا گیا ہے کہ یہ نیک سائنس اور تعلیمی مری پروری اور دینی تعلیم کے
مؤلفہ مرزا جبریت دہلوی۔ ترجمہ موصوفہ قیمت مجلد لے رعایتی مجلد ہے

مذہب بہاؤ الدین پیچا

دُنیا میں رونے کی ہر ہی فصل حق صاحبِ مہسویج کونسل کی
 اجیل کی زندگی کے مشاہداتِ اُقیمتِ عمرِ رعایتی ۵۷

قرآن مجید پہلا سیارہ معنوں کی ترجمہ و تفسیر انگریزی

قیمت فی جلد دو روپیہ سہایتی ایک روپیہ
 دو ضخیم جلدیں - راجوت قوم اور راجوت

ما در اہل بیت (ع) بادشاہوں کی مفصل تاریخ قیمت مجلد سچیں پو
سعایتی پنرہ روپیہ ہر دو حصہ مجلد ہیں۔

سفرنامہ حجاز علیا حضرت بیگ صاحبہ ہوپال کا سفرنامہ حجاز
قیمت تین روپیہ مجلد رعایتی عہد

سیر المناظرین (تاریخ ہند پر تین جلدوں میں - اس میں سے ہندوؤں کے
آفاکر سلاطین دہلی کے حالات درج ہیں جو اہمیت حاصل کرتے ہیں۔)

رعایتی تین روئے ہندوستان کی اقوام اور صوبوں کا ذکر راجہ برہمچاری راج کپور
ہندو راجاؤں کے حالات اور شاہ عالم بادشاہ دہلی تک مسلمان فرمانرواؤں

حالات مجلد کپڑا اور چمڑا جلد کی قیمت معاف۔
 کلمات سعدی شش از روئے قیمت فی جلد دو روپے

حیات حامی / کثرت فی علم آٹھ آنے رعایتی چار آنے

مرغوب القلوب { حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی کے سفرنامہ

سَوَاحِمْ حَصَّةٍ خَوَاحِمْ قُطْبُ الدِّينِ نَخْتِمْ رَاكِبِي قِيَمَتِ ٨

یہ تینوں کتابیں ایک جلد میں مجلد ہیں۔ اصل قیمت عیار رعایتی عمر

جلد کی قیمت معاف۔
تحفہ ایسا لکھیں اور ترجمہ ارشادِ طالبین۔

پانی پتی - قیمت آٹھ آنے رعایتی چھ آنے (۶)

سراج ہدایت { کیمت فی جلد ایک روپیہ چار اے
رعایتی صرف ۴۴
حضرت امام اکبرؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپ کے لئے

خلافتِ مسیحین

فلنے کا: میں برصوفی مہب دپو

فی ماہ جنوری ۱۹۳۲ء

جنوبہ قریش { جو جی زیدان کے شہزادوں متعلقہ شہادت حضرت عثمانؓ کا ترجمہ - قیمت ۸۰/-

نارل و عبد الرحمن { سچی زبان کے مشہور ناول عبد الرحمن
پوتونوال ایک جلدیں جلدیں قیمت لاکھ رعا تو جلد عامر
سجھا کے تاریخ اور سحر فانی حالات
مستان عرب { قیمت ایک روپیہ ہار آنے

پیارے اللہ! اللہ تعالیٰ کی دعا سے ہم سب کو اللہ تعالیٰ کی رضا و رغبت سے ہمیشہ ہمیں ملے۔ آمین۔
مقرر المصطفیٰ (کتاب) کے مصنف صاحب سید محمد امجد علی شاہ صاحب دہلی کے تلامذہ ہیں۔ ان کی تصانیف میں سے ایک کتاب "مقرر المصطفیٰ" ہے۔
 یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی رضا و رغبت سے ہمیشہ ہمیں ملے۔ آمین۔

یہ تینوں کتابیں ایک جلد میں جلد میں قیمت جلد ہے رعایتی علم
تفسیر سورہ یوسف جلد دوم حجم سو ایک سو صفحہ قیمت ۴۰
حجۃ الاسلام امام غزالی کی کتاب کا شانہ القلوب کا
میزان القلوب اردو ترجمہ جلد ۱ رعایتی علم

بشنوی { غنوی شریف مولیٰ ازم کالب باب قیمت ۸
رعایتی تین آنے (۳)
۲ ہندوستان کے مشہور علمائے کرام کے حالات
نذرہ علمائے حال { قیمت مجلد ایک روپیہ رعایتی ۸

سفرنامہ یورپ { از منیر صاحب بیخارا قیمت ۱۲-۱
سفرنامہ یمن { ایک انگریز سیاح کے سفرنامہ ترجمہ قیمت ۴-۸

ایہ لوگ ہیں ایک جلد میں مجاہدین کی قیمت پندرہ رعایتی جلد ایک دوسرے
ازواج النبی صلعم کی قیمت فی جلد ۸ رعایتی جلد ۵
مستطاب کا آغا عثمان و قوم کرد از مولانا شہر

خلاۃ النعمان میں اس قیمت ۶ رعایتی ۳۲
 زاد الحج ۲ مجاز شریف کے حالات اور سفرنامہ قیمت جلد ۱
 رعایتی قیمت جلد ۲ بارہ آنے (۱۲)
 مستند منہجہ فیہ

صفوحہ ۳ ج

دو جہان کی سیر مشہور ناولسٹ ماری کوریلی کے پُر اسرار
 و فلسفیانہ تاریخی ناول کا ترجمہ فقیر

سمندر کی سیم کے ناول کا ترجمہ - قید خانہ
 دو ناول ایک جگہ نہایت خوبصورت طرز میں عمیق قیمت لغت عربی عام
 حضرت امیر المؤمنین ابن ابی طالب کے خطبہ راسل کا
 نہج البلاغۃ مجموعہ مطبوعہ مصر میں بائنی - ترجمہ احمد صفحہ

قیمت مجلد چھ روپیہ رعایتی مجلد تین روپیہ
جامع التواریخ بیچین مشہور بادشاہوں کی لاشیں علیٰ ذہن
آذربائیجان سلطنت جو فیصلے کر کے حال میں
قیمت مجلد تین روپیہ رعایتی مجلد سواروپیہ (علم)
شیر علی میری مشرلا اور وطن صاحب کی کتابوں پر

فیق الحجج [قیمت موجدہ علامہ رحمانی کا اقتباس قیمت مجلد ۱۲] رفیق الحجج [قیمت موجدہ علامہ رحمانی کا اقتباس قیمت مجلد ۱۲] رفیق الحجج [قیمت موجدہ علامہ رحمانی کا اقتباس قیمت مجلد ۱۲]

دیوان حضرت غوث اعظمؒ کی قیمت تین آنے
سفرنامہ مخدوم جانیالؒ کی قیمت دو آنے (۲۷)

{ المامول } از علامہ شبلی نعمانی مرحوم
 قیمت ایک روپیہ
 مولود بے نظیرؒ سے منقولہ حاجی نور الحسن صاحب المم - اسے
 قیمت چار آنے

سیر العارفين اورو قيمت ايک روپيہ کھانہ (عبر)
معجزات محمدیہ اورو قيمت پانچ آنے (۵۵)

یہ کتابوں کتابیں ایک جلد میں جملہ ہیں۔ قیمت سے جلد کی
قیمت نہیں لگائی جاوے گی۔ سرکاری قیمت ایک روپیہ ۱۰۰ لکھنے والا
(مصلو لڈاک ہر ایک کتاب ہندہ خریدار ہوگا)

مذہب و آراء و الدن و النج

مُتَلِّئْ كَا: مینجر صوفی بک ڈپو پنڈی بہاؤ الدین پنجاب

انساب الخلفاء ترجمہ دو سبک النہب عربی

عروں اور قوش کے سلسلہ نسب پر بہترین کتاب ہے حضرت آدم سے لیکر
آن بزرگان تک کے شجرہ نامے سب سے پہلے جو فتوحات یا تبلیغ اسلام
سلسلے عرسے نکل کر مختلف بلاد میں تشریف لیکے گئے حجم صرف ۱۵۴
پہلے ساڑھے صفحے قیمت چار روپے رعایتی چار روپے ۱۵۴
ابین فی اصول الدین ترجمہ اسلام نامہ غزالی کی کتاب
قیمت فی جلد ۸ روپے رعایتی ۸ روپے ۱۲

سیر فی اطمینان ترجمہ سید ارسین صاحب کربلائی
قیمت ۴ روپے رعایتی ۴ روپے
ذکر محبوب ترجمہ شیخ عبدالمصاحب خوشنویس ابن آبادی
قیمت ایک روپے رعایتی جلد چھ آنے
کراچی کا تاریخی مقدمہ ابن غزالی ملت مولانا محمد علی
و دیگر کو سراہی ہوئی۔ حجم چار سو صفحہ قیمت ۸ روپے رعایتی ۱۲

عقائد اسلام قیمت ایک روپے ۱۲
دول الی خضر خان ترجمہ حضرت امیر خسرو دہلوی
قیمت ۸ روپے رعایتی ۸ روپے
الصدیق مؤلفہ حافظ عبدالرحمن صاحب امرتسری

مناقب الحسن رسول نامہ جناب سید حسن رسول نمادہ ہوی کھلاڑ
قیمت ۸ روپے رعایتی ۸ روپے
معجزات نبی الوری اردو ترجمہ خصائص کبریٰ
مطبوعہ نامی مفید عام پریس گوہر مندر موصوفہ قیمت مجاہدی ۸ روپے
رعایتی قیمت جلد ۸ روپے ۱۲

گلستان ترجمہ گلستان سعدی مع خاتون ترجمہ اردو و شرح
قیمت ایک روپے رعایتی ۸ روپے
اسلامی فن کی فرقہ نہیں از خواجہ کمال الدین صاحب شری اسلام
قیمت ۸ روپے رعایتی ۸ روپے

میں بیک ڈیوینڈی بہاؤ الدین نیچا

کلید و فیکرنگ ترجمہ انگریزی رنگ بنانے کی کتاب
۹۶ صفحہ قیمت جلد چار روپے رعایتی ایک روپے چار آنے
فصول مسعودیہ مؤلفہ قلندر یار حضرت شاہ
مسعود علی قلندر قیمت ۸ روپے رعایتی ۸ روپے

قرۃ الناظر ترجمہ خلاصۃ المفامیر حضرت محبوب
جیلانی کے حالات و لطوفا میں بہترین کتاب حجم ۳۴۰ صفحہ قطع ۱۱

قیمت چار روپے رعایتی سواروپہ
سایخ تمدن اسلام ہر حصہ ۱۱ جلدیں کی مشہور کتاب
قیمت جلد ۸ روپے رعایتی ۸ روپے
منطق الطیر فارسی ثنوی درسی کتاب
قیمت ۸ روپے رعایتی ۸ روپے

ہدایت النوح مشہور درسی کتاب
قیمت چھ آنے رعایتی ۸ روپے
دونوں کتابوں کے خریدار سے جلد کی قیمت نہ لی جاوے گی۔

طوفان حیات مؤلفہ راشد الخیری دہلوی
قیمت ایک روپے رعایتی ۸ روپے
الزہراء مؤلفہ راشد الخیری دہلوی
قیمت ۸ روپے رعایتی ۸ روپے

دونوں کتابیں ایک جلد میں نہایت مضبوط جلد بندی میں بند ہیں۔
رعایتی قیمت جلد سواروپہ (نیم)
خلافت کی ابتدا اور اس کی شاندار ترقی۔ عہدہ عہد کے
خلافت اور خلفائے کموریوں۔ زوال خلافت کے سبب۔

قیمت ایک روپے چار آنے رعایتی ۸ روپے
دول ریٹال ایک شہور انگریز مصنف کی کتاب کا ترجمہ
قیمت دس آنے رعایتی تین آنے
صرف نحو عربی خلاصہ جملہ قیمت ۸ روپے رعایتی ۸ روپے
(مضمون لڑاک ہر ایک کتاب بذمہ خریدار ہوگا)

دشمن دشمن کی کُل تاریخ اور فتح و شق کے متعلق اس کے معاملہ اور
 دشمن کی دشمنی علمی درجہ ہوں کا بیان - قیمت مجلد چرمی عمر
 رعایتی جلد چودہ آنے (۱۲۲)
مفید عام معین الحکیم مولفہ ڈاکٹر محمد عبدالحکیم خاں امینی
 انگریزی ادبیات مفرد و مرکب
 ان کے انگریزی - دیسی نام - ان کی تشریح خواص فوائد بہترین کتاب
 بطور لغات یا باب چیرے قیمت جلد شش روپیہ رعایتی جلد للمعمر
جامع العلوم طبی یہ کتاب علم الادویہ - اقسام الادویہ -
 علم طب جراحی - تشریح یا اناتومی - خریاوی - میڈیکل جیوس پر روش
 پر ہے قیمت جلد گیارہ روپیہ رعایتی شش روپیہ
تربیت بچوں کی تعلیم و تربیت - مختلف مضامین
 قیمت ایک روپیہ رعایتی ۲۲
ترجمہ رشحات رشحات تصوف کی مشہور کتاب ہے جس میں
 اردو ترجمہ ہے - حجم سائیں سو صفحہ طبع کلاں - قیمت جلد تین روپیہ
 رعایتی قیمت جلد ایک روپیہ بارہ آنے (عمر)
خزینۃ المیراث قیمت کے ترکہ کے شرعی مقوی تفصیل پر
 قیمت مع جلد ۱۱ رعایتی جلد دوروپیہ (عمر)
شرح قصیدہ غوثیہ از حضرت فقیر صاحب بغدادی
 قیمت ۵ روپے رعایتی ۳
رہنمائے مقامات مقدسہ ملی قیمت چھ آنے
 رعایتی ۲
رباعیات حکیم عمر خیام قیمت بارہ آنے
 رعایتی آٹھ آنے
مدینہ کانفرنس میں ہیں دنیا کے ۱۴ علماء کے کرام نے
 مدینہ میں جمع ہو کر اسلام کے اسباب و احوال
 اور اس کے علاج پر بحث کی - قیمت ایک روپیہ رعایتی بارہ آنے
 یہ تین کتابیں ایک جلد میں جلد ہیں - نیوٹن کے کجی کی خریدار
 جلد کی قیمت جس کے نیچے چھڑا اور اوپر کڑی ہے نہ جی وائی -
 قیمت رعایتی ایک روپیہ آٹھ آنے (عمر)

مکتبہ کا بیخبر صوفی بک ڈپوٹری بہاؤ الدین نجیب

بیان القرآن تفسیر مولفہ مولانا اشرف علی صاحبہا دیوبند
 آدو سیارہ کی - قیمت للمعمر رعایتی عمر
قانون روح عدالتیہ پنجاب آج لوگوں کو روزمرہ
 اتفاق ہوتا ہے اور وہ انگریزی زبان سے واقف نہیں - اس کے لئے
 یہ بہت مفید ہے - قیمت آٹھ روپیہ جلد رعایتی عمر
رشحات رشحات تصوف کی مشہور کتاب ہے جس میں
 اردو ترجمہ ہے - حجم سائیں سو صفحہ طبع کلاں - قیمت جلد تین روپیہ
 رعایتی ۲۲
دستور العمل نسلی سپان مولفہ خاں صاحب سید
 دہلوی کالج لاہور - قیمت عمر رعایتی ایک روپیہ
طب اسپان مولفہ خاں صاحب سید سید سید سید سید سید سید سید
 قیمت دوروپیہ رعایتی عمر
رفیق اسپان بالتصویر قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے
 رعایتی ۸
یہ تین کتابیں ایک جلد میں نہایت خوبصورت جلد ہے
جلد کی قیمت نہ جی وائی - قیمت رعایتی ہر سکت تین روپے
آب بقا قیمت ۱۱ جلد رعایتی عمر
کیاس جدید اصول کاشت کیاس
 قیمت جلد ایک روپیہ رعایتی ۸
شرح الفصول فارسی قیمت عمر رعایتی ۸
مخزن حکمت اردو مولفہ شمس اللہ بہت مشہور کتاب ہے
 قیمت چھ روپے رعایتی تین روپے
طب حسینی اردو مولفہ ڈاکٹر محمد حسین صاحبہا دیوبند
 اور ڈاکٹر شریانیوں علاج اس کتاب میں
 درج ہیں - ہر مرض کی تشریح - اس کا پورا بیان اور علاج درج ہے -
 قیمت پونے چار روپیہ رعایتی دوروپیہ چار آنے (عمر)
بستان المفرد مفرد ادویہ ہندی - عربی - فارسی - اردو نام
 ان کے خواص اور طریق استعمال بہترین کتاب ہے
 قیمت دوروپیہ آٹھ آنے رعایتی ایک روپیہ آٹھ آنے

مختصر الامراض - طبی نامی - بیماریوں کی تشریح اور انکے علاج پر
 اردو میں قیمت پندرہ رعایتی ایک روپیہ
قراہ دین عظمیٰ دومہ مخزن الادویہ - مکمل
 طب میں بہترین کتاب ہے مکمل قیمت آٹھ روپیہ رعایتی جلد پانچ روپیہ
علاج الامراض - اردو طبی طب کی بہترین کتاب ہے
 اردو میں سات روپے ساڑھے چار صوفی پر
 قیمت فی جلد پانچ روپیہ رعایتی
قانون شہادت - شرح - مکمل قانون شہادت پر اردو میں بہترین کتاب
 ہے قیمت چار روپے صوفی قیمت لغیر رعایتی ہے

قانون مبادیہ - شرح - مجموعہ صوفی قیمت شات روپے
 رعایتی قیمت دو روپے
ایکٹ اسٹامپ - شرح - مجموعہ دو صوفی قیمت تین روپے
 رعایتی ایک روپیہ
قانون جبرٹی - تائویرات - شرح - جلد - قیمت پندرہ
 رعایتی پندرہ
مجموعہ قواعد مال - جلد - قیمت تین روپے
 رعایتی دو روپے
شرح قانون حق شفعہ - اردو - شرح - قیمت جلد تین روپے
 رعایتی جلد پندرہ
فیصلہ جہا مال - اردو - صاحبان - فیصلہ - شرح - قیمت جلد تین روپے
 رعایتی جلد پندرہ
شرح قانون ایکٹ معاہدہ - شرح - قیمت آٹھ روپیہ
 رعایتی ڈھائی روپیہ
شرح قانون رسوم عدالت - شرح - قیمت دو روپے
 رعایتی ایک روپیہ
حدائق لصحت - مجموعہ طبی علم پر ہندیا گورنمنٹ میں بہترین
 قیمت جلد دو روپے رعایتی ۱۲
دار الشفا - عجیبی زبان میں طب کی ایک مستند کتاب ہے
 قیمت پانچ روپے رعایتی تین روپے

ہوستاں مصرعی - حضرت سعدی شیرازی کی ہوستاں
 قیمت آٹھ روپے رعایتی چار روپے
سیر عاشقہ - لقمہ - مسلمان صاحب دی کی کتاب سیر عاشقہ
 قیمت جلد چار روپے رعایتی تین روپے
جواہر القرآن - امام غزالی کی کتاب جواہر القرآن کا ترجمہ
 قیمت ایک روپیہ جلد رعایتی ۱۰
انتخاب جلیل - یعنی دیوان جلیل - قیمت ۴
 رعایتی ایک روپے
جلال الدین خوارزم شاہ - از سید جاحید صاحب یدلم
 قیمت ۴ رعایتی ۳
تاریخ اسلام - جلد مکمل پانچ حصے - رعایتی دو روپے چار روپے
وقاریات - سوانح عمری نواب وقار الملک بہادر
 قیمت جلد پانچ روپے رعایتی جلد ۳
دوا کشمیر - مشہور و مقبول نظموں کا اردو نظمیں ترجمہ
 رعایتی دو روپے
تشریح از معرفت مؤلف جواہر اسلام - اسلام کی خوبوں پر
 خیالات - قیمت آٹھ روپے رعایتی پانچ روپے
مخبرات بوعلی سینا - یا کاشمیری کوکشا - شرح - رعایتی دو روپے
 رعایتی ۱۲
اسلامی قانون جہاد - قیمت جلد چار روپیہ آٹھ روپے
 رعایتی چار روپے
ترجمہ فواد سعید - افسانہ کی نہایت مشہور کتاب معنفہ حضرت
 سعید کی کا ترجمہ اردو -
 قیمت جلد تین روپیہ رعایتی جلد ایک روپیہ بارہ روپے
نمتی العرب - عربی اردو لغات قیمت جلد بارہ روپے
 رعایتی جلد چھ روپے
کلیات معجم - حضرت معجم مدرسی کے کلام کا مجموعہ
 قیمت جلد تین روپیہ رعایتی بارہ روپے
 (محصولہ اک ہر ایک کتاب ہندو خریدی جاوگا)

پتہ: مینجر صوفی نمک ڈپو پنڈی بہاوالدین - پنجاب

تفسیر فتح العزیز فارسی مرتبہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی

قیمت جلد ۱۲ روپے رعایتی ۸ روپے

ناموران عالم قیمت جلد ۱۲ روپے رعایتی ۸ روپے

اسلامی سوانح عمریاں قیمت جلد ۱۲ روپے رعایتی ۸ روپے

احوال الآخرت پنجابی منظوم جلد ۱ قیمت ۸ روپے رعایتی ۳ روپے

رسالہ ادیب آباد ۱۹۱۷ء کے سچے قیمت جلد ۱۲ روپے رعایتی ۸ روپے

تاریخ الاولیا المعروف سیر العارفین کمرالزات اولیا

قیمت پانچ روپے (۵ روپے رعایتی ایک روپیہ آٹھ آنے)

سیر الاولیا حالات خواجگان چشت

قیمت ۱۲ روپے رعایتی ۸ روپے

یہ دونوں کتابیں ایک جلد میں جلد ۱۲ روپے رعایتی ۸ روپے

دیوان حافظ مجلد ۱ قیمت ۱۲ روپے رعایتی ۸ روپے

تذکرہ اولیائے ہند اردو میں کل جلدوں میں جلد ۱۲ روپے رعایتی ۸ روپے

مرآۃ السالکین حالات و لطائف حضرت خواجہ شمس الدین

ماثر اکرام حال اولیائے کرام قیمت جلد ۱۲ روپے رعایتی ۸ روپے

فردوسِ آسیہ حالات و لطائف راشیہ و اہل بیت

یہ دونوں کتابیں ایک جلد میں جلد ۱۲ روپے رعایتی ۸ روپے

تاریخ اندلس قیمت فی جلد ایک روپیہ دو آنے (۱۲ روپے رعایتی ۸ روپے)

تاریخ الامت حصہ آل عثمان قیمت ایک روپیہ رعایتی ۸ روپے

قیمت ایک روپیہ رعایتی ۸ روپے

قیمت ایک روپیہ رعایتی ۸ روپے

تاریخ مغربی یورپ

قیمت ایک روپیہ رعایتی ۸ روپے

چاریار قیمت جلد ۱۲ روپے رعایتی ۸ روپے

بچھڑی دلوہن قیمت جلد ۱۲ روپے رعایتی ۸ روپے

دیوانِ وق قیمت جلد ۱۲ روپے رعایتی ۸ روپے

نقشِ فرنگ قیمت جلد ۱۲ روپے رعایتی ۸ روپے

قاضی عبدالغفار صاحب الیڈیر جمہور نے فیہ الملک علیہ الرحمہ

سیر الکبریٰ قیمت جلد ۱۲ روپے رعایتی ۸ روپے

تاریخ مسجد الحرام قیمت جلد ۱۲ روپے رعایتی ۸ روپے

ایامی کتاب بظرف ناول قیمت جلد ۱۲ روپے رعایتی ۸ روپے

اکمال فی سماء الرجال قیمت جلد ۱۲ روپے رعایتی ۸ روپے

تفسیر القرآن قیمت جلد ۱۲ روپے رعایتی ۸ روپے

عائشہ صدیقہ قیمت جلد ۱۲ روپے رعایتی ۸ روپے

یہ دونوں کتابیں ایک جلد میں جلد ۱۲ روپے رعایتی ۸ روپے

جرمن محکمہ جنگ سر قیمت جلد ۱۲ روپے رعایتی ۸ روپے

شیخ النہد قیمت جلد ۱۲ روپے رعایتی ۸ روپے

حیات بعد الموت قیمت جلد ۱۲ روپے رعایتی ۸ روپے

یہ دونوں کتابیں ایک جلد میں جلد ۱۲ روپے رعایتی ۸ روپے

قیمت ایک روپیہ رعایتی ۸ روپے

قیمت ایک روپیہ رعایتی ۸ روپے

قیمت ایک روپیہ رعایتی ۸ روپے

راز حیات یا نخلِ عمل { قیمت ۸ روپے }
 سیرت الجبیب { پنجابی زبان میں مولف چوہدری افضل حق صاحب }
 سب جچ کمال { قیمت ۸ روپے }
 کملی والا { حکیم محمد عارف بھٹائی قیمت ۸ روپے }
 رقتات ابوالفضل فارسی { قیمت ۸ روپے }

الوارسیلی فارسی { قیمت ۸ روپے }
 ثنوی شریف کمال فارسی { قیمت ۸ روپے }
 از الہ الخلفاء { اردو ترجمہ کتاب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی }
 رعایتی جلد قیمت تین روپے (۳ روپے)

عین الولات { قیمت ۸ روپے }
 تاریخ الامت { قیمت ۸ روپے }
 دین دولت { قیمت ۸ روپے }

مقصد مذہب { از خواجہ کمال الدین صاحب مودونگ }
 صدائے وطن { اردو ترجمہ کتاب مولف سزا سزاہی بسنڈ ترجمہ }
 قیمت ایک روپے چار آنے

نفسیات ترغیب { مولف سزا سزاہی کالج }
 قیمت جلد ایک روپے آٹھ آنے { رعایتی ایک روپے (۸ روپے) }
 ترجمہ معال قصیدہ بردہ { قیمت چار آنے }

رعایتی دو آنے

سفرنامہ رحما { مولف سزا سزاہی مولف ندوی پروفیسر احمد اکا کالج }
 آداب الاطفال { رعایتی ایک روپے }
 سفینہ اردو { از خانہ صاحب مولوی محمد اسماعیل صاحب }
 الایمان { تفسیر آمنت باللہ مولف محمد تقی صاحب }
 رسالہ زمانہ بابت سال { قیمت ۸ روپے }

سفرنامہ یورپ { از مولوی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر اخبار لاہور }
 شعروعی مجلد { مولف شمس العطا خواجہ الطاف حسین صاحب }
 رزنامہ حبیب { عراق عرب - ایران - مدینہ منورہ و مصر از خواجہ الطاف حسین صاحب }
 مرحوم قیمت ۸ روپے رعایتی جلد ۸ روپے

مولدین مسلمانان اقدس { از مولف محمد علی الرحمن صاحب }
 بچوں کے لئے { از مولف محمد علی الرحمن صاحب }
 مذکورہ تصانیف { قیمت ۸ روپے }

جرمنی اور وجود جنگ { از مولف ہارڈی کی کتاب کارجمہ }
 سکجات سلاطین مغلیہ { قیمت ۸ روپے }

بوسنستان معرفت شرح فتویٰ مولانا دم فتراول { رعایتی دو آنے }
 قیمت ۸ روپے رعایتی ایک روپے آٹھ آنے (۸ روپے)

پونڈی بہاؤ الدین پنجاب

فہرست مضامین رسالہ صوفی

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	نمبر صفحہ
۱	واقعات و اشارات	ضیاء الملک ملا رموزی	۵
۲	اتحاد از جنگ نامہ اسلام	فردوسی ملت ملک منظور حسین صاحب منظورنی۔ اے	۱۱
۳	عید گاہ (افسانہ)	مترجم حافظ ابو محمد امام الدین صاحب مدیر ترجمان	۱۴
۴	نور مسلمین عمر کی آمد پر	ابوالاثر حقیق جانندھری	۲۳
۵	دین و سیاست	سرقابل	۲۴
۶	جلوے کا گیت	حضرت سید احمد حسین صاحب اتحاد حیدر آبادی	۲۵
۷	افریقہ کی شہزادی	حافظ ابو محمد امام الدین صاحب مدیر ترجمان بنارس	۲۶
۸	سیف اللہ خالدیہ	حضرت کامل شریفی	۲۲
۹	چھوٹا سب سنسار	ابوالاثر حقیق جانندھری	۳۲
۱۰	مشاہدات حجاز	مولانا میر احمد صاحب علوی بی۔ پی۔ ٹی کلکتہ ممبئی	۳۳
۱۱	آفتائے نامداڑ کے حضور میں	پیر زادہ احمد شاہ صاحب ندیم علوی	۴۰
۱۲	ریکارڈ	ایک دل جلا عطائی	۴۱

تاریخ اسلام کی تیسری جلد بھی چھپ کر تیار ہو گئی ہے

یہ جلد جو ابھی ابھی شائع ہوئی ہے اس میں اسلام سے پہلے ہسپانیہ اور اندلس کی حالت بیان کئے گئے اندلس میں اسلامی حکومت کی پوری تاریخ نہایت وسعت اور دلچسپی سے لکھی گئی ہے۔ اندلس پر اسلامی سلطنت کی بنیاد بھی عیسائیوں کی چیرہ دستی، پہلے مراکش برمودین کی حکومت اس کے بعد طوائف الملوک اور حکومت غرناطہ کے حالات نہایت تفصیل سے بیان کئے ہیں۔ اس کے بعد مصر مراکش۔ افریقہ۔ بحرین۔ دولت قرامطہ باطنیہ فارس جن بن صباح بقول ان جنکینی ایران کی اسلامی حکومت یہ مصر شام کی اسلامی تاریخ کا اجمالی بیان سلطنت عثمانیہ کے عروج و زوال۔ ترکوں کی اسلامی تاریخ تذکرے تفصیل سے درج ہیں۔ سائز ۲۶×۲۰ جم چار سو صفحہ قیمت تین روپے (سے) (۱۰)

ملنے کا پتہ: منیجر صوفی نمبر ۱۰ پو پٹائی بہاؤ الدین نیپا

بہارِ شباب

کیتا پد علی کشا ہی ندانی حکیم رستم نے زمان حضرت مسیح الملک محمد خاں صاحب رحمہ اللہ کے تصنیف ضعیفا الابصار کا ترجمہ ہے بازار کی باتیں عام نصف دہر کی لائینی باتیں جوڑھا کر سنائیے اور کسی کو کوکا پندت اور کسی کو بوعلی سینا کے نام سے ظاہر کر کے لوگوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالتے رہتے ہیں اس کتاب کے سامنے بیچ میں کیونکہ ایک باہر فن طب کی تصنیف ہے جس میں ان کے تجربات اور طبی اصول سے تمام مشاطا انگیز اور صحیح طریقے مواصلت کے بیان کئے گئے ہیں جن پر عمل پیرا ہوئے صحت ہمیشہ درست۔ اولاد خوبصورت اور مضبوط پیدا ہوتی ہے معشوقہ اپنے عاشق اور پوری اپنے خاوند کی پرستار اور دیوانی بن جاتی ہے مغوی اذویات کے لئے نسخہ جو حکیم صاحب محدث کے خاندان میں سینہ سینہ چلتے آتے تھے اور جنکی بدلت آج ہندوستانی دواخانہ دولاکھ روپیہ ہمارا کی اذویات فروخت کرتا ہے حکیم صاحب نے اس کتاب میں عوام الناس کے فائدہ کے لئے نہایت فیاضی سے کھول کر رکھ دیئے ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ چار آنے (غیر) کتاب کی فہرست مضامین ملاحظہ ہو:-

(۱) انسان کی مزاجوں کا تقسیم	(۱۴) عورت کے تخصیصی انداز و مرکز باہر	(۲۶) مہیاشرت کے اوقات -	(۴۶) خواہر بر کیوں کو پیدا ہوتے ہیں اور ان کی اقسام -
(۲) جوانی کی حالت میں مباشرت -	(۱۵) رکھنے میں کیا راز مضر ہے -	(۲۸) مہیاشرت کے طریقے طبی اصول سے -	(۴۷) اور ان کی اقسام -
(۳) علم طب کی علوم میں پر فضیلت -	(۱۶) حیوانوں اور انسانوں کی پیشا بگاہ کا فرق -	(۲۹) خاص الخاص بات -	(۴۸) ہندوستانی عورت کیوں جلدی نکاح کے قابل ہو جاتی ہے -
(۴) کوکا پندت سے عورتوں کی جان نیش -	(۱۷) حیوانوں کی پیشا بگاہ کو کیوں پھینکتی ہیں -	(۳۰) عورت کے کی بچان -	(۴۹) علم قیافہ اور مرد و عورت -
(۵) بلا تحقیق لکھ دی ہیں -	(۱۸) پیشا بگاہ کی ایسا لائینی کی پیدائش -	(۳۱) کن عورتوں سے تعلق رکھنا از رو -	(۵۰) علم قیافہ اور مرد و عورت -
(۶) کوکا پندت عیش پندی کے طریقوں سے واقف نہ تھا -	(۱۹) عورتوں کی تحریکات مباشرت -	(۳۲) حکمت درست ہے -	(۵۱) مساس کا اثر -
(۷) عیش و طواف خستہ عورتوں کی صحت کے بغیر -	(۲۰) طبی اور غیر طبی انتشار -	(۳۳) ایک خاص فعل سے کوٹھیر پیدا ہوتا ہے -	(۵۲) بکارت -
(۸) زینتی عقل اور شہت جہالت نہیں کتنی -	(۲۱) لذت پیدا ہونے کی طبی اسباب -	(۳۴) خرم و وجہ کا اثر -	(۵۳) رجس اور حمل -
(۹) جالینوس کے نسخہ اور دوسرے حکمائے متقدمین کی تحقیقات عورتوں سے متعلق -	(۲۲) لڑکا اور لڑکی کس طرح بنتے ہیں -	(۳۵) مرطوب و خشک لکھو کی آتش ہو کا -	(۵۴) خولہ صحت کے کس طرح پیدا ہوتے ہیں -
(۱۰) فاحشہ عورتوں سے تعلق -	(۲۳) بعض دفعہ ایک حمل سے دو بچے پیدا ہونے کی طبی اسباب -	(۳۶) مرانہ قوت پر اثر -	(۵۵) نذر دست کے کس طرح پیدا ہوتے ہیں -
(۱۱) عورت اور مرد میں شہوت کی نہایت -	(۲۴) سخت اور نامر کیوں پیدا ہوتے ہیں -	(۳۷) جالینوس بقراط اور افلاطون کے مباشرت کے متعلق نظریے -	(۵۶) ایک حمل سے کتنی بچے -
(۱۲) اختلاف مزاج کا مباشرت پر اثر -	(۲۵) دھماکا اثر اور لاد پر -	(۳۸) منہ کی پیدائش اور زور طب -	(۵۷) ایک خاص بات نا لفظی -
(۱۳) مباشرت کے قدر کتنی منہ سے -	(۲۶) پچھلے کی شکل صورت پر ملنے کی آواز کا اثر -	(۳۹) منہ کی پیدائش اور زور طب -	(۵۸) ضعف بگاہ کے خاص نسخے -
(۱۴) جوانی - ادھیور اور بھوک کوئی اور مباشرت -	(۲۷) مان میں چاہے بڑے بڑے لڑکے بھی -	(۴۰) کیا بچے کا مر ایک عضو ماں باپ سے اعضا کے مشابہ ہوتا ہے -	(۵۹) مسکے و آؤں کے نسخے -
(۱۵) اور مباشرت -	(۲۸) امام فخر الدین غازی کیوں خوبصورت پیدا ہوئے -	(۴۱) عورت میں مادہ تولید کے تعلق -	(۶۰) ملندہ ادویہ کے نسخے -
(۱۶) مباشرت میں لڑکے پر کیا حکمانہ -	(۲۹) مہیاشرت کے فائدہ اور نقصان -	(۴۲) اہبا کا اختلاف -	(۶۱) آتشک اور سوزا کس طرح پیدا ہوتے ہیں -
(۱۷) مباشرت میں لڑکے پر کیا حکمانہ -	(۳۰) مہیاشرت کے فائدہ اور نقصان -	(۴۳) اہبا کا اختلاف -	(۶۲) عیشیا کی شہوت جلدی کی فصل -

لئے کا بہ: میخرب حیات لمیٹڈ پینڈی بہاؤ الدین نجیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صوفی

واقعات و اشارات

از ضیاء الملک ملّا رموزی

غلام احمد زوال یافتہ قوموں کی آخری ذلت اور خوارگی کی ایک یہ پیمانی بھی ہے کہ ان کے افراد اپنی سیاسی تاریخ کو قبول جاتے ہیں، اور ان میں سیاسی حالات و واقعات سے دلچسپی اور سیاسی مشاغل میں حصہ لینے کی صلاحیت باقی نہیں رہی، پس جس قوم اور جماعت میں سیاسی زندگی سے بے خبری اور غفلت اس حد تک بڑھ جاتی ہے تو ایسی ہی جماعت میں پھر گھوڑ دوڑ، پولو، کرکٹ، ہاکی، تھمپٹر، سینا اور زینبہ جانوں اور سلوچناؤں سے کافی دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے، اور جب اس قسم کی دلچسپیوں میں قوم مبتلا ہو جاتی ہے تو وہی وقت ہوتا ہے جب اس کے افراد پر بے حیائی، بے غیرتی، بے حس، تابعداری، اخلاص اور خوف و اندیشے کی موت طاری کر دی جاتی ہے اس حد تک کہ دنیا کے کسی نہ کسی جاپان کو اشارہ کیا جاتا ہے کہ وہ ایسے مصلح اور بے ہوش ملک چین پر آگ برسائے اور اسے ہمیشہ کے لئے غلامانہ زندگی کے نیند سلا دے، شاید ایسا ہی کچھ عالم مسلمانان ہند کی موجودہ زندگی کا ہو رہے جن کے ذی ہوش و ذی علم افراد بھی سیاسی مضامین کے عوض برس نہم اور برس فیروزہ کے حسن و شباب کے افسانے اس حد تک دلچسپی سے پڑھتے ہیں کہ خالص سیاسی اخباروں نے بھی اپنے ہاں افسانوں کی اشاعت ضروری قرار دیدی ہے انا للہ۔

ہندوستان کی سیاسی اور قومی زندگی کو متاثر کرنے والا سب سے اہم واقعہ یہ ہے کہ ۸ نومبر ۱۹۳۲ء کو کابل میں بادشاہ نادراں کو ایک فوجیوں نے رہو اور شہید کر دیا، مرحوم کی بادشاہت کی تفصیلات سے چونکہ ہندوستان کے لوگ واقف ہیں، اُدھر حضرت غازی الملک اللہ علی میں موجود ہیں اس لئے اس قتل کے وقت قیاس کیا جا رہا تھا کہ یہ حضرت غازی امان اللہ خاں کو دوبارہ تخت پر لانے کے لئے کیا گیا ہے، اور عنقریب افغان قوم پھر ایک خونریز انقلاب و غذاب میں مبتلا ہونے والی ہے۔

لیکن قتل سے تین دن بعد یعنی ۱۲ نومبر ۱۹۳۲ء ہی کو مرحوم کے بھائی حضرت شاہ ولی خان سفیر افغانستان مقیم فرانس جب ہوائی جہاز کے ذریعہ اراسیاست و الحکمت لندن پہنچے اور وہاں آپ نے اعلان فرمایا کہ افغانستان میں امان اللہ خاں کیلئے کوئی ہمدردی موجود نہیں

تو ہمیں یقین کامل ہو گیا کہ ایسا ہی ہو گا اور افغانستان کو خدا و مسرت سے یقیناً محفوظ کر کے گا، اور یہ اعتماد حکیم آبادی علامہ اکبر مرحوم کے اس شعر کے موافق ہوا تھا کہ

چیز وہ ہے بنے جولڈن میں بات وہ ہے جو پائیز میں چھپے

چنانچہ ہوا کہ حضرت امان اللہ خاں اٹلی ہی میں ہے اور تخت کابل پر شاہ نادر خان مرحوم کے فرزند ارجمند جناب ظاہر شاہ خاں کو بٹھا دیا گیا اور اعلان کیا گیا کہ ہر شے اور شورش کو روکنے کے لئے کابل میں ایک لاکھ جوار فوج موجود ہے، پس جو لوگ کہ حکومت ہند کے پڑوس میں کسی شے اور کمزوری کو خود حکومت ہند کے لئے جملک تصور کرتے ہیں ان کے لئے ہر میجی ظاہر شاہ خاں کی پیر میں اورنگ آبادی یقینی شہرت کا باعث ہو گی جس پر ہم بھی انہیں مبارک سلامت کہتے ہیں۔

آج رہا اس حادثہ کا قوی نقطہ نظر سو ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے ضابطہ اخلاق کے لحاظ سے مسلمان کے خون کا ایک قطرہ بھی کائنات عالم کی کل شے سے بلند اور قیمتی ہے چہ جائیکہ ہر میجی نادر خاں شہید ایسے با اثر اور ہوشمند مسلمان کی جان کا ضیاع؟ لیکن اگر صرف مسلمان پسندی کو سامنے رکھا جائے تو مخرج کے قاتل کے لئے کیا کہیں جو ممکن ہے کہ پھانسی پا جائے اور اس کا نام بھی عبد الخالق اور قومیت مسلمان ہے؟

ہر حال ہندوستان کی موجودہ حکومت کے نقطہ نظر سے یہ حادثہ کیسی ہی حیثیت رکھتا ہو میں تو فکر ہے حکومت روس کے نقطہ نظر کی جو کسی طرح معلوم نہیں ہو سکتا البتہ قیاس یہ ہے کہ بالٹویک حکومت ہندوستان اور روس کے درمیان نہ تو کسی طاقتور حکومت کو دیکھنا پسند کرے گی اور نہ خود حکومت افغانستان پر قابض رہنا چاہتی ہو گی بلکہ یہ جانتی ہو گی کہ افغانی آبادی کی کسی نظم صورت کے عیوض مفصلی قبائل میں ہے تو ہر تہے مگر خدا اس "بالٹویک کا دغا" کو کبھی قبول نہ فرمائے اور ہر میجی ظاہر خاں کی زیر سرکردگی اس مسلمان آبادی کو استقلال و آزادی کی دولت سے ہمیشہ معور و سرفراز رکھے، آمین۔

دراؤنڈر آمد ہی کے حساب سے سمجھ لیجئے کہ ہندوستان صاحب بہادر بھی جمعیتہ الاقوام فرنگ کے ایک رکن جو بنے بیٹھے ہیں تو انہیں یورپ کی ہر سیاسی اور بین الاقوامی حرکت سے خبردار رہنا چاہئے، سو مخدوہ ہو کہ عرصہ دراز سے ہندوستان کے اخبارات خصوصاً جرنل ڈار و پورٹ جس "جنگ عالمگیر" کی ہوائیاں اڑا رہے ہیں، وہ تقریباً ہر ماہ نہایت درجہ یقینی ہو کر رہ جاتی ہیں، مگر ملاحظہ فرمائیے کہ ان کے سمجھ ہاتھ دھو کر پڑ گیا ہے اور برابر کہہ رہا ہے کہ آرام سے سوتے رہو، کھاتے رہو جنگ نہ ہو گی اور البتہ تحقیق نہ ہو گی، چنانچہ پچھلے صوفی میں واقعات یورپ کو اس حد تک بتایا تھا کہ مملکت جرمنی کے پرجوش وزیر عظیم ہروان ہٹلر کو ہندوستان میں جو نہایت درجہ جنگجو دکھایا جا رہا ہے سو اصل میں وہ غریب ایسا نہیں ہے بلکہ سخت و نصیب کہ ہٹلر نے اس مرتبہ جرمن قوم کی خودداری کا یہ عجیب مظاہرہ کیا کہ پوری جمعیتہ الاقوام ہی برلین مار دی اور تحفیف السلو کی مجلس سے میر دوست یہ لکھا کہ اگر جرمنی کا تہہ سیاسیست دنیا کی سب سے بڑی حکومتوں کے برابر رکھا کر اس سے اتنے ہی ہتھیار لے کر اے ہو جتنا کہ بڑی سے بڑی حکومتوں سے کم کر اتنے ہو تب تو میں اور جرمن قوم ان مجالس میں شریک ہوتے ہیں ورنہ ملاحظہ فرمائیے اور جرمن قوم کا دور ہی سے سلام قبول کیجئے یہ کہا اور جرمن نمائندے چلے گئے۔

آج کیا تھا وہ یورپ کی حکومتیں تو ایک طرف یہ آپ کے غلام ہندوستان صاحب تک کے گوشے گوشے سے شور شروع ہوا کہ دیکھ لیجئے اور دکھائیے کہ وہ جرمنی کا ہر ہٹلر جنگ عالمگیر چاہتا ہے اور بڑا فساد ہی انسان ہے، اور جرمن آبادی تو بے چاری بڑی فداوی اور نمک حلال قسم کی واقع ہوئی ہے مگر یہ اللہ میاں کا جرمن بندہ عرف ہر ہٹلر ہے کہ اپنی طرف سے معاہدہ تحفیف السلو کو مانستا جمعیتہ الاقوام کی رکنیت کو قائم رکھنا چاہتا، پس صاف مطلب یہ ہے کہ مولینا ابوالکلام آزاد کے اخبار "الکمال" حکمت کے دفتر پر ایمڈن جہاڑ کے ذریعہ پھر گولے برسنا چاہتا ہے۔

اب ہنگر جو جمعیتہ الاقوام کی رکنیت سے علیحدہ ہوئے تو آپ نے یہ دکھانے کے لئے کہ جرمنی کا بچہ بچہ میرا ہم آواز ہے جرمن پارلیمنٹ کو توڑ کر نئے انتخابات کا اعلان کرو یا اس اعلان میں ہنگر ہنگر کی جو سپاہیانہ ہمت کام کر رہی تھی جیتا ہے ہم ہندوستان کے عدم تشدد کی گاندھی، نہرو نے اور پرمانند نے نہیں سمجھ سکے، یعنی جدید انتخابات کا یہ جو صلہ ایک ایسے وقت میں کیا گیا تھا جب جرمنی حکومت کی نجل میں اسٹروی چانسلر ڈاکٹر ڈولفس ہٹلری اقتدار پر کاری ضرب لگانے پر تیار ہوا تھا، دوسرے نجل میں فرانس بیٹھا، آگست میں رہا تھا اور اندرون جرمنی تو ہٹلری کی مخالف جماعتوں کا حساب ہی نہیں تھا، مگر جو ان حوصلہ ہر ہٹلری نے جدید انتخاب کا اعلان کیا، اور محض ہمت و حوصلہ کا یہ صلہ پایا کہ ۱۲ نومبر ۱۹۳۲ء کو جرمن آبادی کے کہ نہ زیادہ تین کروڑ افراد نے ہر ایک ولف ہٹلری کی موافقت اور حمایت میں لئے دی اور وہ بھی اس خوبی کے ساتھ کہ ان آراء میں ایک کروڑ دو لاکھ آراء ہٹلری کی مخالف اکثریت کی رائے دہندوں کی ہیں۔

گویا اس وقت مقبولیت کے لحاظ سے ہر ہٹلری ہی دنیا کا سب سے عظیم الشان بدمذہب، جو اپنی جگہ اور سیاسی خوفناکیوں کو ہڈیوں پر براشت کر کے اس قابل ہوا ہے، پھر کیا ہندوستانی کا بچوں اور اسکولوں کے عورتوں سے زیادہ لڈی بال سوار کرنے والے اور لچکدار کمائی بن کر چلنے والے طلبہ بھی خود کو اتنا مقبول بنا سکے ہیں کہ سیاست کے خونریز میدان میں ان کے ساتھ تین کروڑ حمایت کرنے والے ہوں اور "ولیاں" بھی۔

اب سوال تھا کہ ہنگر اتنی اونچی کامیابی کے بعد ہی عالمگیر جنگ کا آغاز کرتا ہے یا نہیں؟ سو ملتا روزی کی پیشگوئی ثابت ہوئی یعنی اتنی آگروں کے بعد ہی ہنگر نے فرانس وغیرہ سے دوبارہ گفتگو پر آمادگی کا اعلان کر دیا، لہذا ہندو بھائی اطمینان سے چوت اور کام کرتے رہیں اور مسلمان بھائی سکون سے باہمی مذاقاتی اور ایک دوسرے کو گالیاں دینے پر اپنی قویں صرف کرتے رہیں عالمگیر جنگ کا کوئی اثر نہ نہیں۔

اب ایک نظر عالم اسلام پر بھی ڈال جائے، چنانچہ تاریخ طے لے ایسی مثالیں بہت کم تعداد میں پیش کی ہیں جن سے ثابت ہوا ہو کہ دنیا میں کسی ایک قوم ہی نے بہ لحاظ خلق و عمل اتنی متعدد مرتبہ شباب و عروج پایا ہو۔ بلکہ دستور عام یہ رہا ہے کہ ایک قوم نے ایک ہی شباب پایا اور پھر زوال پائی، پس جب کسی قوم کا عہد عروج شرف ہو تا ہے تو اس کے افراد میں بلند و برتر خواص و خصائص بڑی یکسانیت سے پیدا ہوتے ہیں اور جب وہ مرتبہ زوال سے گزرے ہیں تو ان کا ذہن و دماغ و عواطف ہوجاتا ہے اور انہیں اچھے اور برے کی تمیز باقی نہیں رہتی۔

پس شاید کہ یہ دور مسلمانان عالم کے زوال کا دور ہے اور اسی لئے ان کی ذہنی اور عملی قوتوں میں عجیب العجیب فرق اور کمزوری نظر آ رہی ہیں، مثلاً ہونا چاہیے تھا کہ مسلمان جن مقامات میں اکثریت کی حیثیت رکھتے ہیں وہاں انہیں شان و آواز اور ماکہ اقتدار و شکوہ حاصل ہو، مگر ہندوستان میں مسلمانوں کو جو دنیا کی سب سے بڑی اکثریت حاصل ہے اس کی موجودہ پستی ظاہر ہے، چین میں مسلمانوں کی اکثریت چینی اقتدار پر بھینٹ بنی چڑھ رہی ہے جیسا کہ چین و جاپان کی تازہ جنگ سے ثابت ہو چکی، روسی حدود میں مسلمانوں کی اکثریت جمہوریہ یوکرین کی خالص اسلامی جمہوریت ہوتے پر بالشویک اقتدار سے عروج ہو رہی ہے۔

اب رہیں مسلمان اقلیتیں سو مراکش مفضل ہے اور مصر ہے چارہ، افغانستان اگر ہلاک غمرہ فرنگ ہے تو عراق و فلسطین قتل عشوہ فرنگ، لیکن ان کے مقابل جمہوریہ اسلامیہ البانیا، جمہوریہ ترکی، اور دولت اسلامیہ ایران و حجاز کا خلک شکاف عروج و اقتدار تازہ کے اس کلیہ کو رد کرتا ہے کہ قوتیں زوال پا کر پھر عروج نہیں پاسکتی ہیں۔

لیکن ان اسلامی اقوام کے برعکس ہوئے اقتدار کی مسترتوں کے مقابل عام اسلامی علاقوں کا انحلال زیادہ رنجہ ہے، مثلاً جزیرہ العرب کے متہور و مضبوط ہونے پر نجد و حجاز اور یمن، ہی کے مسلمان ایسے رہ گئے تھے جن سے توقع تھی کہ یہ اپنی ذہنی

اور عسکری برتری سے کسی شباب یا فتنہ ترقی کو جلد بایں آئے، مگر زوال یا فتنگی کی ذہنی و دماغی کو رخ و مایوس کر دینے والی تاثیر کا منظر جو کہ نجد و حجاز اور یمن کے قوی العل اور دنیا کو چکر لکھنے والے مردانہ مجاہد کی لاکھ کی تعداد میں برادر کشی کے لئے میدان میں ڈٹ گئے ہیں۔ آمین اللہ۔

اب سوال یہ ہے کہ نجد و یمن کی تازہ جنگ کی خبر اگر اٹھا کر اس سے صحیح ہو گئی تو آخر یہ مسلمان مسلمانوں کو ہلاک کرنے پر کیوں آمادہ ہو گئے تو کہا جاتا ہے کہ جس طرح انقلاب افغانستان میں کرنل لارنس کا برادر کشی پر ایسی گند کا کام کر رہا تھا، جس طرح کردستان کی بغاوت میں کرنل لارنس نے مسلمانوں کو مسلمانوں کے خلاف پرجوش بنایا، جس طرح شریف مکہ کی بغاوت میں اغیار نے کوشش کی اسی طرح نجد و یمن کی تازہ جنگ میں اغیار کی خفیہ مدد و جہد کو کامیاب و دخل حاصل ہے جیسا کہ بعض اطلاعات سے ثابت کیا جا رہا ہے۔

مگر لارنس کی اغیار کی ان مسلمان شکن تدابیر کا قائل نہیں اگرچہ وہ کتنی ہی صحیح کیوں نہ ہوں، بلکہ وہ تاریخ زوال کے اسی ضابطہ صحیح کا قائل ہے کہ جب کوئی قوم زوال و برہمی کے مرتبہ سے گزاری جاتی ہے تو اس کے افراد کے ذہن و دماغ میں ایک ایسی نازک و بچی اور بچیدگی پیدا کر دی جاتی ہے جو انہیں ہر صحیح چیز کو رد کرنے اور ہر غلط چیز کو قبول کرنے پر مستعد بنا دیتی ہے اور ذہن و خواہش کی اسی لعنت کے ہاتھوں جب کوئی قوم برباد ہو جاتی ہے تو نام مشہور ہو جاتا ہے مثلاً ان والوں میں کرنل لارنس اور مشرقی قسم کے لوگوں کا۔ ورنہ خدا کے لئے جہاں سے کہ کرنل لارنس ایک ذی ہوش مسلمانوں کو بس زندہ کا ڈانس دیکھنے، ملاؤ موزی کے مضامین اور کتابتیں پڑھنے پر آمادہ کر سکتا ہے مگر وہ مسلمانوں کو مسلمانوں کے قتل و قتل پر اگر آمادہ کرتا بھی ہے تو مسلمان مسلمان کے قتل پر آمادہ کس طرح اور کیوں ہو جاتا ہے؟ بس یہی کہ مرتبہ زوال کا اثر ہی یہ ہے کہ آنکھوں والے اندھے ہو جاتے ہیں اور کانوں والے بہرے معاذ اللہ نہا۔

چنانچہ جنگ نجد و یمن کے حشر کو خدا کے حکم و مصلحت پر چھوڑ کر دیکھو کہ مسلمان مرتبہ زوال سے قریب ہو رہے ہیں جس کی علامتیں ہیں کہ ان میں غیر اللہ کا خوف لرزش اور کپکپی کی حد تک بڑھ گیا ہے، وہ اغیار کے اشاروں پر مستعد ہونے لگے ہیں۔ ان سے آواز کا ملکہ عالی فنا ہو چکا ہے، ان میں تقلید و نقل کی قوت مشعل ہے، وہ اپنی تاریخ اور اپنی روایات کو فضول اور ذلیل سمجھنے لگے ہیں۔ ان میں مرکز و وحدت کی زندگی کی آرزو نہیں رہی، ان میں مذہب کا احترام مفقود اور غیرت کے ملکات اس حد تک مغفل و مسلوب ہو چکے ہیں کہ وہ کل تک جس چیز کو ناموس اور عزت کہتے تھے آج اغیار کی تقلید میں اسی کو سر باز لائے پرمصر اور مضطرب ہیں، حتیٰ کہ وہ مسلمان قومیت کی جملہ علامتوں تک کو مٹا کر لندن اور پیرس کی قومیت اور صورت کو بڑے خرسے قبول و اختیار کرتے جا رہے ہیں، اور اسے اپنے اسلامی سکولوں اور اسلامی کانگوں اور اسلامی یونیورسٹیوں کی سب سے بلند دانش آموزی اور درخشندہ تکتے ہیں جس نے مجازی مرکز سے ہٹا کر یورپ کی مرکزیت سے قریب کر دیا ہے، پھر اگر خاتم بدین نجد و یمن کے مسلمان میدان قتل و قتل میں اپنے ہی ہاتھوں مگرڑے ہو جائیں تو ان پر طعن و کج کرنے سے پہلے اپنے لئے سوچ لو کہ نجد و یمن کے بھائی بھائی تو پھر بھی سپاہیانہ اور مردانہ موت کے ہاتھوں میدان جنگ ہی میں مارے جائیں گے جو کسی نہ کسی طرح ہمداری اور دلیری کی موت تو ہے، مگر تمہاری مذکورہ بالا لکھنویوں سے پیدا ہونے والی موت تو وہ موت ہے جو تمہارے عشرت خانوں، سول لائین کی کوٹھوں، بنگلوں اور مکانوں میں گھس آئی ہے مگر تم اپنی بزدلی اور کمزوری سے اس غیر محسوس موت کو قبول کر رہے ہو اور اس آسمانی آواز کو پھر بھی نہیں سنتے ظہر الفساد فی البصر والبعس۔ بما کسبت اید الی الناس ۵

اب غلام آباد ہند کے مصلح مطلع عرض ہے کہ اگر اس خط بیجا رہی اور حصہ غلامی میں بسنے والوں کو دو قوموں پر تقسیم کریں تو قومیہ کو ہندو ہندوستان اور دوسرے کو مسلم ہندوستان کہہ سکتے ہیں، اب بدقسمتی سے ان دونوں قوموں کی غلامی کا واقعہ آسا غریب ہو گیا ہے

کہ آزاد ہند میں پیدا ہونے والوں میں سے شاید دہلی یا لکھنؤ میں ایک آدھ بزرگ باقی رہے ہوں تو رہے ہوں سو وہ بھی اب عمر کے لحاظ سے بجائے انسان کے دسمہ اور پتہ دق بنے چار پائی پر پڑے و شیعہ کی روٹی کھا رہے ہونگے، باقی ہندوستان کی کل آبادی غیر غلامی کے غم کی پیداوار ہے اور غلامی کی سرزمین اور حالت میں پیدا ہونے والوں میں شور و شر والے دماغ زیادہ پیدا ہوتے ہیں اور تندر و توجہ والے کم، نبوت سے بے گنج ہندوستان کے واحد لیڈر جناب گاندھی سیاست سے ناکام رہ کر آخر کار اچھوت ڈاکٹر بن گئے۔ آپ اگر کہیں کہ گاندھی صاحب کی وضع سیاست اعلیٰ سے خالی تھی تو خیر سے انہیں فرماں بردار فرشتے بھی ایسے ہی ملے ہیں جو آج بھی انہیں اچھوت ادھار کے لئے زور و جواہر کی تھیلیاں پیش کرنا کسی نہ کسی طرح کی خرد مندی سمجھتے ہیں، حالانکہ سیاست کے جس مرحلہ سے گاندھی صاحب علیحدہ ہوئے ہیں نہ وہ مرتبہ ہی علیحدگی کا تھا نہ اب ان کے دوسرے چندے اور مشاغل سیاست و اجتماعیات کے لئے بر محل۔

بارے اصولاً ان کے قائم مقام میں ان سے بھی دو چند صلاحیتوں کا ہونا از بسک لازم تھا، یعنی گاندھی جی اپنی فوج کو جس نازک مورچہ پر چھوڑ کر رخصت اتھا قیصر تشریف لینگے ان کے قائم مقام جنرل کا فرض تھا کہ وہ ان سے بہتر نقشہ جنگ بنا کر فوجوں کو قلعہ پر قابض کر دیتا۔ لیکن پٹنڈت جواہر لال نہرو کی شعلہ بار تقریروں کا ذخیرہ ہے کہ کھائی پر مانند اور ڈاکٹر ٹونکے کا محاصرہ کئے جا رہا ہے مگر ان کی جانب سے کوئی ملل ترین نقشہ جنگ ایسا پیش نہیں ہوا جس پر ہندوستان اور انگریز کی سیاست کا آخری فیصلہ متیقن ہوتا، یعنی ہندو ہندوستان کو ضرورت ہے ایک ”مکبر ہندو لیڈر“ نہ کہ پرجوش تقریر والے اور جلد جلد جمل خانے والے لیڈر کی، جو نہیں ہے۔

اب رہا ”مسلم ہندوستان“ سواس کے مال تو آج کل لیڈری کا بازار ہی سرد پڑا ہوا ہے، لے دے کہ مولانا ابوالکلام آزاد اور ڈاکٹر انصاری، محمد علی جناح، اور مولانا شوکت علی کے اسباہ گرامی سامنے آتے ہیں اور بس، مگر مذکورہ بالا محترمین کیلئے حضرات ابوالکلام اور محمد علی جناح کے سوا محل غور یہ امر ہے کہ ڈاکٹر انصاری اور مولانا شوکت علی کو سیاسی آدمی سمجھیں بھی یا نہیں؟ خلاصہ یہ کہ موجودہ اسٹیج کے بوڑھے لیڈر تو یکسر پیش کے قابل ہیں، اب نئے لیڈروں میں صرف خان عبدالغفار خان کا نام اس طرح لیا جاسکتا ہے کہ ان میں منتشر مسلمانوں کو متحد کر دینے کی شدت موجود ہے، اور دنیا میں آج کامیاب ترین طریق سیاست بھی شدت پر عمل ہے جسے اصطلاحاً ”ڈکٹیٹری“ کہتے ہیں، مگر ان میں دوسری قوتیں بھی زبان اور سیاست کی قلت انہیں بھی مفید بنا دیتے ہیں لہذا ”مسلم ہندوستان“ آج کل صحیح معنی میں بے چہرہ و بے کلا ہے، اور اس کی نجات کی کامیاب صورت یہی ہے کہ اسے کوئی نوجوان دلہ، اور پرجوش ڈکٹیٹر خلافت ایجنسیشن یا جنگ بلقان کی طرح جوش میں لے آئے اور اس جوش سے بہترین سیاسی فائدہ اٹھالے اور یہ فقط مسلم ہندوستان ہی کے لئے نہیں بلکہ کل ہندوستان کے لئے صحیح سے صحیح ترکیب ہے، اور اس کے سوا ہر چیز اور ہر تدبیر اچھوت ادھار تو ہے سیاست نہیں۔

مذکورہ بالا حالات کی قیامت آفریں ہنگامہ آریاں ملاحظہ فرماتے کے بعد ذرا مسلمانان ہند کی جدید لک کے حالات و مشاغل ملاحظہ ہوں۔ چنانچہ اکتوبر ۱۹۳۲ء میں جب فلسطین میں علی گڑھ یونیورسٹی ایسی مسلم یونیورسٹی بنانے کی خاطر مسلمانان ہند سے چندہ جمع کرنے کے لئے فلسطین کے مفتی اعظم ہندوستان میں تشریف لائے تو آپ نے ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۲ء کو لاہور کے ایک بڑے جلسہ میں تقریر فرماتے ہوئے مسلمان نوجوانوں کے لئے جو کہا وہ یہ ہے۔

”ہمیں باعمل آدمیوں کی ضرورت ہے زبانوں کی نہیں، عزم مصمم ہی سے دنیا کے تمام کام سر انجام پاتے ہیں موجودہ زمانے کے نوجوانوں میں خود نمائندگی کی عادت بہت بڑھ گئی ہے، وہ اپنے اندر ایسی صفات پیدا

کہے ہیں جن کے وہ اہل نہیں ہیں“
یہ شخص کے الفاظ ہیں جن کی تقدیس و توقیر کے لئے مسلمانان ہند کے تاریک خیال طبقات سے زیادہ جدید الخيال گروہ نے
پُرجوش مظاہر کیا تھا، مگر عملی قوتوں کے قنا ہو جانے سے اس جلیل القدر انسان کے الفاظ بھی لاہور کی فضا میں گونجنے اور انہماک
کئے۔ یعنی مسلمان نوجوانوں میں مردانہ اور عملی صلاحیتوں کے مقابل معشوقانہ ادائیں اور نفاسیں ہی برابر رواج پا رہی ہیں اور
ان کی اصلاح کرنے والے ملازموزی سے ان کے والد بھی خفا میں اور شایران کے چچا بھی۔

بالنظر سیاسی لوگوں سے دریافت کیجئے تو وہ ملازموزی کے اس خیال کی تائید کرتے ملیں گے کہ آزادی طلب قوم ہند
کے لئے ڈاکٹر سر رابندر ناتھ ٹیگور کا ذخیرہ خیال و گفتار آگ پر پانی کا اثر رکھتا ہے، یعنی موصوف کا ذخیرہ ادبیاتِ ايام عشرت
و فراغت کا ذخیرہ ہے جو غلامی کے عہد میں ہنگام اور جود افزا ہے۔
لیکن ان کے ذخیرہ میں قدرے ”انگریزی پن“ ہونے کے باعث نوجوان ہندوستان نے اسے جو قیمت دے رکھی ہے اس کا
مطلب یہ ہے کہ نوجوان ہندوستان کا ہر رکن ”ٹیگور زدہ“ ہے لہذا اس جماعت کے حق میں ٹیگور صاحب کا ہر جملہ اور ہر فقرہ
”کلام خاص کی حیثیت رکھتا ہے، چنانچہ حضرت ٹیگور نے ۲۰ نومبر ۱۹۳۳ء کو شہر بہائی کے ایک عظیم الشان جلسہ میں فرمایا کہ
”مشرقی نوجوان مغربی حسن پر فرائیں، وہ مغرب کے طریقوں اور مغربی ذہنیت کی تقلید کرتے ہیں، وہ جدت
پسندی میں ترقی کا راڑھو نہڑتے ہیں، مغرب کا اثر ہمارے لئے کتنا ہی حیرت انگیز کیوں نہ ہو لیکن اس
ہمارے اخلاق پر بُرا اثر ڈال رہا ہے“

لیجئے یہ دیہی ٹیگور صاحب فرما رہے ہیں جو شاید کسی زمانے میں خود مغربیت کے معترف تھے مگر اب ”بہرا تجربا بات بسا“
مشرقت پر زور دے رہے ہیں، پھر کیا ہوگا کہ اسٹونوں اور کالجوں کے مغربی غلام کوٹ پتلون اور کنگھی جوئی پر غور کر کے ایک
جفاکش ذی حوصلہ اور خالص ہندوستانی زندگی پیدا کرینگے جبکہ انہی کے دیوتا کا یہ فرمان ہے؟

رسول کریم کی بہترین و مستند سیرۃ پاک **پیغمبر اسلام**
جن کے مٹا لہنے ہزاروں قلوب کو سلام
اور پیغمبر اسلام کا گرویدہ بنا دیا ہے
تمام دنیا کے لئے مادی اور رحمت بن کر تشریف لائے خصوصاً وہ سب اوقات نگہ دینے گئے ہیں جو بچائے خود اسلام کی حقانیت اور
آنحضرت کی نبوت و صداقت کے زبردست دلائل ہیں اور جن کو پڑھ کر غیر مسلموں کے قلوب اسلام کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ رحمت علیہ
ان بلند پایہ اخلاق و محاسن کا بھی تفصیل دار تذکرہ فرج ہے کہ جنہوں نے آہستہ آہستہ تمام مخالفین اور کفار کے دلوں کو فتح کر لیا اور آخر کار کافرانہ
خدا پرستی، بیکی، تہذیب، اخوت، مساوات، انسانی بہدردی، علم، اخلاق اور صداقت کی نورانی شعاؤں سے دلوں کو منور کر دیا۔ اس کتاب میں
پیغمبر اسلام کی مقدس زندگی کے تمام واقعات سے ثابت کیا گیا ہے کہ اسلام کی ترقی اور شاعت تلوار یا زور سے نہیں ہوئی بلکہ حضور کے
بیظیر اخلاق و محاسن۔ آپ کی صداقت و نفسی اور اسلام کے سچے اصول خود خود لوگوں کو اپنی طرف کھینچتے جاتے تھے غرض حضور کی ایسی بیظیر
سوانح حیات آج تک اردو زبان کے اندر نہ دیکھنے میں نہیں آئی۔ کوئی اسلامی گھر اس کتاب سے خالی نہ رہنا چاہئے۔ قیمت صرف ایک روپیہ (عمر)
رسول اللہ کے علمائے اہل عمل کے ساتھ حدیث کی کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے۔ چنانچہ ہر کتاب میں ہر مقصد کی کتاب ہے۔ ہر دھندہ درک مٹانے
اور مصیبت نجات حاصل کرنے کے لئے علمیاتِ نبوی درج ہیں۔ یہ اپنے رنگ کی پہلی منیظ کتاب ہے۔ قیمت صرف پانچ آنے (۵ر)

پیغمبر صوفی نمک دیو پٹری بہاؤ الدین۔ نخب

انتخاب از جنگ نامہ اسلام

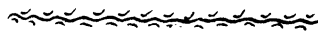
از فردوسی ملت ملک منظوجین صاحب منظوری ہے ہیڈ ماسٹر ہائی سکول جھانگٹوالہ ضلع شاہ پور

۲۔ جنگ سولین

(گذشتہ سے پیوستہ)

اشکر کفار کا نواح مدینہ میں داخلہ

اگر ان کو اڑا کر اس طرح پھینچے مدینے میں
یہ سرپٹ دوڑ کر ڈالیگا بے تاب تو ان کو
مری رائے میں رستہ آب بدلنا چاہئے ہم کو
مناسب ہے کہ آب ان بے زبانون پتیریں کھائیں
لبوں پر جان ہے اس وقت تنہا دھوکے مارے
بڑھیں گے اس طرح پھر جوش سے آگے بڑھنے کو
پہنچتے ہی انہیں ہم غرق پائینگے پسینے میں
یقیناً اُس گھڑی پائے لوگے نیم جاں ان کو
وہ ہے اک باغ سا اُس سمت چلنا چاہئے ہم کو
اُتر کر باغ میں آرام لیں کچھ دیر سستا میں
یقیناً تازہ دم ہو جائینگے آرام سے سارے
کہ جاتے ہی ڈوب دیں گے محمد کے سفینے کو



سُنی تجویز جو سالار کی خوشنوا ارش کرنے
لگے ہوئے سبھی خورد و کلاں آرام کے طالب
پہنچ کر ان جو اتر باغ کے میدان میں لشکر
ٹھہر کر اک طرف دو نو کو پورے غور سے دیکھا
یقین جب ہو چکا تو یوں کہا پھر اک کہینے سے
دکھائی دُور سے دیتے ہیں یہ انصار سے مجھ کو
جواں کچھ ساتھ لے لو ادیاں ان کو پکڑ لاؤ
انہیں ہم قتل کرنے سے نہ ہرگز مُنہ کو موڑینگے
کیا دل سے پسند اس بات کو عذار شکر نے
معارستہ بدل کر چل دیئے اُس باغ کی جانب
نظر سالار کو دو شخص آئے باغ کے اندر
نرالی طرز سے جھانکا نرالی طور سے دیکھا
کہ یہ آئے ہوئے معلوم ہوتے ہیں مدینے سے
کہ آتے ہیں مسلمان ہی نظر اطوار سے مجھ کو
بہت جلدی انہیں زنجیر میں یعنی جکڑ لاؤ
مسلمان مل گیا جو بھی نہ ہرگز آج چھوڑینگے

غرض مودی چلے اس کام کی تکمیل کرنے کو
ترس کچھ بھی نہ آیا ان کمینوں بے حیاؤں کو
کہا سالار نے ”جلدی بتاؤ کون ہو لوگو؟
یہودی ہو تو تو تم کو ابھی ہم چھوڑ دیتے ہیں
اماں لیکن مسلمانوں کو مل سکتی نہیں ہرگز
یہ بہتر ہے کہ اب اسلام سے بیزار ہو جاؤ
یہ سننے ہی سعید ابن عمرؓ نے جوش میں آکر
کہا بے سود ہیں اے جو پیشوا! دھکیاں ساری
ہمارے دین کی جو شان سے واقف نہیں ہو تم
محبت دین کی نقد گراں سمجھ ہوئے ہیں ہم
فداے دین ہو جانا ہماری زندگانی ہے
ذرا فوس بھی مجھ کو نہیں اس جان کے بدلے
سولے اہل جفا اگر ظلم ڈھانا چاہتے ہو تم
تو میں حاضر کھڑا ہوں یہ تمہارا جو رسنے کو
کہ یہ جو دوسرا اک بے خطا پکڑے ہوئے ہو تم
اسے انصار سے سمجھ نہ ملے کہ شریفوں سے
دلِ مغضوب کا غصہ نہ یوں اس پر نکالو تم
یہ جتلاؤ دیا اس صاحبِ حلم و شجاعت نے
یکایک پل پٹے اک آن میں تو غوار دو نو پر
کے تیغِ رستم سے اس طرح ٹکڑے اسیروں کے

بجلیتِ ظلم کے فٹن کی تعمیل کرنے کو
پکڑ کر ظلم سے فی الفور لٹے بے گناہوں کو
مدینے کے یہودی خون سے ہو یا مسلمان ہو؟
وگر عیسائیوں سے ہو تو پھر بھی موڑ دیتے ہیں
مسلمان ہو تو پھر تم جانی نہیں سکتے کہیں ہرگز
نہیں تو جان دینے کے لئے تیار ہو جاؤ
جہاں کے سرکشوں کو جراتِ ایمان دکھلا کر
تمہیں تو کچ روئی نے کر دیا ہے عقل سے عاری
ہمارے جذبہ ایمان سے واقف نہیں ہو تم
شہادت کو حیاتِ جاوداں سمجھ ہوئے ہیں ہم
ہمارا دین باقی ہے تمہارا دین فانی ہے
کہ میں قربان کرنا ہوں اے ایمان کے بدلے
لہو ہم بے گناہوں کا بہانا چاہتے ہو تم
مگر ہاں ساتھ ہی تیار ہوں یہ بات کہنے کو
حقیقت میں اسے بے فائدہ پکڑے ہوئے ہو تم
میں نے کیا یہ ساکن ہے فقط میرے حلیفوں سے
مسلمان جان کر اس کو نہ یونہی مار ڈالو تم
توجہ کی نہ پر کوئی گروہ بے مروت نے
گری ہر سمت سے تلوار پر تلوار دو نو پر
شیاعت کا دنگو یا پاس تھا دل میں شریروں کے

رستم کی جو ہونی تکمیل یوں ظالم جواؤں سے

صدائے فریاد کی آئی زمینوں آسمانوں سے

ابوسنیان کے بالمقابل لشکر اسلام کا مدافعتانہ جہت لشکر کفار کی اسپانی

اودھر کفار نے غیظ و کرم کی تازہ بہ تازہ ڈالی اودھر واقف ہوئے اس حال سے کونین کے والی
رفیقوں جان نثاروں کو طلب فرمایا فوراً ارادہ اہل باطل کا انہیں جنت ملا دیا فوراً
یہ سنستے ہی ہوئے تیار غازی جان دینے کو جہادوں کے عوض پھر دولت و فخر لینے کو
کرنا ندرھی خدا کے ملت و ایمان ہونے کو رسول پاک کے فرمان پر مکتراں ہونے کو

(باقی آئندہ)

(جملہ حقوق محفوظ)

رحمتہ للعالمین

صلی اللہ علیہ وسلم علامہ قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان منصور پوری پشاور جرحہ راس تہ کیا لکھی بہترین تصنیف
یہ کہ کتاب ہے جسے ہندوستان اور برہمن ہند میں قبولیت حاصل ہوئی ہے کہ اور کسی کتاب کو حاصل نہیں ہوئی
یہ کہ کتاب ہے اونی اور اعلیٰ اسبیکساں سمجھتے ہیں جسے عربی خوال بھی پسند کرتے ہیں اور انگریزی ان بھی
جسے علماء بھی جانتے ہیں اور صوفی بھی یہی کہ کتاب ہے جس کے من و کلام بھی ہیں اور فضل بھی جس نے فنا خوال ہونے میں ہیں اور محدث بھی یہی کہ کتاب ہے
جوہر اسلامی لائبریری کا جزو لا ینفک ہے اور بہت خاندن میں عزت کی نگاہوں سے دیکھی جاتی ہے یہی کہ کتاب ہے جسے اسلامی مدارس میں اور مدرسہ پڑھایا
جاتا ہے اور تمام سیرت کی کتابوں پر ترجیح دی جاتی ہے یہی کہ کتاب ہے جسے جامعہ عثمانیہ تہجد آباد کوکن نے اپنے نصاب میں اصل کر رکھا ہے اور
جامعہ عباسیہ بہاولپور نے بھی اس کی ضرورت کو محسوس کیا ہے یہی کہ کتاب ہے جسے جامعہ ملیہ اسلامیہ نے اپنے لئے ضروری سمجھا ہے اور
مدرسہ العالیہ دیوبند بھی جس سے نہ علیحدہ کئے بغیر ہے نہ تدریجہ العلماء الغرض اسلامی دنیا کا کوئی ایسا کو نہ نہیں جہاں رحمتہ للعالمین کی
شہرت نہ ہو۔ اور کوئی شہنامی ایسا نہیں جو اس کی ضرورت کو محسوس کرتا ہو۔ رحمتہ للعالمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح اور حالات میں
ایک ایسی جامع کتاب ہے کہ اس کی موجودگی میں پھر اور کسی کتاب کی ضرورت نہیں رہتی۔

قیمت فی جلد حطی ل تھار روپے حصہ دوم تھار روپے حصہ سوم تین روپے

سیرت سلیمان اس کتاب میں قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان منصور پوری پشاور جرحہ راس تہ کیا لکھی بہترین تصنیف
یہ کہ کتاب ہے جسے ہندوستان اور برہمن ہند میں قبولیت حاصل ہوئی ہے کہ اور کسی کتاب کو حاصل نہیں ہوئی
یہ کہ کتاب ہے اونی اور اعلیٰ اسبیکساں سمجھتے ہیں جسے عربی خوال بھی پسند کرتے ہیں اور انگریزی ان بھی
جسے علماء بھی جانتے ہیں اور صوفی بھی یہی کہ کتاب ہے جس کے من و کلام بھی ہیں اور فضل بھی جس نے فنا خوال ہونے میں ہیں اور محدث بھی یہی کہ کتاب ہے
جوہر اسلامی لائبریری کا جزو لا ینفک ہے اور بہت خاندن میں عزت کی نگاہوں سے دیکھی جاتی ہے یہی کہ کتاب ہے جسے اسلامی مدارس میں اور مدرسہ پڑھایا
جاتا ہے اور تمام سیرت کی کتابوں پر ترجیح دی جاتی ہے یہی کہ کتاب ہے جسے جامعہ عثمانیہ تہجد آباد کوکن نے اپنے نصاب میں اصل کر رکھا ہے اور
جامعہ عباسیہ بہاولپور نے بھی اس کی ضرورت کو محسوس کیا ہے یہی کہ کتاب ہے جسے جامعہ ملیہ اسلامیہ نے اپنے لئے ضروری سمجھا ہے اور
مدرسہ العالیہ دیوبند بھی جس سے نہ علیحدہ کئے بغیر ہے نہ تدریجہ العلماء الغرض اسلامی دنیا کا کوئی ایسا کو نہ نہیں جہاں رحمتہ للعالمین کی
شہرت نہ ہو۔ اور کوئی شہنامی ایسا نہیں جو اس کی ضرورت کو محسوس کرتا ہو۔ رحمتہ للعالمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح اور حالات میں
ایک ایسی جامع کتاب ہے کہ اس کی موجودگی میں پھر اور کسی کتاب کی ضرورت نہیں رہتی۔

اس کا بیان کرنا آپ پر ختم ہو چکا ہے قیمت دو روپے (غیر ط)

پیشہ منبر صوفی کے پوینڈی بہاؤ الدین نجیب

عید گاہ

جناب نشی پریم چند صاحب کا ایک سنہی افسانہ

مترجمہ جناب حافظ ابوالمحمد ام الدین صاحب مدیر ترجمان بنارس

رمضان کے پورے تیس روزوں کے بعد آج عید آئی ہے۔ کتنی دلفریب۔ کتنی مہمانی صبح ہے۔ درختوں پر کچھ عجیب ہریالی ہے۔ کھیتوں میں عجیب رونق ہے۔ آسمان پر عجیب سُرخی ہے۔ آج کا سورج کتنا پیارا۔ کتنا چمکدار ہے، جیسے عید کی مبارکباد دے رہا ہے۔ گاؤں میں کتنی چل پھل ہے۔ عید گاہ جانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ کسی کے کرتے میں بن نہیں ہے۔ بڑوس کے گھر سے سُنی سا گالینے دوڑا جا رہا ہے۔ کسی کے جوتے کڑے ہو گئے ہیں۔ اُن میں تیل ڈالنے کے لئے تیلی کے گھر بھاگا جا رہا ہے۔ جلدی جلدی بیلوں کو سانی پانی دیدیں عید گاہ سے لوٹتے لوٹتے دوپہر ہو جائیگی۔ تین کوں پیدل راستہ۔ پھر سیکڑوں آدمیوں ملنا جُلنا دوپہر کے پیلے لوٹنا ممکن ہے۔

لڑکے سب سے زیادہ خوش ہیں۔ کسی نے ایک روزہ رکھا ہے۔ وہ بھی دوپہر تک۔ کسی نے وہ بھی نہیں۔ لیکن عید گاہ جانیکو خوشی ان کے جھٹکے چیز ہے۔ روزے بڑے بوڑھوں کے لئے ہوئے۔ ان کے لئے تو عید ہے۔ روز عید کا نام لیتے تھے۔ آج وہ آگئی۔ آب جلدی پڑی ہے کہ لوگ عید گاہ کیوں نہیں چلتے۔ انہیں گرمستی کی فکروں سے کیا سروکار؟ سیدوں کے لئے دُودھ اور شکر گھریں ہے یا نہیں؟ ان کی بلا سے۔ یہ تو سبیاں دکھائیں گے۔ وہ کیا جائیں آبا جان کیوں بدحواس چودھری قائم علی کے گھر دوڑے جا رہے ہیں۔ انہیں کیا خبر کہ چودھری آج آنکھیں بدل لیں تو ساری عید محرم ہو جائے۔ خود ان کی جیبوں میں تو قارون کی دولت بھری ہوئی ہے۔ بار بار جیب سے اپنا خرانہ نکال کر گفٹے ہیں اور خوش ہو کر پھر رکھ لیتے ہیں۔

مجمود گنتا ہے۔ ایک۔ دو۔ دس۔ بارہ۔ اس کے پاس بارہ پیسے ہیں۔ محسن کے پاس ایک۔ دو تین۔ آٹھ۔ نو۔ پندرہ پیسے ہیں۔ انہیں ان گنتی پیسوں میں ان گنتی چیزیں لائیں گے۔ کھلونے۔ مٹھائیاں۔ بنگل۔ گیند اور جانے کیا کیا۔ اور سب سے زیادہ خوش ہے حامد۔ وہ چار پانچ سال کا غریب صورت ڈیلا پتلا لڑکا۔ جس کا باب بھلے سال مہیے کی نذر ہو گیا۔ اور ماں نہ جانے کیوں پھلی ہوئی ہوئی ایک روز مر گئی۔ کسی کو پتہ نہ چلا کیا بیماری ہے۔ کتنی بھی تو کون نشہ والا تھا۔ دل پر جو کچھ گزرتی تھی۔ وہ دل ہی میں ہستی تھی۔ اور جب نہ سہا گیا تو دُنیا سے رخصت ہو گئی۔ اب حامد اپنی بوڑھی دادی آمنہ کی گود میں سوتا ہے۔ اور اتنا ہی خوش ہے۔ اس کے آبا جان روپے کمانے لگے ہیں۔ بہت سی تھیلیاں لے کر آتے ہیں۔ اُمی جان اللہ میاں کے گھر سے اس کے لئے بڑی چھٹی چھٹی چیزیں لے کر آتی ہیں۔ اس لئے حامد خوش ہے۔ امید تو بڑی چیز ہے۔ اور پھر بچوں کی امید۔! ان کا تخیل تو رانی کا پہاڑ بنا لیتا ہے۔

حامد کے پاؤں میں جوتے نہیں ہیں۔ سر پر ایک پرانی دھووانی ٹوپی ہے جس کا گوٹ کا لاپرٹ گیا ہے۔ پھر بھی وہ خوش ہے جب اس کے آبا جان تھیلیاں اور آجی جان بعتیں لے کر آئیں تو وہ دل کے ارمان نکال لیگا۔ اس وقت دیکھ کر مجمود۔ محسن اور نور۔! از سب کماں سے اتنے پیسے نکالیں گے۔

بد نصیب آمنہ اپنی بڑھی ہوئی رو رہی ہے۔ آج عید کا دن ہے اور اس کے گھر میں ایک دانہ نہیں۔ آج عید ہوتا تو کیا اسی طرح عید ادا کر چلی جاتی۔ ۱۹ اس اندھیرے اور مالو سی میں وہ ڈوٹی جا رہی ہے۔ کس نے بلایا تھا اس کو عید کو؟ اس گھر میں اس کا کام نہیں ہے۔ لیکن حامد! اسے کسی کے مرنے جینے سے کیا مطلب؟ اس کے اندر

روشنی ہے۔ یا ہر اُمید۔ مصیبت اپنی تمام فوج و طاقت لے کر آئے۔ حامد کی کھبھری جیٹوں اس کا خاتمہ کرے گی۔
حامد اندر جا کر دای سے کہتا ہے ”تم ڈرنا نہیں! اماں! میں سب سے پہلے آؤنگا۔ بالکل نہ ڈرنا۔“

آمنہ کا دل کچھ رملے۔ گاؤں کے بچے اپنے اپنے باپ کے ساتھ جا رہے ہیں۔ حامد کا باپ آمنہ کے سوا اور کون ہے؟ اسے کیسے اکیلے میلے جانے دے۔ اس بھڑکھڑائیں بچہ کیسے کھو جائے تو کیا ہو؟ نہیں آمنہ اسے یوں نہ جانے دے گی کبھی سی جان تین کوس چلیگا کیسے؟ پاؤں میں چھالے پڑ جائیں گے۔ جوڑتے بھی تو نہیں ہیں۔ وہ تھوڑی تھوڑی دُور پر اسے گود میں لے لے گی۔ لیکن یہاں سیویاں کون پکا دیکھا؟ پیسے ہوتے تو لوٹے لوٹے سب سامان جمع کر کے جھٹ پٹ پکالیتی۔ یہاں تو گھنٹوں چیزیں اکٹھی کرنے لگیں گے۔ مانگے ہی کا تو بھر وسا بھر۔ اُس روز فیمن کے کپڑے سیٹے تھے۔ آٹھ آنے میں لے لے تھے۔ اس اٹھنی کو اسی عید کے لئے ایمان کی طرح بچا جاتی چلی آتی تھی۔ لیکن کل گوالن سر پر سوار ہو گئی تو کیا کرتی؟ حامد کے لئے کچھ نہیں ہے تو دوسرے کا دُور تو ضرور ہی چاہئے۔

آپ کل دو آنے میں بچ لے رہے ہیں۔ تین پیسے حامد کی جیب میں۔ پانچ آمنہ کے بٹوے میں۔ یہی تو باسط ہے اور کیا تو با۔ اللہ ہی بیڑا پار لگائے۔ دھوہوں۔ تان۔ ہتھ اتنی۔ اور چوڑا ہارن۔ سبھی تو آئیں گی۔ سبھی کو سیویاں چاہئیں۔ اس پر مڑہ یہ کہ تھوڑا کسی کی آنکھ نہیں لگتا۔ کس کس سے مڑ چورائیں گی۔ اور مڑ نہ کیوں چورائے؟ سال بھر کا تو با رہے۔ زندگی خیریت سے رہے۔ ان کی تقدیر بھی تو اسی کے ساتھ ہے۔ بچے کو خدا سلامت رکھے۔ یہ دن بھی کٹ جائیں گے۔ گاؤں سے میل چلا۔ اور پچوں کے ساتھ حامد بھی جا رہا تھا۔ کبھی سب کے سب دُور کر آگے نکل جاتے۔ پھر کسی درخت کے نیچے کھڑے ہو کر ساتھ والوں کا انتظار کرتے۔ یہ لوگ کیوں اتنے آہستہ آہستہ چل رہے ہیں؟

حامد کے پیروں میں تو جیسے پر لگ گئے ہیں۔ وہ کبھی تھک سکتا ہے؟ شہر کا دامن آگیا۔ سڑک کے دونوں طرف امیروں کے باغ ہیں۔ پختہ چار دیواری بنی ہوئی ہے۔ درختوں میں آم اور لیچیاں لگی ہوئی ہیں۔ کبھی کبھی کوئی لٹکا کنکری اٹھا کر آم پر نشانہ لگاتا ہے۔ مالی اندر سے گالی دیتا ہوا نکلتا ہے۔ لڑکے و ماں سے ایک فرلانگ پر ہیں۔ خوب ہنس رہے ہیں۔ مالی کو کیا اُلونا یا، بڑی بڑی عمارتیں آئے لگیں۔ یہ عدالت ہے۔ یہ کالج ہے۔ یہ کلب گھر ہے۔ اتنے بڑے کالج میں کتنے لڑکے بڑھتے ہوئے؟ سب لڑکے نہیں ہیں جی۔ بڑے بڑے آدمی ہیں۔ ان کی بڑی بڑی موچیں ہیں۔ اتنے بڑے ہو گئے۔ ابھی تک پڑھتے جاتے ہیں۔ نہ جانے کب تک پڑھیں گے۔ اور کیا کرینگے اتنا پڑھ کر؟ حامد کے مدرسے میں دو تین بڑے لڑکے ہیں۔ بالکل تین کوڑی کے۔ روز مار رکھتے ہیں۔ کام سے جی چورائے والے ہیں۔ اس جگہ بھی اسی طرح کے لوگ ہونگے۔ اور کیا۔ کلب گھر میں جادو ہوتا ہے مٹا ہے یہاں مڑوں کی کھوپریاں دوڑتی ہیں۔ اور بڑے بڑے تماشے ہوتے ہیں۔ مگر کسی کو اندر نہیں جانے دیتے۔ اور یہاں شام کو صاحب لوگ کھیلتے ہیں۔ بڑے بڑے آدمی کھیلتے ہیں۔ موچہ داڑھی والے۔ اور ہمیں بھی کھیلتی ہیں۔ سچ۔ ہماری اماں کو تو وہ بے دو۔ کیا نام ہے میرٹ؟ تو اسے پکڑ ہی نہ سکیں۔ گھماتے ہی لڑھک جاتیں۔

”محمود نے کہا“ ہماری اُچی جان کا تو ماٹھ کاٹنے لگے۔ اللہ قسم۔
”محمّد بولا“ چلو۔ منوں آٹا پیس ڈالتی ہیں۔ ذرا سا بیٹ پکڑ لینا تو ماٹھ کاٹنے لگیں گے؟ سیکڑوں گھر سے پانی روز نکالتی ہیں۔ پانچ گھر سے تو تیری بھینس پی جاتی ہے۔ کسی نیم کو ایک گھر پانی بھرنا پڑے تو آنکھوں تلے اندھیرا ہو جائے۔“

”لیکن دُور تری تو نہیں۔ اُچھل کود تو نہیں سکتیں۔“
”محمّد“ ماں۔ اُچھل کود تو نہیں سکتیں۔ لیکن اُس روز میری گائے کھل گئی تھی اور چودھری کے کھیت میں بڑگی تھی تو اماں اتنی تیز دُوریں کرتیں انہیں نہ پاسکا۔ سچ۔
آگے چلے۔ حلوئیوں کی دکانیں شروع ہوئیں۔ آج خوب سچی ہوئی تھیں۔ اتنی مٹھائیاں کون کھا تا ہے؟ دیکھو نہ۔

ایک مکان پر منوں ہو گئی سنا ہے رات کو چنات آکر خرید لے جاتے ہیں۔ آباکتے تھے کہ آدھی رات کو ایک آدمی ہر مکان پر اور چنات مال بچا ہوتا ہے۔ وہ سب کھانا لیتا ہے۔ اور بیچ کے روپے دیتا ہے۔ بالکل ایسے ہی روپے۔“

حامد کو یقین نہ آیا۔ ایسے روپے چنات کو کہاں سے مل جائیں گے؟
 ”چنات کو روپیوں کی کمی۔“ جس خزانے میں چاہیں چلے جائیں۔ لوہے کے دروازے تک انہیں نہیں روک سکے چناب! آپ ہیں کس پھیر میں؟ میرے جواہرات تک ان کے پاس پہنچتے ہیں جس سے خوش ہو گئے اُسے ٹوکروں جواہرات دے دیئے۔ ابھی یہاں بیٹھے ہیں۔ پانچ منٹ میں کھوکھلتے پہنچ جائیں۔“

حامد نے پھر پوچھا۔ ”چنات بہت بڑے بڑے ہوتے ہوئے؟“
 ”محمسن۔ ایک ایک آسمان کے برابر ہوتا ہے۔ جی۔ زمین پر کھڑا ہو جائے تو اس کا سر آسمان سے جا لے۔ مگر چاہیں تو ایک لوٹے میں گھس جائیں۔“

حامد۔ ”لوگ انہیں کیسے خوش کرتے ہوئے؟ کوئی مجھے وہ منتر بتا دے تو ایک جن کو خوش کر لوں۔“
 ”محمسن۔“ آپ یہ یہ تو نہیں جانتا۔ لیکن چودھری صاحب کے قابو میں بہت سے چنات ہیں۔ کوئی پیر چوری جائے چودھری صاحب اس کا پتہ لگا دیں گے۔ اور چور کا نام بھی بتا دیں گے۔ جہراتی کا بچھڑا اُس روز کھو گیا تھا۔ تین دن صیران تھے کہیں نہ ملا۔ تب بھک مار کر چودھری کے پاس گئے۔ چودھری نے فوراً بتا دیا۔ مولیٰ خاں سے ہیں۔ اور وہیں ملا۔ چنات آ کر انہیں سارے جہان کی خبریں دے جاتے ہیں۔“

آپ سب کی سمجھ میں آ گیا کہ چودھری کے پاس کیوں اتنی دولت ہے اور کیوں ان کی اتنی عزت ہے؟
 ”آگے چلے۔ یہ پولیس لائن ہے۔ یہاں سب کا انسٹیل قواعد کرتے ہیں۔“ ریشی! خام۔ فو! رات کو بچا لے گھوم گھوم کر بہرہ دیتے ہیں۔ ورنہ چوریاں ہو جائیں۔“

”یہ انسٹیل بہرہ دیتے ہیں! جیسی تم بہت جانتے ہو۔ اسی حضرت! یہی چوری کرتے ہیں۔“
 ”محمسن نے اعتراض کیا۔“ یہ سب ان سے ملے رہتے ہیں۔ رات کو یہ لوگ چوروں سے تو کہتے ہیں چوری کرو۔ اور آپ دوسرے شہر کے قلعے چور ڈاکو ہیں۔ سب ان سے ملے رہتے ہیں۔ رات کو یہ لوگ چوروں سے تو کہتے ہیں چوری کرو۔ اور آپ دوسرے محلے میں جا کر۔ ”جاگتے رہو۔ جاگتے رہو!“ پکارتے ہیں۔ جمعی ان لوگوں کے پاس اتنے روپے آتے ہیں۔ میرے ماموں ایک تھانے میں انسٹیل ہیں۔ بنیل رہتے مامواریلاتے ہیں۔ مگر پچاس روپے گھر بھیجتے ہیں۔ اللہ قسم۔ میں نے ایک بار پوچھا تھا کہ۔ ماموں! آپ اتنے روپے کہاں سے لاتے ہیں؟ ہنسنے لگے۔ ”بلیا! اللہ دیتا ہے۔“

”پھر آپ ہی بولے۔“ ”ہم لوگ چاہیں تو ایک روز میں لاکھوں مار لائیں۔ ہم تو آسنا ہی لیتے ہیں۔ جس میں پی بڑائی نہ ہو۔ اور نوکری نہ چلی جائے۔“

حامد نے پوچھا۔ ”یہ لوگ چوری کرتے ہیں تو انہیں کوئی پکڑتا نہیں؟“
 ”محمسن اس کی نادانی پر ہنسنے لگا۔“ ارے بالکل! انہیں کون پکڑے گا؟ پکڑنے والے تو یہی لوگ خود ہیں۔ لیکن خدا انہیں سزا بھی خوب دیتا ہے۔ حرام کا مال حرام میں جاتا ہے۔ تھوڑے دن ہوئے ماموں کے گھر میں آگ لگ گئی۔ ساری لٹی پونجی جل گئی۔ ایک برتن تباہ۔ کئی روز تک پیڑ کے نیچے سوئے۔ اللہ قسم۔ پیڑ کے نیچے۔ پھر نہ جانے کہاں سے ایک سو قرض لائے تو برتن بھانڈے آئے۔“

حامد۔ ”ایک سو تو پچاس سے زیادہ ہوتے ہیں؟“
 ”کہاں پچاس کہاں ایک سو؟ پچاس ایک تھیلی بھر ہوتا ہے۔ سو تو دو تھیلیوں میں بھی نہ آئیں گے۔“
 ”اب بستی گھنی ہونے لگی۔ عید گاہ جانے والوں کی ٹولیاں نظر آنے لگیں۔ ایک سے ایک بھر کھیلے پڑے پئے ہوئے۔ کوئی مانگے پر سوار۔ کوئی موٹر پر۔ سبھی عطر میں بے ہوئے۔ سبھی کے دلوں میں اُمنگ۔ گلوں والوں کی یہ چوٹی کسی جماعت اپنی زبوں حالی

بے خبر صبر و قناعت میں مگن جلی جا رہی تھی۔ بچوں کے لئے شہر کی سبھی چیزیں اڑھکی تھیں جس چیز کی طرف دیکھتے۔ دیکھتے ہی رہ جاتے۔ اور پیچھے سے بار بار مارن کی آواز ہونے پر بھی نہ جھنجھکتے۔ حامد تو موٹر کے نیچے جاتے جاتے بچا۔
 یحیا کا عید گاہ نظر آئی۔ اور پرائی کے گئے درختوں کا سایہ ہے۔ نیچے تختہ فرش ہے جس پر جام بھی ہوئی ہے۔ انوار یونگی
 معین ایک کے پیچھے ایک نہ جانے کہاں تک چل گئی ہیں۔ پکے چوتھے کے نیچے تک۔ جہاں جام بھی نہیں ہے۔ نئے آنے والے
 بچے کی قطار میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آگے جگہ نہیں ہے۔

یہاں کوئی دولت اور درجہ نہیں دیکھتا۔ اسلام کی نگاہ میں سب برابر ہیں۔ ان دیہاتیوں نے بھی وضو کیا۔ اور کچلی
 صف میں کھڑے ہو گئے۔ کتنا اچھا طریقہ ہے۔ کتنا دل فریب قاعدہ ہے۔ ۹ لاکھوں سر ایک ساتھ سجدے میں جھک
 جاتے ہیں۔ پھر سب کے سب ایک ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایک ساتھ جھکے ہیں اور ایک ساتھ کھٹنوں کے بندھے جاتے
 ہیں۔ کئی بار یہی عمل ہوتا ہے۔ جیسے بجلی کی لاکھوں تیلیاں ایک ساتھ روشن ہوں اور ایک ساتھ بجھ جائیں۔ اور یہی عمل جاری رہا
 یسا بے نظیر بین تھا، جس کے اجتماعی اعمال کی وسعت و فراخی دل کو اذیت، فخر اور روحانی مسرت لبریز کر دیتی تھی، گویا جذبہ اخوت کا
 ایک رشتہ ان تمام نفوس کو ایک لڑی میں پرٹے ہوئے ہے۔

(۲)

۱ نماز ختم ہو گئی ہے۔ لوگ آپس میں گلے مل رہے ہیں۔ آب مٹھائی اور کھلونوں کی دکانوں پر دھاوا ہو گا، دیہاتیوں کا یہ مجمع اس
 معاملے میں لڑکوں سے کم شوقین نہیں ہے۔ یہ دیکھو ہنڈولہ ہے۔ ایک پیسہ کے کرچہ جھاوا۔ کبھی آسمان پر جاتے ہوئے معلوم ہو رہے
 بھی زمین پر گرے ہوئے۔
 یہ جرحی ہے۔ کلڑی کے ہاتھی۔ گھوڑے۔ اونٹ رستوں سے لٹکے ہوئے ہیں۔ ایک پیسہ کے کرٹھ جاؤ۔ اور بکسین بکرتوں کا
 مزہ لو۔

محمود۔ حسن۔ نورے اور سب ان گھوڑوں اور اونٹوں پر بیٹھے ہیں۔ حامد دوڑ کھڑا ہے۔ تین ہی پیسے تو اس کے پاس ہیں۔
 پنے خزانے کا تہائی ڈرا سا چکر کھانے کے لئے نہیں دے سکتا۔
 سب چرخوں سے اترتے ہیں۔ آب کھلونے لینگے۔ ادھر کونوں کی قطار لگی ہوئی ہے۔ طرح طرح کے کھلونے ہیں۔ سپاہی
 رگوجرا۔ راجہ اور وکیل۔ ہشتی۔ دھوپن اور ساہو۔ واہ! کتنے حسین کھلونے ہیں۔ ۹ آب بولابی چاہتے ہیں۔
 محمود سپاہی لیتا ہے۔ خاکی وردی اور لال بگڑی والا۔ کندھے پر بندوق رکھے ہوئے۔ معلوم ہوتا ہے ابھی قواعد کر کے
 لا آ رہا ہے۔

حسن کو ہشتی پسند آیا۔ کمر جھکی ہوئی ہے۔ اوپر مشک لٹکے ہوئے ہے اور اس کا منہ ایک ہاتھ سے پکڑے ہوئے ہے۔ کتنا خوش ہے
 اید کوئی گیت گار رہا ہے۔ بس مشک سے پانی اور ٹیلا ہی چاہتا ہے۔

نورے کو وکیل سے محبت ہے۔ ان کے جبرے سے کیسی علمیت پکیتی ہے۔ کالا چٹا۔ نیچے سفید اچکن۔ اچکن کے سامنے کی جیب میں
 ٹری کی شہری زنجیر۔ ایک ہاتھ میں قانون کی کتاب لئے ہوئے۔ معلوم ہوتا ہے ابھی کسی عدالت سے جرح یا بحث کر کے چلے آئے ہیں
 یہ سب دود پیسے کے کھلونے ہیں۔ حامد کے پاس گل میں پیسے ہیں۔ اتنے منگے کھونے وہ کیسے لے کھلونا کہیں ہاتھ سے چٹوٹ
 نے تو جو رور ہو جائے۔ ذرا پانی بڑے تو رنگ دھل جائے۔ ایسے کھلونے لیکر وہ کیا کرے گا؟ یہ کھلونے کس کام کے؟
 حسن کہتا ہے۔ ”میرا ہشتی روز شام سویرے پانی دے جائیگا“

محمود۔ ”اور میرا سپاہی گھر کا پرہ دلیگا۔ کوئی چور آئیگا تو فوراً بندوق کا ڈیرے لے گا“

نورے۔ ”میرا وکیل خوب مقدمہ لڑے گا“

سب سے۔ ”اور میری دھوپن روز کپڑے دھوئے گی“

حامد کھلونوں کی انہی اڑتا ہے۔ ”مٹی ہی کے تو ہیں۔ مگر تو چمکنا چور ہو جائیں۔“ لیکن لہجائی ہوئی آنکھوں سے کھلونوں کو دیکھ رہا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ ذرا دیر کے لئے انہیں ہاتھ میں لے سکتا۔ اس کے ہاتھ بے اختیار چپکتے ہیں۔ لیکن لڑکے اتنے ایشیا کر رہے نہیں ہوئے۔ خاص کر جب ابھی نیا شوق ہے۔ حامد لہجہ راہ جاتا ہے۔

کھلونوں کے بعد مٹھائیاں آتی ہیں۔ کسی نے ریوڑیاں لی ہیں کسی نے گلاب جامن۔ کسی نے سوہن جلوہ۔ مزے سے کھا رہے ہیں۔ حامد ان کی برادری سے الگ ہے۔ بد قسمت کے پاس تین پیسے ہیں۔ کیوں نہیں کچھ لیکر کھاتا؟ لہجائی آنکھوں سب کی طرف دیکھتا ہے۔ محسن کہتا ہے۔ ”حامد! یہ ریوڑی لے جا۔ کتنی خوشبودار ہے۔“

حامد کو شبہ ہوا کہ یہ صرف مذاق ہے۔ محسن اتنا فارخ دل نہیں ہے۔ لیکن یہ جانتے ہوئے بھی وہ اس کے پاس جاتا ہے۔ محسن دو تے سے ایک ریوڑی نکال کر حامد کی طرف بڑھا تا ہے۔ حامد ہاتھ پھیلا تا ہے۔ محسن ریوڑی اپنے منہ میں کھ لیتا ہے۔ محمود۔ ٹورے اور سب خوب تالیاں بجا جا کر ہنستے ہیں۔ حامد کھسیا تا ہو جاتا ہے۔

محسن۔ ”اچھا اچھا۔ ضرور دیں گے۔ حامد! اللہ قسم۔ لے جا۔“

حامد۔ ”رکھے رہو۔ کیا میرے پاس پیسے نہیں ہیں؟“

سنتیج۔ ”تین ہی پیسے تو ہیں۔ تین پیسے میں کیا کیا لو گے؟“

محمود۔ ”ہم سے گلاب جامن لے جا۔ حامد! محسن بد معاش ہے۔“

حامد۔ ”مٹھائی کون بڑی نعمت ہے؟ کتاب میں اس کی کتنی بڑائیاں لکھی ہیں۔“

محسن۔ ”لیکن دل میں کہہ رہے ہو گے کہ ملے تو کھالیں۔ اپنے پیسے کیوں نہیں نکالتے؟“

محمود۔ ”ہم سمجھتے ہیں اس کی چالاکی۔ جب ہمارے سارے پیسے خرچ ہو جائیں گے تو یہیں لہجی لہجی کر کھائیں گے۔“

مٹھائیوں کے بدلے چھوٹے ٹکڑے کھانے کی چیزوں کی ہیں۔ کچھ گلٹ اور نقلی گھنوں کی ہیں۔ لڑکوں کے لئے یہاں کوئی کشش نہ تھی۔

وہ سب آگے بڑھ جاتے ہیں۔

حامد ملے کی دکان پر ٹوک جاتا ہے۔ کئی بچے لکھے ہوئے تھے۔ اسے خیال آیا۔ دادی کے پاس چمنا نہیں ہے۔ بچے سے

روٹیاں آتا رہی ہیں تو ہاتھ پڑتا ہے۔ اگر وہ چمنا لے جا کر دادی کو دے تو وہ کتنی خوش ہوگی؟ پھر کئی انگلیاں کھینچ کر

گھر میں کام کی ایک چیز ہو جائیگی۔ کھلونوں سے کیا فائدہ؟ فضول پیسے خراب ہوتے ہیں۔ ذرا دیر کے لئے خوشی ہوتی ہے۔ پھر تو کھلونو

کوئی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ باتو گھر پہنچتے پہنچتے ٹوٹ پھوٹ برابر ہو جائیں گے۔ یا چھوٹے بچے جو میلے نہیں آتے ہیں۔ ضد کر کے

لے لیں گے اور توڑ ڈالیں گے۔ چمنا کتنے کام کی چیز ہے۔ روٹیاں تو سے سے آسار لو۔ چو لے میں سینک لو۔ کوئی آگ مانگنے

آئے تو چٹ پٹ چو لے سے آگ نکال کر اُسے دیدو۔ اماں بیچاری کو کہاں فرصت ہے کہ بازار آئیں۔ اور اتنے پیسے ہی

کہاں ملتے ہیں؟ روز ہاتھ جلا لیتی ہیں۔

حامد کے سامنے آگے بڑھ گئے ہیں۔ سیبل پر سب کے سب شربت پی رہے ہیں۔ دیکھو سب کتنے لالچی ہیں۔ اتنی مٹھائیاں لیں،

مجھے کسی نے ایک بھی نہ دی۔ اس پر کتنے ہیں میرے ساتھ کھیلو۔ میرا یہ کام کرو۔ آب اگر کسی نے کوئی کام کرنے کو کہا تو پوچھو نہ لگا کھائیں

مٹھائیاں۔ آپ منہ مٹرے گا۔ پھوڑے پھنسیاں نکلیں گی۔ آپ ہی زبان چوڑی ہو جائیگی۔ تب گھر سے پیسے جو آئیں گے۔ اور

مار کھائیں گے۔ کتاب میں جھوٹی باتیں ٹھوڑی ہی لکھی ہیں۔ میری زبان کب خراب ہوگی؟ اماں چمنا دیکھتے ہی میرے ہاتھ سے

لے لینگے۔ اور کہیں گی۔ ”میرا بچہ اماں کے لئے چمنا لایا ہے۔“ ہزاروں دعائیں دینگے۔ پھر بڑوس کی عورتوں کو دکھائیں گی۔

سارے گاؤں میں چرچا چا ہونے لگے گا۔ حامد چمنا لایا ہے۔ کتنا اچھا لڑکا ہے۔ ان لوگوں کے کھلونوں پر کون انہیں عاتق

دیکھا؟ بڑوں کی دعائیں سید سے اللہ کے دربار میں پہنچتی ہیں۔ اور فوراً مٹی جاتی ہیں۔ میرے پاس پیسے نہیں ہیں چھٹی تو محسن اور

محمود مزاج دکھاتے ہیں۔ میں بھی ان سے مزاج دکھاؤں گا۔ کھیلوں کھلونے اور کھائیں مٹھائیاں۔ میں نہیں کھیتا کھلونے کسی کا

مزار کیوں سوں؟ میں غریب سی۔ کسی سے کچھ مانگنے تو نہیں جاتا۔ آخر آبا جانی کبھی نہ کبھی آئیں گے۔ آتاں بھی آئیں گی ہی۔ پھر ان لوگوں کو چھوڑینگا۔ کتنے کھلونے لوگے؟ ایک ایک کو ٹوکریوں کھلونے دوں اور دکھا دوں کہ دوستوں کے۔ اچھا اس طرح۔ لوگ کیا جانتا ہے۔ یہ نہیں کہ ایک پیسے کی ریوٹیاں لیں تو چڑھا چڑھا کر کھانے لگے۔ سب کے سب خوب نہیں گئے کہ سادہ چٹا لیا ہے۔ ہنسیں۔ میری بلا سے۔ اس نے دکاندار سے پوچھا۔ ”یہ جیٹا کتنے کا ہے؟“

دکاندار نے اس کی طرف دیکھا۔ اور کوئی بڑا آدمی ساتھ نہ دیکھ کر کہا۔ ”یہ تمہارے کام کا نہیں ہے جی۔“

”بکاؤ ہے یا نہیں؟“

”بکاؤ کیوں نہیں ہے؟ اور یہاں کیوں لا دلائے ہیں؟“

”تو بتاتے کیوں نہیں؟ کئے پیسے کا ہے؟“

”چھ پیسے لگیں گے؟“

حامد کا دل بیٹھ گیا۔

”ٹھیک ٹھیک بتاؤ۔“

”ٹھیک ٹھیک پانچ پیسے ہیں گے۔ لیتا ہو۔ نہیں پلتے ہو۔“

حامد نے دل مضبوط کر کے کہا۔ ”تین پیسے لوگے؟“

یہ کہتا ہوا وہ آگے بڑھ گیا کہ دکاندار کی گھر کیان نہ سُنے۔

لیکن دکاندار نے گھر کیان نہیں دیں۔ بلکہ چٹا دیدیا۔ حامد نے اسے اس طرح کندھے پر رکھا جیسے بندوق ہے۔ اور شان سے اگڑتا ہوا اساتھیوں کے پاس گیا۔ درمیں سب کے سب کیا کہتے ہیں۔

”مجن نے ہنس کر کہا۔“ یہ جیٹا کیوں لایا؟ پچھلے اسے کیا کر بیچا؟“

حامد نے چمٹے کو زمین پر پٹک کر کہا۔ ”ذرا اپنا ہشتی زمین پر گرا دو۔ ساری پسلیاں چور چور ہو جائیں بچا کی؟“

محمود بولا۔ ”تو یہ چٹا کوئی کھلونا ہے؟“

حامد۔ ”کھلونا کیوں نہیں ہے؟ ابھی کندھے پر رکھا۔ بندوق ہو گئی۔ ہاتھ میں لے لیا فقروں کا جیٹا ہر گز چاہوں تو اس سے میرے کام لے سکتا ہوں۔ ایک چٹا جہاں دوں تو تم لوگوں کے سارے کھلونوں کی جان بچل جا کر گئے۔ تمہارے کھلونے چاہے کتنا ہی زورنگا میں میرے پیچھے کا بائی بھی بیگانہ نہیں کر سکتے۔ میرا چٹا ہر بار درشت ہے۔“

سمیع نے کھنجر سے لے لی۔ وہ سبکی باتوں سے متاثر ہو کر بولا۔ ”میری کھنجر سے بدلو گئے؟ دو آئے کی ہے؟“

حامد نے کھنجر کی طرف نفرت سے دیکھا۔ ”میرا چٹا جیسے تو تمہاری کھنجر کی جیٹا چٹا ڈالے۔ بس ایک چمٹے کی جھلی نکادی ڈھب ڈھب ہوئے گی۔ ذرا سا بائی لگ جا۔“ نے تو تم ہو جاتے۔ میرا ہاتھ چمٹا۔ اگر یوں پالتی میں آئے ہیں۔ طوفان میں برابر ڈھکنا کھڑے ہو جا۔“

چمٹے نے سبھی کو مٹھ لیا۔ لیکن اب پیسے کس کے پاس دھرے ہیں۔ پھر میٹل سے دُور نکل آئے ہیں۔ نوک کے نیچ گئے۔ دھوپ تیز ہو رہی ہے۔ گھر پیچھے کی جلدی ہو رہی ہے۔ باپ سے ضد بھی کریں تو چٹا نہیں مل سکتا۔ حامد ہے بڑا حالاک۔ اسی لئے بد معاش نے پیسے بچا رکھے تھے۔

آپ بچوں کے در و گرد ہو گئے ہیں۔ محسن۔ محمود۔ سمیع اور نور سے ایک طرف ہیں۔ حامد اکیلا دوسری طرف۔ مباحثہ ہوتا ہے۔ سمیع تو بے ایمان ہو گیا۔ دوسرے فریق سے جا ملا۔ لیکن محسن۔ محمود۔ اور نور سے بھی حامد سے ایک ایک دو سالی بڑے ہوئے پر بھی حامد کے جالوں سے دہل گئے ہیں، اس کے پاس انصاف کا زور ہے۔ اور قادیان کی ساق۔ ایک طرف مٹی ہے۔ دوسری طرف لوہا۔ جو اس وقت اپنے کو فلاں دھبہ رہا ہے۔ دونوں کی شکست ہے۔ حملہ آور ہے۔ اثر

کوئی شیر آجائے تو میاں ہشتی کے پھلے چھوٹ جائیں۔ میاں سپاہی مٹی کی بندوق لیکر بھاگیں۔ وکیل صاحب کی نانی مچائے، مچے میں نہ چسپا کر زمین پر لٹ جائیں۔ مگر یہ چیٹا۔ یہ بہادر۔ یہ رستم ہند۔ لپک کر شیر کی گردن پر سوار ہو جائے گا۔ اور اس کی آنکھیں نکال لیگا۔

محسن نے ایریڑی چوٹی کا زور لگا کر کہا۔ ”اچھا پانی تو نہیں بھر سکتا؟“
حامد نے چیٹے کو سیدھا فخر کر کے کہا۔ ”ہشتی کو ایک ڈانٹ بتائیگا تو دوڑا ہوا پانی لا کر اس کے دروازے پر چھڑکے لگے گا۔“

محسن جواب ہو گیا۔ پر محمود نے مکک پہنچائی۔ ”اگر بچا پکڑ جائیں تو عدالت میں بند سے بند سے پھرینگے تب تو وکیل صاحب ہی کے پیروں پر بیٹھے۔“

حامد اس زبردست نکتہ چینی کا جواب نہ دے سکا۔ اس نے پوچھا۔ ”ہمیں پکڑنے کوں آئیگا؟“

نور نے اکر کر کہا۔ ”ہی سپاہی بندوق والا۔“
حامد نے منہ چڑھا کر کہا۔ ”یہ بچا رے ہم بہادر رستم ہند کو پکڑ لیں گے؟ اچھا لاؤ۔ ابھی ذرا کشتی ہو جائے۔ اس کی صورت دیکھ کر دُور سے بھاگیں گے۔ پکڑیں گے کیا بیجا۔“

محسن کو ایک نیا نکتہ سوچھ گیا۔ ”تمہارے پیٹھے کا منہ روز آگ میں جلے گا۔“

اس نے سمجھا تھا کہ حامد لا جواب ہو جائیگا۔ لیکن یہ بات نہ ہوئی۔ حامد نے فوراً جواب دیا۔ ”آگ میں بہادر سی کو دتے ہیں جناب! تمہارے وکیل۔ سپاہی و ہشتی نوڈیوں کی طرح گھر میں ٹھس جائینگے۔ آگ میں کو نہادہ کام ہے جو رستم ہند ہی کر سکتا ہے۔“

محسن نے ایک زور لگایا۔ ”وکیل صاحب کرسی میز پر بیٹھیں گے۔ تمہارا چیٹا تو باورچی خانے میں زمین پر پڑا ہینگا۔“
اس نکتہ چینی نے سمیج اور نور کے میں بھی جان ڈال دی۔ کتنے لگے کتنے ٹھکانے کی بات کئی ہے تھے نے چیٹا باورچی خانے میں پڑا ہینے کے سوا اور کیا کر سکتا ہے؟

حامد کو کوئی پھلکتا ہوا جواب نہ سوچھا تو ناپ شناب بکنا شروع کیا۔ ”میرا چیٹا باورچی خانے میں نہیں ہینگا۔ وکیل صاحب کرسی پر بیٹھیں گے تو جا کر انہیں زمین پر پٹک دیگا۔ اور ان کا قانون ان کے پیٹ میں ڈال دیگا۔“
بات کچھ بنی نہیں۔ خاصی گالی گلوچ تھی۔ لیکن قانون کو پیٹ میں ڈالنے والی بات چھانگئی کہ تینوں سُورامندہ دیکھتے رہ گئے۔ جیسے کوئی ادھیلا والا کنکوا آنے والے کنکوں کو کاٹ گیا ہو۔

قانون منہ سے باہر نکالنے والی چیز ہے۔ اس کو پیٹ کے اندر ڈال دیا جائے۔ بالکل بے ٹکی بات ہونے پر بھی کچھ جِدّت رکھتی ہے۔ حامد نے میدان مار لیا۔ اس کا چیٹا رستم ہند ہے۔ اب اس سے محسن۔ محمود۔ نور کے کسی کو بھی اُلکا نہیں ہو سکتا۔

فاتح کو مفتوحوں سے فطری طور پر جود ادب ملنی چاہئے۔ وہ حامد کو بھی ملی۔ اوروں نے تین تین چار چار آنے سے خرچ کئے پر کوئی کام کی چیز نہ لے سکے۔ حامد نے تین پیسوں میں رنگ جمایا۔ بیچ ہی تو ہے۔ کھلونوں کا کیا بھروسہ؟ ٹوٹ پھوٹ جائینگے۔ حامد کا چیٹا بوسوں سے گا۔

صلح کی شرطیں طے ہونے لگیں محسن نے کہا۔ ”ذرا اپنا چٹا دو۔ ہم بھی دیکھیں تم ہمارا ہشتی لے کر دیکھو۔“

محمود اور نور نے بھی اپنے اپنے کھلونے پیش کئے۔

حامد کو ان شرطوں کے ماننے میں کوئی انکار نہ تھا۔ چیٹا باری باری سے سرکے ہاتھ میں گیا۔ اور ان کے کھلونے باری باری سے اندر سے ہاتھ میں آئے۔ کتنے خوبصورت کھلونے ہیں۔

حامد نے مارنے والوں کے آنسو پونچھے۔ ”میں تمہیں چڑھا رہا تھا۔ بیچ۔ وہ لوہے کا چٹا کھلونوں کی برابری کیا کرے گا۔ معلوم ہوتا ہے۔ آب بولے۔ آب بولے۔“

لیکن ٹخن کی پارٹی کی ان دلاسوں سے تشفی نہیں ہوئی۔ چٹے کا سکہ خوب بیٹھ گیا ہے۔ چپکا ہوا چیکٹ آب پانی سے نہیں چھوٹ رہا ہے۔
”ان کھلونوں کے لئے کوئی ہمیں دعا تو نہ دے گا۔“
محمود ”دعا کو لئے پھرتے ہو۔“ اُلٹے مار نہ پڑے۔ اُمّاں ضرور لکینٹی کہ میلے میں تمہیں بھی مٹی کے کھلونے ملے۔“

حامد کو ماننا پڑا کہ کھلونوں کو دیکھ کر کسی کی ماں اتنی خوش نہ ہوگی۔ جتنی اس کی دادی جیسے کو دیکھ کر خوش ہوگی۔ تین ہی بیٹیوں تو اسے سب کچھ کرنا تھا اور ان بیٹیوں کے اس کام میں لانے پر پھٹنے کی بالکل ضرورت نہ تھی پھر آب تو چمٹا رستم ہنر مند۔ اور سبھی کھلونوں کا بادشاہ۔

راستے میں محمود کو بھوک لگی۔ اُس کے باپ نے کیلے کھانے کو دیئے۔ محمود نے صرف حامد کو شریک کیا۔ اس کے دوسرے دوست مٹہ دیکھتے رہ گئے۔ یہ اس چٹے کی برکت تھی۔

(۳)

گیارہ بجے سارے گاؤں میں ہلچل مچ گئی۔ میلے والے آگئے۔ ٹخن کی چھوٹی ہین نے دوڑ کر ہشتی اس کے ماتھ سے چھین لیا۔ اور مارے خوشی کے جو اُپھلی تو میاں بٹنگی پیچھے آ رہے۔ اور عدم آباد سدھارے اس پر بھائی بن میں مار پیٹ ہوئی۔ دونوں خوب روئے۔ ان کی اُمّاں یہ شور سن کر رنجڑیں۔ دونوں کو اوپر سے دو دو چائے اور لنگاے۔
نورے میاں کے وکیل کا خاتمہ اب کے درجہ کے مطابق اس سے زیادہ ہڑا اختیار ہوا۔ وکیل زمین پر یا طاق پر تو بیٹھ سکتا نہیں۔ اس کی عزت کا لحاظ کرنا ہی ہوگا۔ دیوار میں دو کھونٹیاں گاڑی گئیں۔ ان پر لکڑی کا ایک پتھر رکھا گیا۔ پڑے پر کاغذ کی قالین بچھائی گئی۔ وکیل صاحب راجہ جھون کی طرح سینکھاسن پر پرارے۔ نورے نے انہیں بیکھا جھلنا شروع کیا۔ عالیشان خن کی ٹٹیاں اور جلی کے پینکے رہتے ہیں۔ کیا یہاں معمولی پینکھا بھی نہ ہوگا؟ قانون کی گرمی دماغ پر چڑھ جائیگی کہ نہیں۔ باتس کا پینکھا آیا اور نورے ہو کر نہ لگے۔ معلوم نہیں پینکھا کی ہوا سے یا پینکھا کی چوٹ سے وکیل صاحب آسمان سے زمین پر آ رہے۔ اور ان کا مٹی کا بچو لاماٹی میں مل گیا۔ پھر تو بڑے زور و شور سے ماتم ہوا۔ اور وکیل صاحب کی لاش پارسیوں کے رواج کے مطابق گھوڑ پر ڈال دی گئی۔

آب رما محمود کا سپاہی۔ اسے فوراً گاؤں کا پہرہ دینے کا چارج مل گیا۔ لیکن پولیس کا سپاہی کوئی معمولی شخص تو نہیں۔ جو اپنے پیروں چلے۔ وہ بالکل پر جلد لگا۔

ایک بڑی آئی۔ اس میں پچھ لال رنگ کے پٹے پڑائے چھڑے بچھائے گئے۔ تاکہ سپاہی صاحب آرام سے لیٹیں۔ محمود نے یہ نوکری اٹھائی اور اپنے دودھ دانے کا جگر لٹکانے لگے۔ اس کے دونوں چھوٹے بھائی سیاہی کی طرف سے ”چھوٹے والے جاگتے رہو۔“ پکار رہے چلے ہیں۔ مگر رات تو اندھیری ہوئی ہی چاہئے۔ محمود کو ڈر لگ جاتا ہے۔ نوکری اس کے ماتھ سے چھوٹ کر گر پڑتی ہے۔ اور میاں سپاہی اپنی بندوق لئے زمین پر آ جاتے ہیں۔ اور ان کی ایک ٹانگ ٹوٹ جاتی ہے۔ محمود کو آج معلوم ہوا کہ وہ چچا ڈاکٹر ہے۔ اس کو ایسا مہم مل گیا ہے۔ جس سے ٹوٹی ہوئی ٹانگ کو وہ فوراً جوڑ سکتا ہے۔ صرف گولر کا دودھ چاہئے۔

گولر کا دودھ آنا ہے۔ ٹانگ جوڑ دی جاتی ہے۔ لیکن سپاہی کو جو ہی کھڑ کیا جاتا ہے۔ ٹانگ جواب دیدتی ہے۔ کار گیری نا کام ہوئی تو اس کی دوسری ٹانگ بھی ٹوڑ دی جاتی ہے۔ اب کم سے کم ایک جگہ آرام سے بیٹھ تو سکتا ہے۔ ایک ٹانگ سے تو نہ چل سکتا تھا۔ بیٹھ نہ سکتا تھا۔ اب وہ سپاہی سادھو ہو گیا ہے۔ اپنی جگہ پر بیٹھا بیٹھا پہرہ دیتا ہے۔ سبھی کبھی یونانی بن جانتے

اس کے سر کا بھلا رد اوصاف کھڑج دیا گیا ہے۔ اس لئے آب اسکی جتنی صورت چاہو بدل لو کبھی کبھی تو اس سے ٹکھرے کا کام بھی لیا جاتا ہے۔

آب میاں حامد کا حال بھی سنئے۔ اہمتمہ اس کی آواز سنئے ہی دوڑی اور اسے گود میں اٹھا کر پیار کرنے لگی۔ یکایک اس کے ماتھ میں چٹا دیکھ کر چونک گئی۔

”یہ چٹا کہاں تھا؟“

”میں نے مول دیا ہے“

”کے پیسے میں؟“

”جی ہاں پیسے دیئے“

آہستہ سے چھاتی پیٹتی۔ یہ کیسا بے سمجھ لڑکا ہے۔ کہ دوپہر ہوئی۔ کچھ کھایا نہ پایا۔ لایا کیا؟ یہ چٹا — سارے میلے میں تھے۔ اور کوئی چیز نہیں ملی۔ جو یہ لوہے کا چٹا اٹھا لایا؟“

حامد نے عجیبانہ انداز سے کہا ”تمہاری آنکھیاں تو بے سے چل جاتی تھیں اسی لئے میں نے اسے لے لیا“

بوڑھیا کا غصہ فوراً محبت میں تبدیل ہو گیا۔ اور محبت بھی وہ نہیں جو کھلی ہوئی ہوتی ہے اور پانی ساری ٹیس لفظوں میں نمایاں کر دیتی ہے۔ یہ خاموش محبت تھی۔ خوب ٹھوس۔ شیریں اور لذت سے بھری ہوئی۔ بچے کا کتنا ایشیا پسند ہے۔ کتنا نیک ہے، کتنا ہمدرد ہے۔ دوسروں کو کھلونے لیتے اور مٹھائی کھاتے دیکھ کر اس کا دل کتنا لچایا ہو گا؟ اتنا ضبط اس سے ہوا کیسے؟ وہاں بھی اسے اپنی بوڑھیا دادی کی یاد دلی رہی۔ آہستہ کا دل بارغ بارغ ہو گیا۔

اور اب ایک نہایت عجیب بات ہوئی۔ حامد کے اس چٹے سے بھی عجیب — اچھے حامد نے بوڑھے حامد کا پارٹ اڈا کیا تھا۔ بوڑھیا آہستہ بچی آہستہ بن گئی۔ وہ رونے لگی۔ دامن پھیل کر حامد کو دعائیں دیتی جاتی تھی۔ اور آنسو بڑے بڑے قطرے گرتے جاتے تھے۔ حامد اس کا بھید کیا سمجھتا — ۹۹

سارے نبی کے سارے اخلاق اس کتاب میں حضرت رسول کریم صلا اللہ علیہ وسلم کے منظر اخلاق و محاسن کا تفصیل وار تذکرہ لکھا گیا ہے۔ حضرت کے حسن خلق۔ خلق خدا اسے ہمدردی۔

عدل و انصاف۔ صداقت و امانت۔ دیئے ہوئے عہد صبر و استقلال۔ عفو و رحیم۔ دشمنوں سے حسن سلوک اور لطف و کرم جنگ کے قیدیوں سے نیک برتاؤ۔ آپ کے بلند پایہ اخلاق سے متاثر ہو کر مخالفین کا آخر کار خود بخود اسلام میں داخل ہونا غیر مسلموں سے رواداری اور حسن سلوک شفقت و نرمی۔ تواضع و انکسار۔ زہد و قناعت اور سخاوت و بہادری کے تمام جیدہ و جاہدہ واقعات لکھے گئے ہیں جن کو پڑھ کر ہر شخص حضور کی عظمت و شان اور صداقت و حقانیت کا صدق دل سے قائل ہو جاتا ہے۔ قیمت صرف ۱۰

سیرۃ جلیلہ بغدادی اس کتاب میں حضرت جلیلہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے مفصل حالات عربی کی مستند کتابوں سے انتخاب کر کے لکھے گئے ہیں۔ آخر میں آپ کے ملفوظات و عارفانہ اقوال بھی درج کئے گئے ہیں۔ غرض آپ کی کاس و کسب سوا سنجھی ہے۔ قیمت صرف ۵

بہادر مسلمان عورتیں شروع اسلام میں جن نامور اور بہادر و صحابہ عورتوں نے اسلامی جنگوں میں حصہ اور شجاعت بہادری کے مظاہر کیے ان کا ذکر کیا گیا ہے اور میدان لڑائی کے اندر اپنی جاؤں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کی پیش ہدایات انجام دیں۔ ان سب کے مفصل حالات اس کتاب میں درج ہیں۔ قیمت صرف ۳

ملنے کا پتہ:۔ مینجر صوفی ٹیک پوسٹڈی بہاؤ الدین نیچا۔

۲۲ مُسلم پیرن عمر کی آمد پر

از جناب ابوالاثر حفیظ جالندھری

(حضرت ابوالاثر حفیظ جالندھری نے "غیر زار" اور "سوز و ساز" کی تصنیف سے اردو شاعری میں ایک نیا باب کھول دیا۔ اور نقاروں نے اُسے تغزل کا بہترین ترجمان قرار دیا۔ شاہنامہ اسلام کی شاعری سے اردو کے امکانات میں اضافہ ہو گیا۔ اور حضرت حفیظ کو سب سے زیادہ اتفاق "فردوسی" اسلام کا لقب یا بیکن اس بڑھتے ہوئے سمندر کی حد بندی ناممکن ہے۔ نظم زیر شاعت ایک نئے دور کے آغاز کی خبر دیتی ہے۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔)

تھے اسلام کے آغوش میں آنا مبارک ہو
مے توجید پینا ہوش میں آنا مبارک ہو
یقیناً اُنس ہے اس ملتِ نادار سے تجھ کو
اخوت کھینچ لائی ہے سمندر پار سے تجھ کو
میں تیرے جذبہٴ اخلاص کی تعریف کرتا ہوں
مگر جب اپنی صورت دیکھتا ہوں آہ بھرتا ہوں
پچھلا پھول ہے تو آزاد دنیا کی ہواؤں میں
گھرے ہیں مدتوں سے ہم غلامی کی بلاؤں میں
میسر ہے یہاں مردوں سے بدتر زندگی ہم کو
نہ غیرت ہم کو آتی ہے نہ آبِ شرمندگی ہم کو
دوامی تلخ کامی کو گوارا کر لیا ہم نے
سلف کی یادِ شیریں سے کنارہ کر لیا ہم نے
جہاد فی سبیل اللہ سے منہ ہم نے موڑا ہے
شہادت کی غزا کی راہ کو دانستہ چھوڑا ہے
ہماری یہ اذانیں یہ نمازیں یہ مناجاتیں
دکھائی کی ہیں سب (ریسمں) دکھائے کی ہیں سب باتیں
بظاہر وعظ بھی ہوتے ہیں تقریریں بھی ہوتی ہیں
ہماری غیرتیں لیکن مزے کی نیند سوتی ہیں
نہیں حُبِ رسول اللہ کا ہم میں اثر باقی
نہ وہ ایمان کا نشہ نہ وہ محفل نہ وہ ساتھی
ہماری فوج کے دھانے نہیں اب قاف کے اوپر
یہ اُمت ناچتی ہے مدفنِ اسلاف کے اوپر

پٹے ہیں ہم تو سب ایمان کی بازی سے تھکے ملے

ہمیں اس رنگ میں کیا دیکھنے آیا ہے تو پیاے

تیرا آنا ہماری شان کا اعزاز کا باعث
مگر لے مہرباں لے دست ہم سے دُور ہی رہنا
ہمیں غیرت نہ آجائے کہیں اسلام سے تیرے
عمر شکر کے نام سے ہم کو مجاہد یاد آتے ہیں
نظر کے سامنے آتا ہے نقشہ اُن دلیروں کا
فسلے زندہ ہو جاتے ہیں اُن شمشیر گیروں کے
وہی اللہ کے بندے جو زاہد تھے نمازی تھے
حریفوں کے لئے شمشیر جوہر دار رکھتے تھے
امامت قوم کی وقتِ عبادت اُنکا حصہ تھی
عمر شکر کا نام غیرت کے لئے اک تازیانہ ہے

علی الاعلان اظہارِ صداقت سے بھی ڈرتا ہوں

تجھے بھائی سمجھ کر تیرا استقبال کرتا ہوں

(سالنامہ نیرنگ خیال)

دین و سیاست

از سر آقبال

کلیسا کی بنیاد رہبانیت تھی
خصوصیت تھی سلطانی و راہبی ہیں
سیاست نے مذہب سے بیچھا چھڑا دیا
ہوئی دین و دولت میں جن دم جدائی
دوئی ملک و دیں کے لئے نامزدی
یہ اعجاز ہے ایک صحرانیشیں کا

سمائی کہاں اس فقیری میں میری
کہ وہ سر بلندی ہے یہ سر بلندی
چلی کچھ نہ پیر کلیسا کی پیروی
ہوس کی امیری ہوس کی ذریعہ!
دوئی چشم تہذیب کی نالصیری
بشیر ہی ہے آئینہ داہنِ ذریعہ

اسی میں حفاظت ہے انسانیت کی

کہ ہوں ایک جلیدی واردِ شیری

جلوے کا گیت

از حضرت سید احمد حسین صاحب تاجی آبادی

جلوے کی گھڑی تھی، اور رات کا وقت، دولہا دولہن آئے آئے سائے، سر نیوڑھائی ہوئی دلہن اپنے دولہا کے بالمقابل ہو کر بھی نہ ہونے کے برابر وجود میں شان عدم دکھا رہی تھی، لیکن کشمیرہ قامت، توئمہ، نوخیز حسین مرہ جبین دولہا، اپنے پوشاؤ لباس میں پیشانی پر افشاں، پتلے اور نازک ہونٹوں پر پان کی دھڑکی جیسے جب جلوے کی چوکی پر جلوہ آرا ہوا۔ ایک بجلی تھی جو چمک گئی، ایک جھمکا تا آفتاب تھا جو سارے تماشا تیوں کی نگاہ کو خیرہ کر گیا یہی نظارہ مجاز میں رنگ حقیقت دیکھنے کے لئے کیا کم تھا کہ میرا تنوں کے وقت یہ گیت نے تو قیامت ہی قائم کر دی، نظری توجہ، سماعت کی طرف کھینچ گئی، آنکھیں بند ہو کر کان کھل گئے، انا جعلنا سمیعاً بصیراً۔

اس مجمع اضداد کے حالات سنو کچھ مجھ وہ دیکھو کچھ کرامات سنو (رباعیات تاجی)
سچے حسن کا یہ حکم کہ جھکے نہ بلک لب کا یہ سخن ہے اکبری بات سنو
شادی کا گیت تھا، یا مست کا جھوٹا، اس کی سرسری اور تیرہیں آواز کانوں سے دل میں اترتا تو کراں واحد میں ہزاروں ہونٹیں پیدا کر رہی تھی۔

دوسروں کی توخیر نہیں، ہماری یہ کیفیت تھی کہ روتے روتے آنسو خشک ہو گئے تھے اور جیتے جیتے کلامیٹھ گیا تھا۔ پورے گیت میں، دل کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے اور پھر پھر کر آنے والا ٹکڑا
”ڈالوری ماں، مار بنے کے گلے“
تو ہم کو یاد رہ گیا۔ اور باقی گیت کی، کچھ اصل کے ہم معنوں، کچھ اپنے خیال کے موافق ہم نے تکمیل کر دی، بالفعل تو ہم سے لفظی طور پر سن لیجئے۔ کبھی موقع ملے تو شاید معنوی کیفیت بھی نصیب ہو جائے۔

ڈالوری ماں، مار بنے کے گلے

پیارا بنا مرادھوم گھر سے	آیا مرے گھر، اپنے گھر سے
ساون بھادوں کی آئیں گھٹائیں	رم جھرم جھم بادل برسے
ڈالوری ماں، مار بنے کے گلے	ڈالوری ماں، مار بنے کے گلے
دھوم مچاؤ شادی رچاؤ	اس کو پاکر، خود کو گناؤ
اپنے دل آئے شگفتہ چین سے	چن چن کلیاں مار بناؤ
ڈالوری ماں، مار بنے کے گلے	ڈالوری ماں، مار بنے کے گلے

محمد یار تن من دارو
میں کو دیکھ تو کو لے لو
ہو کے تصدق صلے اتارو
جیت ہے اپنی جتنا بھی مارو
ڈالوری ماں، مار بنے کے گلے

افریقہ کی شہزادی

عبدالرحمن بن الزبیر کا حسن سیاست

از جناب منظور محمد امام الدین صاحب میرترجمان بنارس

مصر میں اسلامی پرچم لہا رہا ہے، اور مصر کی فضا "لا الہ الا اللہ" کی مقدس سزاؤں سے گونج رہی ہے۔ اس مصر کی فضا جس پر کبھی "فرعون" انارکھ لایا تھا، کتا نعرہ بلیا کر رہا تھا، لیکن اسلام کا سیلاب دریائے نیل سے ہم آغوش ہو کر رکنے والا نہ تھا، وہ افریقہ کے رگستان کے چپے چپے کو سیراب کرنے کے لئے بیقرار تھا، وہ اس وسیع ریگزار کو توحید رسالت کے گل بوٹوں سے باغ و بہار بنانا چاہتا تھا۔ وہ اس طول و طول خطے سے کفر و شرک کے خار و خش کو ہٹا کر پاک و صاف کرنا چاہتا تھا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ زینت نبش مسند خلافت تھے۔ اور عبداللہ بن ابی سرح مصر کی گورنری سے ممتاز تھے۔ ۲۶ عہد کا زمانہ تھا، دربار خلافت سے عبداللہ بن ابی سرح نے نام فتح افریقہ کا فرمان صادر کیا، ہمارا ان اسلام کے لئے اس سے بڑھ کر مُردہ جالافز اور سام حیات بخش اور کیا ہو سکتا تھا؟ وہ تو ہر وقت خدا کے نام کی منادی کرنے کے لئے تیار رہتے تھے، وہ تو اعلیٰ کلمہ اللہ کے لئے اپنی زندگیوں وقف کر چکے تھے، وہ تو اسلام کی تبلیغ و اشاعت کو بہترین تغلہ حیات سمجھتے تھے، وہ تو راہِ حسد میں جنگ و جدال کے لئے ہر وقت سرگرم تھے، چنانچہ فرمان خلافت پہنچے ہی عبداللہ بن ابی سرح نے ہم افریقہ کی تیاری کا حکم صادر کر دیا۔ نیا بدین اسلام نے نہایت شوق و جوش سے سامان کرنا شروع کیا اور کئے دلوں میں دس ہزار جانبازان اسلام برپا دیا۔ افریقہ کے لئے تیار ہو گئے۔

(۲)

دارالخلافہ مصر میں کئی روز سے ہم افریقہ کی روانگی کی دُصوم ہے، مگر آج مجاہدین کی روانگی کا دن ہے، اس لئے آج کے خوش فحش کا عالم ہو کچھ اور ہے، ہر گلی اور کوچ میں ایک بھیل نظر آ رہی ہے، کوئی اپنی ضرورت کی باقی چیزیں ہتھیا کر رہا ہے، کوئی اپنے عزیز اور دوستوں سے ملاقات کرنے جا رہا ہے، کوئی اپنے اعزہ و اقربا کو رخصت کرنے کی تیاری کر رہا ہے، سب کے چہرے ہنسا ہیں، سب کی آنکھیں خوش قسمت سے جھک رہی ہیں، جیسے آج خیرِ قرباں ہے، یا کسی بہت بڑے آدمی کی شادی ہے، قریب قریب بھی کے بدن پر نیے یا دھلے ہوئے کپڑے نظر آ رہے ہیں، کوئی نیزے کی آئی کو صاف کر رہا ہے اور اس کی نوک درست کر رہا ہے، کوئی تلوار پھیل کر رہا، اور کوئی نیام کی حرمت میں مصروف ہے، کوئی بھی سست اور بیکار نظر نہیں آتا۔

گرمی کا موسم ہے، لوشل ہری ہے، قمری چمکے کا دوسرا ہفتہ ہے، سرشام سے لے کر تقریباً صبح تک چاندنی رہیگی اس لئے مجاہدین اسلام غنشا کے بعد کوچ کرینگے، مغرب کی نماز ہو چکی ہے، لوگ جوق جوق دارالخلافہ کے باہر چلے جا رہے ہیں، شہر کے باہر میدان میں فوجیں جمع ہوئی اور وہیں سے کوچ کر رہی ہیں۔

مہتاب اونچا ہو چکا ہے۔ چاندنی تمام میدان میں پھیلی ہوئی ہے، ہوا میں ٹھنڈک پیدا ہو چکی ہے، بہت سے مجاہدین اپنے اہل و عیال ساتھ لے جا رہے ہیں، بہت سے مجاہدین کے اہل و عیال ان کو رخصت کرنے آئے ہیں، میدان میں عجب چل پھل ہے، اس کے سامنے آج شہر کی بھی کوئی حقیقت نہیں ہے، چھوٹے چھوٹے عرب بچے ادھر ادھر دوڑ دھوپ اور اچھل کود رہے ہیں۔

برقع پوش مائیں اور بنیں ان کی حفاظت کر رہی ہیں، بچے دوڑ دھوپ کرتے ہوئے دوڑ چلے جاتے ہیں تو برقعے کے اندر سے پاکیزہ آوازیں بلند ہوتی ہیں۔

”عبدالرحمن ابو عبدالرحمن کہاں جا رہا ہے؟ آدھڑ“

”اے عبداللہ! آدھڑ گھوڑے ہیں نا! وہاں سے ہٹ کر کھیل“

”طلحی! دیکھ رہا جانہ کو آدھڑ بچہ لا، بیٹری کی طرف چلی جا رہی ہے“

”لورافغ وہاں پہنچ گیا، اسے بچہ تو لارنہیب آدھڑ“

کہیں ایک طرف کنارے کھڑے میاں بیوی میں وداعی گفتگو ہو رہی ہے۔

”ام رقیہ! تم کسی طرح کی فکر نہ کرنا، انشاء اللہ تین جلد مظہر منصور واپس آؤ گے“

”آپ میرے لئے کسی قسم کی فکر نہ کریں، مجھے خدا پر بھروسہ ہے، وہ میدان جنگ میں تمہاری میری حفاظت کرے گا۔

مگر دیکھو مجھے بھول نہ جانا“

”کیا کہتی ہو ام رقیہ! دشمنوں کے مقابلے میں بھی تمہاری صورت میرے پیش نظر ہے گی، اور وہ اس وقت میرے لئے باعین

امداد ہوگی، اگر مجھے کوئی چیز تم سے ملا سکتی ہے تو وہ نگار فرخ کی ہم آغوشی ہے، اور یہ خیال میرے اندر اور بھی جنگ کے لئے ذوق و شوق

پیدا کرے گا“

”نہیں ابوالعاص، میدان جنگ میں بجز خوشنودی خدا و فرمان الہی کے تمہارے سامنے کوئی خیال نہ ہونا چاہئے، میں تو یہ کہتی ہوں کہ

میری یاد آپ کے دل میں ہے، مجھے بھلا نہ دو“

”تم میرا مطلب نہیں سمجھیں ام رقیہ! اگر خدا کی خوشنودی اور اس کا فرمان ملحوظ نہ ہوتا تو میں جہاد کی راہ میں قدم ہی کیوں رکھتا؟

تمہاری محبت اور تم سے ملنے کی آرزو میرے دل میں ایک اور جذبہ و شوق پیدا کرے گی، میں یہ کہتا ہوں“

کہیں ماں بیٹے میں باتیں ہو رہی ہیں۔

”بیٹا! تم خدا کی راہ میں جہاد کرنے جا رہے ہو، اس لئے دیکھو دشمنوں کے مقابلے سے منہ نہ موڑنا، قدم پیچھے نہ ہٹانا، سینہ سپر

ہو کر لڑنا“

”نہیں ماں، آپ میرے لئے صبر و ثبات کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی رہیں، انشاء اللہ میرے برگزیدہ دشمنوں کو پشت نہ دکھائیگا،

اس نے آپ کا دودھ پیسا ہے، اس کے جسم میں عاصم کا خون دوڑ رہا ہے، وہ آپ کے مقابلے دودھ اور باپ کے پاک خون کی

کبھی بے غم نہ کریگا“

”مرحبا میرے بیٹے مرحبا! تمہارے باپ تمہیں بالکل کس چھوڑ کر دشمنانِ خدا سے جہاد ہی کیسے شہید ہوئے، میں نے کئی برس پہلے کہیں

اسی لئے پالا کہ جوان ہو کر تم خدا کی راہ میں جہاد کرو گے“

”اچھا ماں، اب صغیف درست ہو رہی ہیں، دعا کے ساتھ مجھے رخصت کیجیے“

”پیارے بیٹے جاؤ، میں نے تمہیں خدا کے سپرد کیا۔ خدا تمہیں فتح مند اور باہر داد واپس لائے“

کہیں باپ بیٹے باتیں کر رہے ہیں۔

”خالد! تمہارے لئے یہ پہلا موقع ہے کہ تم جہاد کے لئے جا رہے ہو، میری صحت خراب نہ ہوئی اور میرا بچا بدین مجھے روک نہ دیتے

تو میں ضرور تمہارے ساتھ چلتا، لیکن ہم مسلمان ہیں، ہمارا بھروسہ تو خدا پر ہوتا ہے۔ وہ تمہارا حافظ و نگہبان ہوگا“

”بس باوا جان، مجھے خدا کے سپرد کر دیجیے، اگر قسمت میں شہادت ہے تو میرے لئے، اس سے بڑی سعادت اور کیا ہو سکتی ہے؟

اگر خدا اپنے حفظ و امان میں رکھ کر سلامت واپس لایا تو اس کا احسان، ہر حال آپ کو کسی طرح کی فکر نہ کرنی چاہئے“

”پیارے بیٹے! جب تمہارا خدا پر اس طرح کامل بھروسہ ہے اور تم اپنے عزم میں اس طرح راسخ ہو تو مجھے شرم کی کوئی وجہ نہیں ہے“

میں نے تمہیں خدا کے سپرد کیا۔“

بھائی بھائی میں باتیں ہو رہی ہیں۔

”طلحہ! اچھے تم پر بڑا رشک ہو رہا ہے، تم نے نہ جانے کیا کیا باتیں بنا کر والد سے اجازت حاصل کر لی۔ اور میں اس سعادت سے محروم رہ گیا۔“

”نہیں بھائی جان! باوا کی طبیعت اچھی نہیں ہے، والدہ بھی بیمار رہتی ہیں۔ آپ کا گھر ہمارا ضروری ہے۔ آپ جس طرح ان کو آرام پہنچا سکتے ہیں مجھ سے نامکن ہے، اس کے علاوہ ابھی آپ کی شادی ہوئی ہے۔ بھابھ کو رخصت ہو کر آئے ایک مہینہ بھی نہیں ہوا ہے، میں خود آپ کا جانا مناسب نہیں سمجھتا تھا، والد صاحب کی حیرانی ہے کہ انہوں نے بھی میری بات مان لی۔“

”واہ! طلحہ، یہ بھی کوئی بات ہے کہ بڑا بھائی گھر چڑا ہے اور چھوٹا بھائی لڑائی پر جاتے، تمہاری اس سبقت سے میں متاسف اور شرمسار ہوں۔“

”خدا کے لئے بھائی صاحب یوں نہ فرمائیے، اور خوشی کے ساتھ مجھے رخصت کیجئے، آپ تو متعدد معرکوں میں شریک ہو چکے ہیں، مجھے بھی ایک جنگ میں ہونے دیجئے، یہ کوئی آخری موقع تو ہے نہیں، آئندہ آپ جاہلیں گے۔ میں گھر نہ لوں گا۔“

”بھئی! اب تو جا ہی رہے ہو۔ جاؤ، میں خوشی سے رخصت کرتا ہوں، خدا تمہیں ہم سے جلد سالم و غلام ملے، آمین۔“

”آمین ختم آمین۔“

اجاب باتیں کر رہے ہیں۔

”میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھے اپنی محرومی پر کتنا صدمہ ہو رہا ہے۔“

”نہیں عبداللہ، صدمے کی کوئی بات نہیں ہے، تم چلے جاتے تو تمہاری بیمار بوڑھی ماں کی خبر گیری کیونکر ہوتی؟“

”بھئی میں خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ میں اجازت لینے میں کامیاب ہو گیا، میرے ماں بھی والد صاحب کی علالت کا بھگدا تھا۔ مگر انہوں نے کہہ دیا کہ جاؤ میاں عبدالرحمن، زندگی ہے تو لوٹ پوٹ کر اٹھ ہی کھڑا ہوں گا ورنہ تم مجھے موت سے بچاؤ لو گے نہیں، پھر میں تمہیں جہاد سے روک کر کیوں اتنی بڑی سعادت سے محروم کروں؟“

”میں نے تو سمجھا تھا کہ بیوی صاحبہ ابھی بیاہ کر آئی ہیں، میری راہ میں محبت و پیار اور ناز و آؤا کے دھام کچھا بیٹگی اور مجھے الجھا بیٹگی، کیونکہ انہوں نے مجھے اپنی ظاہری و باطنی خوبیوں سے بھرپور دیدہ ہی ایسا بنا رکھا ہے، مگر انہوں نے کمال کر دیا۔“

”تم لوں بھی کس سے؟ میں کہ ان کا کمال کیلئے ہے؟“

”ماں، ماں، اس میں حرج ہی کیا ہے؟ انہوں نے کہا میں بھی جاہل کی بیٹی ہوں، میرے باپ بھی اُحد بدر میں حصہ لیچکے ہیں میری ماں بھی والدہ بزرگوار کے ساتھ جہاد میں جایا کرتی تھیں اور زخمی مجاہدین کی خدمت و تیمارداری کیا کرتی تھیں، میں آپ کو جہاد سے روکتی نہیں، بلکہ مجھے خوشی ہے کہ میرا شوہر غازی و مجاہد ہے، اگر آپ امیں تو میں خود آپ کے ہمراہ چلنے کو تیار ہوں۔“

”سبحان اللہ، آپ نے خوش نصیب ہیں جو آپ نے ایسی بیوی پائی۔“

”میں نے ان کے جذبہ انیساری تعریف کی اور کہا اس بار تو نہیں مگر آئندہ خدا نے یہ مبارک موقع عطا کیا تو ہم دونوں چلیں گے۔“

(۳)

مجاہدین کی صفیں درست ہونے لگیں اور بار بار شورشِ تکبیر بلند ہونے لگا، دس ہزار مجاہدین تھے، اور کئی ہزار ان کے اعزہ و احباب جو ان کو فی، مان اللہ کہنے کے لئے آئے تھے، چاندنی سے روشن میدان میں جہاں تک نگاہ کام کرتی آدمی ہی آدمی دکھائی دیتے، اور جس وقت عظیم آستانِ حج اللہ اکبر کا قعر بلند کرتا، معلوم ہوتا کہ آسمان ہل گیا، خارا کی عظمت و جلالت جیسے چشمِ بصیرت کے سامنے جھمکنے لگتا، اسی شورشِ تکبیر کے درمیان مجاہدین اسلام نے کوچ کیا، چاندنی رات میں ان کے نیزے تاروں کی طرح چمک رہے تھے، اور ان کے سفید رملے عجیب منظر پیش کر رہے تھے، اس انسان راستے اور خاموش

رات میں معلوم ہوا تھا کہ چاند، تارے، آسمان وزمین سب ان کو حیرت و استعجاب آمیز ذوق و شوق سے دیکھ رہے ہیں۔
مجاہدین اسلام و غازیان دین کا یجزار لشکر قطع منازل کرتا ہوا دیا رافریقہ میں پہنچ گیا۔ سرزمین افریقہ جو خدا کے ان مقدس
بندوں کے غیر مہدم کے لئے جہیز برلاہ بنی ہوئی تھی ان کے تدموں سے لپٹ گئی، انہوں نے بھی خدا کے واحد و یگانہ کی طاعت و عبادت
اور رکوہ و سجود سے سرزمین افریقہ کو ہمسر آسمان بنا دیا، کلاہ گوشہ و بہقان کو آفتاب تک پہنچا دیا، جو مجرد و شرف لئے بھی نصیب
نہ ہوا تھا اس سے ممتاز و سرفراز کر دیا۔

(۴۱)

افریقہ کا دارالسلطنت سبطلہ تھا جو طرابلس اور طنجہ کے اہلین واقع تھا، شاہ افریقہ کا نام جبریت تھا جو ہر قل شمشاہ و م کے
ماتحت حکومت کرتا تھا، اس کو اطلاع ملی کہ اسلامی لشکر افریقہ کی فتح کے لئے آ رہے تو وہ ایک لاکھ بیس ہزار فوج لے کر
دارالسلطنت سے نکلا اور ایک شب و روز کی مسافت کے مطابق آگے بڑھ کر مجاہدین اسلام سے مقابلہ کر ہوا۔ سپہ سالار
اسلام عبداللہ بن ابی مرہ نے اسلامی دستوں کے مطابق جبریت کے سامنے پہلے اسلام پیش کیا، اس کے بن جزیہ کی تجویز پیش فرمائی۔
آخر میں جنگ پر آمادہ ہوئے۔

شد و مد سے جنگ شروع ہوئی، اور لڑائی نے طول کھینچا، افریقہ سے مدینہ منورہ بہت دور تھا۔ عرصہ تک حضرت امیر المؤمنین
عثمان رضی اللہ عنہ کو مجاہدین افریقہ کے بارے میں کوئی خبر نہ ملی، آخر آپ نے حضرت عبدالرحمن بن الزبیر رضی اللہ عنہما کو ایک
فوج کے ساتھ افریقہ روانہ فرمایا، وہ کوچ کرتے ہوئے افریقہ پہنچے، معرکہ کارزار گرم تھا، جس وقت مجاہدین اسلام کا
یہ جدید لشکر اللہ اکبر کا نعرہ لگاتا ہوا میدان جنگ میں پہنچا تو جبریت شاہ افریقہ کے حواس کلم ہو گئے اور مسلمانوں میں ایک نئی
روح پیدا ہو گئی، اور جنگ کی طوالت کے باعث ان میں جو اضمحلال پیدا ہو گیا تھا وہ نئے جوش و ولولہ سے بدل گیا۔

حضرت عبدالرحمن بن الزبیر نے میدان جنگ میں پہنچ کر سپہ سالار اسلام عبداللہ بن ابی مرہ کو دریا فت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ
آجکل اپنے خیمے سے باہر نہیں نکلتے، ابن الزبیر عبداللہ کے پاس گئے اور ان سے دریا فت کیا۔ یہ کیا بات ہے کہ مسلمان دشمنوں
مقابلے میں سینہ سپر ہیں اور آپ اپنی جان کے کھیمے میں پڑے ہوئے ہیں؟

عبداللہ بے شک میرے لئے یہ نہایت نامناسب بات ہے۔ مگر ایک خاص صورت حال پیدا ہو گئی ہے، جس جے سے مجھے
احتیاطاً ایسا کرنا پڑ رہا ہے۔

ابن الزبیر۔ آخر تین بھی تو سنوں کہ وہ کیا صورت حال ہے جس نے آپ کو خیمے میں بیٹھ جانے پر مجبور کر دیا ہے؟
عبداللہ۔ جبریت شاہ افریقہ نے اپنی فوج میں اعلان کر دیا ہے کہ جو شخص سپہ سالار اسلام عبداللہ بن ابی مرہ کا سر کاٹ لائے گا
میں اسے ایک لاکھ دینار و ننگا اور اپنی لڑکی کی اس سے شادی کر دوں گا، جبریت کی لڑکی اپنے خیمے میں تمام
افریقہ میں لٹائی ہے، اور بڑے بڑے عیسائی امراء و سپہ سالار اس پر جان دیتے ہیں اور اپنے ساتھ اسکی شادی کو
مائل زندگی سمجھتے ہیں۔ بادشاہ کے اس اعلان نے عیسائیوں کو از خود رفتہ کر دیا ہے، اور وہ تھیلی پر سر رکھے
میرے جتو میں رہتے ہیں، یہی وجہ ہے جو میں خیمے سے باہر نہیں نکلتا۔ مجھے اپنی جان کی محبت نہیں ہے، خیال
یہ ہے کہ اگر میں مارا گیا تو اسلام فوج میں ابتری پھیل جائے گی، پھر ان کتابتِ قدم رہنا مشکل ہو جائے گا۔
اور یہ مقام اسلامی ملک سے اتنی دور ہے اور دشمنوں کی اتنی بڑی جمعیت ہے کہ ایک مسلمان کا بھی افریقہ سے
سلامت جانا مشکل ہو جائے گا۔

ابن الزبیر۔ خیر اگر آپ اس خیال سے خیرہ نشین ہیں تو میں آپ کو چنداں قابل شکایت نہیں سمجھتا پھر بھی اتنا ضرور کہو ننگا کہ
آپ نے تھوڑے غور و فکر سے کام لیا ہوتا تو جبریت کی اس تدبیر کا جواب بالکل آسان تھا۔
عبداللہ۔ میری سمجھ میں تو کوئی بات نہیں آتی، لیکن اگر آپ کوئی تدبیر بتائیں تو میں نہایت خوشی سے اس پر عمل کرنے کو

تیار ہوں۔ مجھے خود افسوس و ندامت ہے کہ مسلمان دشمنوں سے مقابلہ دراپہوں اور میں خیمے میں پڑا رہوں۔

ابن الزبیر۔ جناب! کسی نئی تدبیر کی ضرورت تھوڑی ہی ہے، جو تدبیر جبریت کی ہے بالکل وہی آپ بھی کیجئے۔

عبداللہ۔ میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا، براہ کرم ذرا اس کی وضاحت کر دیجئے۔

ابن الزبیر۔ صاحب! آپ بھی مجاہدین اسلام میں اعلان کر دیجئے کہ جو شخص بادشاہ جبر کو قتل کر ڈالے گا اسے مال غنیمت سے ایک لکھ دینا رانعام دیا جائے گا اور شاہ افریقہ کی بیٹی اسکے حوالے کر دی جائے گی۔

عبداللہ۔ جزاک اللہ، مرجا، کیا تدبیر سوچھی ہے آپ کو، میرا تو ذہن ہی اس طرف نہیں گیا تھا اور نہ میری فوج یہاں کسی کو یہ بات سوجھی۔

ابن الزبیر۔ یہ خدا کا احسان ہے کہ آپ سے جبریت کا اعلان سننے ہی میرے ذہن میں یہ بات آگئی۔

(۵)

حضرت عبدالرحمن بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے مشورے کے مطابق سپہ سالار اسلام عبداللہ بن ابی سرح نے اسلامی فوج میں اعلان کر دیا۔ اس اعلان نے مسلمانوں میں ایک عجیب و روپید اردی، دوسرے روز مسلمان میدان جنگ میں پہنچے تو ان کے جوش و خروش کا دوری عالم تھا۔ آج کئی روز کے بعد ان کے سپہ سالار بھی ان کے ساتھ تھے، نئے مجاہدین کی امداد بھی تھی، ان چیزوں نے مسلمانوں کے حوصلے نہایت بلند کر دیئے تھے۔ مزید یہ کہ شہزادی کے متعلق اعلان تھا جس سے سیکڑوں ہزاروں بچے لڑکوں میں نیک خاص اہنگ پیدا ہو گئی تھی، اور وہ آج ان کے بڑھ بڑھ کر لڑنے کے لئے تیار تھے تاکہ موقع پاتے ہی جبریت کا سرکاٹ لیں۔

جبریت کو اس اعلان کی اطلاع ہوئی تو وہ بھڑپڑیشان ہوا اور میدان جنگ سے جلدی سے بھاگ اپنے خیمے میں جا چھا، وہاں بھی اس کے حواس قائم نہ تھے کہ نئی فوج آنے سے مسلمانوں کے حوصلے بڑھ گئے ہیں ایسا نہ ہو کہ لڑتے ہوئے خیمہ تک آجائیں اور خیمے میں گھس کر مار ڈالیں۔

بادشاہ کے میدان جنگ سے بھاگ کر خیمے میں روپوش ہونے کا عیسائیوں پر بہت برا اثر پڑا، ان کے حوصلے پست ہو گئے اور ان میں سخت پریشانی اور اتری پھیل گئی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج کی جنگ میں عیسائی مقتولین کا اوسط سہ گونہ چار گونہ ہو گیا اور مسلمان شاید ایک بھی کام نہ کیا۔

رات کو افسران اسلام بکيا ہوئے تو عبداللہ بن ابی سرح نے عبدالرحمن بن الزبیر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر سے، آپ نے وہ تدبیر بتائی کہ جنگ کا رخ ہی بدلت گیا۔ آپ تو عجم نصرت پہنچی ثابت ہوئے۔

عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، حضات حسنین، عقبہ بن نافع، عبداللہ بن نافع بن حارث وغیرہ جلیل القدر صحابی موجود تھے سب نے عبداللہ بن ابی سرح کی تائید کی۔

ابن الزبیر نے کہا۔ یہ سب فضل باری تعالیٰ ہے، وہی ہمیں راہیں سوچھاتا ہے اور وہی ہماری کارسازی فرماتا ہے، آج میں نے ایک اور تدبیر سوچی ہے، انشا اللہ وہ بھی نہایت مفید ثابت ہوگی۔

ابن ابی سرح۔ خدا را جلد بتائیے، وہ کیا تدبیر ہے؟

تمام حضرات اشتیاق بھری نظروں سے، ابن الزبیر کی طرف دیکھنے لگے۔

ابن الزبیر نے فرمایا۔ کل آپ فوج کے ڈھونڈتے کیجئے۔ ایک حصے کو لے کر تو عیسائیوں کے مقابلے میں جا پیئے اور ایک حصے کو جس میں نہایت ماہر اور آزمودہ کار لوگ ہوں خیمے میں چھوڑ دیجئے، دن بھر کی جنگ کے بعد جب سب رومی اور مسلمان اپنے اپنے خیموں کی طرف واپس ہوں تو مسلمانوں کی محفوظ فوج اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر برق فاعط کی طرح رومیوں پر ٹوٹ پڑے، دن بھر کی تھکی ہوئی رومی فوج اس تازہ حملے سے حواس باختہ ہو جائے گی اور اسے ہرگز مسلمانوں کے مقابلے میں کھڑے ہونے کی

جرات نہ ہوگی، ہم انہیں بھیڑ بکریوں کی طرح کاٹ کر رکھ دیتے۔

چاروں طرف سے آوازیں بلند ہوئیں۔۔

”مرحبا، جزاک اللہ!“

”اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ حکمت العارفانہ ہے“

”انشاء اللہ اس طرح ہماری فتح یقینی ہے“

”کل، جی جیوت پر عمل ہونا چاہیے“

”بے شک، بے شک، بالکل اس کے مطابق“

دوسرے روز عبداللہ بن ابی مرہ اسلانی فوج کے ایک حصے کو لے کر میدان جنگ میں گئے اور حضرت عبدالرحمن بن الزبیر دوسرے حصے کے ساتھ تھے۔ یہاں، دن بھر مسلمانوں اور افریقیوں میں جنگ ہوتی، غروب آفتاب کے وقت جب دونوں فوجیں میدان جنگ سے واپس ہوئیں تو حضرت ابن الزبیر اپنی فوج کے نکلے اور اللہ اکبر کا نعرہ مار کر افریقیوں پر ٹوٹ پڑے، افریقیوں کو ہتھیاروں کی جرات نہ ہوئی، مسلمان لگے ان کو قتل کرنے، مسلمانوں کی پہلی فوج بھی آکر شریک ہو گئی۔ افریقیوں نے بھاگ خیموں میں پناہ لی مگر خیموں میں اسی کو بے پناہ تل کشتی، مسلمانوں نے خیموں میں گھس گھس کر انہیں قتل و گرفتار کرنا شروع کیا۔ عبدالرحمن بن الزبیر جریہ کی فکریں تھے وہ موقع پاتے ہی اس کے خیمے میں گھس گئے اور اس کو قتل کر دیا جریہ کے قتل ہوتے ہی جنگ کا اختتام ہو گیا، بیشمار قتل ہوئے ہی جنگ کا اختتام ہو گیا۔ بیشمار مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آ گیا۔ مرد و عورت قیدیوں میں جریہ کی بیٹی بھی تھی، سپہ سالار اسلام کے اعلان کے مطابق وہ عبدالرحمن بن الزبیر کے حصے میں آئی۔

بہت سے نوجوان شہزادی کے خواستگار تھے۔ ایسے موقع پر لوگوں میں رشک و حسد کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے، لیکن حضرت عبدالرحمن کی سیاست و دانائی کی وجہ سے بوڑھے و نوجوان یکساں ان کے مداح و دلدادہ ہو رہے تھے جس وقت شہزادی آپ کے سپرد ہوئی سب نے آپ کو پر جوش مبارکباد دی۔

شہزادی ملک کے تباہ ہونے، باپ کے مارے جانے اور خاندان کے برباد ہونے سے نہایت غمزدہ تھی، مزید برآں یہ سس کر وہ اور بھی غمزدہ تھی کہ مسلمان نہایت سنگدل اور خونخوار ہوتے ہیں، اور جنگ میں حاصل کی ہوئی عورتوں سے نہایت بدسلوکی سے پیش آتے ہیں اس لئے اس کو زندگی بھر تکلیف و مصیبت میں مبتلا رہنا پڑے گا۔ لیکن حضرت عبدالرحمن بن الزبیر کا حسن سلوک اور اور مسلمان خواتین کی مسلمانوں کے ہاں جو قدر و عزت تھی اُسے دیکھ کر شہزادی اپنا تمام غم و فکر قبول کئی، ابن الزبیر نہایت پیار محبت اور خاطر و منزلت سے اس سے پیش آتے تھے اور ان کا تمام خاندان اسے نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا، وہ خود نہایت سلیقہ مند و باتیمیز شہزادی تھی۔ ابن الزبیر دوران کے خاندان کی تہذیب و تربیت نے سونے پر سہاگے کا کام کیا اور خواتین پر مسلمان میں شہزادی نے ایک خاص امتیاز حاصل کر لیا۔

سوانح سلطان صلاح الدین اعظم

سلطان صلاح الدین اسلام گمان تاجداروں میں سے تھے جن کی سطوت و جلالت کا یہ کہ تمام دنیا باقی تھی انصاف اور حملی کے تمام دوت دشمن قاتل تھے۔ قصہ ولیم ثانی جب روم و شام کی سیاست کو لگیا تو اُس نے سلطان کے مزار پر سونے کا مرقع تاج چڑھایا۔ اس اور شہزادہ سلطان کی شاندار تاریخ زندگی چھپا کر تیار ہے۔ کیا شہزادہ میں سلطان کا فو تو اور راضی میں سلطان کی مزار کا غشی فو تو دیا گیا ہے۔ حجم ۳۰ صفحات قیمت ۵۰۰

چلتے کا۔ مینیجر صوفی بک ڈپوسٹری ہاؤس الدین نیچا

سیف اللہ سالہ

از حضرت کامل شیری محمد مدیر مجلہ خیر اسلامیکہ پشاور
دوش دیدم سیف الحق را من بخواب
گفت با من اے اسیر و شہنشاہ
تو بیا موزے مسلمان عشق من
قصہ یرموک را او باز خواند
مسلمی در معرکہ پر سید ازو
گفت کردم کفر را زیر و زبر
برق من برق کافران انداختم
جان خود کردم نشان زدو المن
ہر چہ بینی کوششے بہر غلست
ما غلاما یم و اقصود ماست

۵۰ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

جھوٹا سب سنا

از جناب

جھوٹا سب سنا
پیارے
جھوٹا سب سنا
موہ کا دریا لو بھ کی نیا کامی کیوں مار
موج کے بل پر چل نکلے تھے آن پھنسے بھ مار
پیارے
جھوٹا سب سنا

جھوٹا سب سنا
پیارے
جھوٹا سب سنا
تن کے اُجلے من کے میلے دھن کی دھن اسوار
اوپر اوپر راہ بتائیں اندر سے بٹ مار
جھوٹا سب سنا
پیارے
جھوٹا سب سنا

ابوالاثر حفیظ جالندھری

(ساتھ ساتھ کاروان)

مشاہداتِ حجاز

انجناب مولانا امیر احمد صاحب علوی بی۔ اے۔ ڈی۔ ٹی۔ کلکتہ کانپور

جذہ سے مکہ معظمہ تک پہلے دو دن کا راستہ تھا۔ بے آب و رحمتان کوہستان سے گزرنا ہوتا تھا، چوروں اور بدوؤں کا خوف تھا۔ گلاب موٹر پول کی بدولت دو گھنٹہ کا راستہ ہے۔ چار پانچ جگہ چوکیاں بنی ہیں۔ جہاں چار تیار ملتی ہے۔ پولیس کے ملازمین موجود رہتے ہیں اور نگرانی رکھتے ہیں۔ کہ موٹر والے مقرضہ تعداد سے زیادہ مسافر سوار کر سکیں۔ آدمی رات کے وقت زیادہ مسافر تنہا سفر کرتا ہے۔ اور کسی چوڑا ڈاکو کی مجال نہیں ہے کہ اس سے مزاحمت کر سکے۔ آجکل رمضان کی وجہ سے بیشتر مسافرات ہی کو سفر کرتے ہیں۔ لیکن لوٹ مار کہیں نہیں ہوتی۔ میرا موٹر دس بجے شب کے اندھیری رات میں پہاڑیوں کے قریب خراب ہو گیا اور ہم لوگوں کو اترنا پڑا۔ تقریباً آدھ گھنٹہ تک ہم لوگ اس جنگل میں کھڑے رہے اور موٹر والا نیا پتہ چڑھا تا رہا۔ مگر کوئی خوف کی بات پیدا نہیں ہوئی۔ ہم کو راستہ میں بہت سے مسافر اکیلے سفر کرتے ہوئے نظر پڑے۔ وہ سب بے خوف تھے۔ جس وقت ہمارا موٹر چوکی کے قریب پہنچا تھا وہاں میلہ لگ جاتا تھا اور طبیعت نہایت خوش ہوتی تھی۔

بحرہ کی چوکی پر ہم لوگوں نے صوفی تجدیدی اور چاء پی۔ روائی کے وقت میرے ایک ہمراہی اپنے گلے کی حائل تپائی پر بھول آئے دو تین میل کے بعد یاد آیا۔ اسی حائل میں اُن کا پاسپورٹ اور واپسی کے ٹکٹ کی رسید بھی تھی۔ مجھ کو ہم سب کو موٹر والے کی خوش آمد کرنا پڑی کہ وہ چوکی تک واپس چلے۔ موٹر والا ساٹر کا باشندہ تھا۔ اور چوکی پر ہم نے چاء پیلائی تھی۔ وہ ہر بانی سے موٹر کو واپس لے گیا جب ہم چوکی کے پاس پہنچے تو ہوش و الہام کو دیکھ کر ہنسنا اور حائل بحسنہ واپس کر دی۔ دو تین سال پہلے نہ تو چوکی تک اپلے نام لکھا تھا اور نہ مال دستیاب ہونے کی امید کی جاسکتی تھی۔ موجودہ حکومت حجاز نے ایسا امن اس جزیرہ نمایاں قائم کیا ہے کہ قبرنی والی کے بعد اس کی نظیر عرب میں نہیں مل سکتی۔

اللہ کا شکر ہے کہ مسجد الحرام میں رمضان کے آخری جمعہ (۸ مایچ ۱۹۲۹ء) نماز نصیب ہوئی۔ لاکھ ڈیڑھ لاکھ آدمیوں کا مجمع تھا قریب قریب دنیا کے ہر حصہ کے باشندے اس وقت مکہ معظمہ میں موجود ہیں۔ سب سے زیادہ تعداد جاویلوں کی ہے۔ بزرگے جاو کے رہنے والے نہایت عقیدہ مند سیاح کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ سنا ہے کہ وہ جب تک فریضہ حج ادا نہ کر لیں نکاح نہیں کرتے۔ ان لوگوں سے مکہ کے دوکانداروں کو بہت نفع پہنچتا ہے۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک فرد ایک پورا جوڑا جوئے سے لے کر ٹوٹی ہوئی تک اپنے لئے مکہ معظمہ میں خرید کرنا واجب سمجھتا ہے۔ یہ لوگ باہر ت بھی ہیں۔ روزانہ مسجد متیقم سے عمرے لاتے ہیں۔ اور بیشتر وقت تلاوت کلام اللہ میں صرف کرتے ہیں۔ سب سے بڑا وصف جاو کے حجاج میں یہ ہے کہ وہ گداگری نہیں کرتے۔ میں نے کسی جاوی کو حرم شریف میں سوال کرتے نہیں دیکھا۔ عرب اور سوڈان کے رہنے والے بے تکلف بھیک مانگتے ہیں۔ اور ہمارے جنت نشان ہندوستان سے ایک محدبہ مجمع حجاج کا شاید اسی نیت سے حجاز کا سفر کرتا ہے کہ وہ بیت الحرام میں گداگری کا پیشہ اختیار کرے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایک جماعت اناطولیہ کے ترکوں کی بھی حج کی نیت سے حاضر ہوئی ہے۔ ان کی صورتیں دیکھ کر نہایت حسرت ہوتی ہے۔

ایک وقت تھا کہ وہ یہاں حکومت کرتے تھے۔ اور اب اُن کا کوئی پُرساں حال نہیں ہے۔ مسجد الحرام کی موجودہ عمارت کا بیشتر حصہ سلطان سلیم و سلیمان اعظم کی یادگار ہے۔ اور مکہ کا گوشہ گوشہ ترکی سلاطین کی فیاضی اور الوالعز کی کارہین منت ہے۔ و حقیقت ترکوں نے عربین و شرفین کی ایسی خدمت کی کہ دُنیا کے اسلام کبھی اس احسان کو فراموش نہیں کر سکتی۔ ایک طرف وہ اپنے خون سے اسلامی سلطنت کی حفاظت کرتے رہے اور دوسری طرف اپنی دولت سے مکہ و مدینہ کو زور و جواہر سے مالا مال کرتے رہے۔ ترکوں کی مختصر جماعت بیت اللہ کا طواف کرتی ہے۔ اُن کی مسکنی و غربت دیکھ کر نہایت قلق ہوتا ہے۔ اللہ اُن کی خدمات کا اجر عطا کرے اور اُن کو پھر عروج و اقبال نصیب ہو اور خدمتِ اسلام کی توفیق عطا ہو۔ اِس دُعا اَللّٰہمَّ وَاَزِجْہُمْ جہاں آئیں باد۔

آج (کینشنہ یکم پانچ ستمبر ۱۹۲۹ء) بردہ فروشی کا بازار دیکھنے گیا۔ ایک مکان میں پانچ جشی عورتیں کرسیوں پر بیٹھی تھیں کم سے کم قیمت ایک لوٹری کی ۳۵ گنی بتائی گئی۔ اور عورتوں میں سے ایک کارنگ کسی قدر کم سیاہ تھا۔ اور اُس کی قیمت ایک سو پونڈ سے زیادہ تھی۔ مگر دیکھتے ہی اُس کے ساتھ تھے اور وہ مفت ملے۔ معلوم ہوا کہ انجیل بسبب رمضان کے لوٹریوں کی بکری کم ہے اور مال عام طور پر دکھایا نہیں جاتا۔ عید کے بعد اس بازار میں رونق ہوگی۔ ہر قسم کی لوٹریاں اور غلام ملاحظہ کئے جاسکیں گے اور نرخ بھی نسبتاً ارزاں ہو جائیگا۔ ہمارے رہنما نے وعدہ کیا کہ عید بعد وہ ہم کو اس بازار کی خوب سیر کرائیگا اور بردہ فروشی کی سب دکائیں دکھائیگا۔

آج مکہ کے بازار دیکھنے کا موقع ملا۔ سامان تجارت سے بازار بھرے ہوئے ہیں۔ اور دنیا کی کوئی ایسی جنس نہیں جو ان میں دستیاب نہ ہو سکے۔ ماشاء اللہ لا قوت الا باللہ!! افسوس ہے کہ میں ضرورت کی چیزیں ہندوستان سے خرید کر لایا۔ اور بار برداری کی مشکلات برداشت کیں۔ اندیشہ تھا کہ ضروری ساخت کی اشیاء جو ہمارے ضرورت کی چیز ساتھ رکھ لی تھی یہاں اگر معلوم ہوا کہ سب زحمت فضول برداشت کی گئی۔ ہر ایک چیز یہاں مل جاتی اور اس کا تین گنے سے خریدی جاتی تو کئی اعانت بھی ہوتی۔ حرم شریف کے قریب قریب ہر سمت میں بازار ہے۔ اور جس بازار میں پہنچ جاؤ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ضروریات زندگی کا تمام ذخیرہ اس جگہ موجود ہے۔ انجیل رمضان کے سبب سے رات بھر چل رہی تھی ہے۔ گیس کی روشنی سے شہر بقیہ نورنا رہتا ہے اور بازار کی گلیوں میں وہ لطف آتا ہے کہ وہاں سے ہٹنے کو دل نہیں چاہتا۔ اللہ! اللہ! یہی وہ جگہ ہے جس کے متعلق حضرت ابراہیمؑ نے کہا تھا۔ مہربانِ اخی اسکنت من ذریعتی لواءِ غیور ذی ذریعہ!!

ہندی نجومیوں کے حساب سے آج سوموار ۱۱ آماوس (دوشنبہ ۱۱ پانچ ستمبر ۱۹۲۹ء) ہے۔ اور رویت ہلال کی کوئی صورت ممکن نہیں۔ یہاں آج (رمضان ۱۳۴۸ھ) کی ۳۰ تاریخ ہے۔ اور کل عید ہونا لازمی ہے۔ افطار کے وقت ۲۱ صبر میں توپ کی سلامی ہوئی۔ اور ماہ مبارک کے فاتح کا اعلان ہوا۔ طلوع آفتاب سے چار گھنٹہ پہلے (سہ شنبہ ۱۲ پانچ ستمبر ۱۹۲۹ء) میدان ہوا۔ میزبانوں کی مہربانی سے غسل کے لئے گرم پانی ملا۔ کپڑے بدلے۔ چاء پی اور حرم شریف میں حاضر ہو گیا۔ نماز تہجد کے بعد میزبان رحمت کے نیچے کھڑے ہو کر اور غلاف کعبہ کو آنکھوں سے لٹکا کر اپنے لئے اور اپنے اعزہ و احباب و جمیع مسلمانان کے لئے دُعا کی۔ ابھی ایک ہی طواف کی نوبت آئی تھی۔ کہ قلعہ شاہی سے عید کی سلامی سر ہونا شروع ہوئی۔ صبح کا سہانا وقت مودتوں کی کمرٹلی آواز۔ اذان کی دلکش موسیقی۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ توپوں کی گرج ایک عجیب عالم تھا کہ بیان میں نہیں آ سکتا۔

آفتاب طلوع ہوا تو سارا شہر مکہ مسجد الحرام کے اندر تھا۔ میرا اندازہ تھا کہ دو تین لاکھ آدمیوں کا مجمع ہوگا۔ مگر یہاں کے باشندے کہتے ہیں کہ لغوس کی تعداد دو لاکھ سے کم تھی۔ بہر حال ہر طرف سر ہی سر نظر آتے تھے۔ اور مسجد الحرام میں بایں ہمہ وسعت

تل دھرنے کی جگہ ذہنی عربوں کی زندگی برقی پوشاکیں۔ حجاج کے سادہ و سفیر لباس۔ عورتوں کے رنگ برنگ برقعے معلوم ہوتا تھا کہ آدمیوں کا باغ لگا ہے۔ اور جس مسجد گھمائے رنگا رنگ کا کھڑکتا۔

مکتبہ بنی بنی خوافی شروع کی، وہ اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اللہ اللہ کے نعرے لگاتے تھے۔ اور حاضرین ان کے ساتھ ذکر میں شریک ہوتے تھے۔ تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد وہ اللہ اکبر کہتے۔ اللہ اللہ کثیراً اللہ کثیراً اللہ کثیراً واصلی واصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم کثیراً کثیراً نہایت دھن لہجہ سے پڑھتے تھے اور اس وقت معلوم ہوتا تھا کہ زمین آسمان تک دریائے نور موجزن ہے۔ اور رحمت حق نے ساری مسجد کو اپنے دامن میں پھینا لیا ہے۔ خانہ کعبہ پر ایک خاص رونق تھی جو آج سے پہلے نظر نہ آتی تھی۔ اور جس وقت مکتبہ بنی علی اللہ علی سیدنا محمد کا نعرہ لگاتے تھے تو دل دہل جاتا تھا۔ اور شوکت اسلام کا ایک عجیب منظر سامنے آجاتا تھا خیال آتا تھا کہ یہ کسی بزرگ ہستی کا اسم مبارک ہے۔ جس کو ایک دن کعبہ میں داخل ہونے کی بھی اجازت نہ ملتی تھی۔ اور سارا کٹر اس کا دشمن جانی تھا مگر اللہ فرمایا و لو کسرہ الکافرون۔ آج یہاں کے ہر ایک بچہ کو اسی کے نام کی رٹ ہے۔ خدا کے نام کے بعد۔

عرب کے حساب سے بارہ بجکر ۴۵ منٹ پر یعنی طلوع آفتاب سے آدھے گھنٹہ بعد نماز عید شروع ہوئی۔ نماز میں بارہ بکیریں زائد تھیں چھ پہلی رکعت میں شتا کے بعد اور فاتحہ سے پہلے اور پھر دوسری رکعت میں فاتحہ سے پہلے۔ میں خطیب سے زیادہ فاصلہ پر نہ تھا اور اس کی آواز سنائی دیتی تھی۔ مگر الفاظ صاف صاف سموع نہ ہوتے تھے خطبہ ثانیہ کے وقت بہت خطیب اللہم الصل علی الصلہ والسلامین پر بیچا تو جھنڈیاں ہلائی گئیں۔ اور قلعہ شاہی سے تو پیس چلنا شروع ہو گئے۔ ان کی گرج سے دل اچھلتا تھا۔ اور شوکت نبوت اسلام کی ایک خاص کیفیت طاری تھی۔ آٹھ سال بزرگ کہتے ہیں کہ ترکوں کے وقت میں عید کے دن میں شتا و شوکت کا اظہار ہوتا تھا۔ آج اس کا عشر عشر بھی نہیں ہے۔ مگر میرے لئے یہی جاہ و جلال بہت تھا۔ از درخیان برس کر اعراف بہشت مست۔ نماز سے خارج ہو کر معلم کے ساتھ ان کے مکان پر گیا۔ اور عید کی دعوت کھائی۔ واپسی کے وقت عرب لڑکے اور لڑکیاں سڑک پر کیلے اور لڑکیاں باجے بجاتے نظر آئے۔ ہر طرف فرحت و انبساط کا دور دورہ تھا۔ اور ہر کس و ناکس کے چہرہ پر خوشی کا اظہار تھا۔ میں نے غلطی سے ناس کا لفظ استعمال کیا مگر کا کوئی باشندہ ناس نہیں ہے۔ ہر ترکوں کا قول ہے کہ سفراء الملکۃ حسنا و الجملة۔ یہاں کے جاہل اور کم عقل بھی دوسری جگہ کے علماء سے بہتر ہیں۔ یہاں ہر ایک بچہ حب چالیس دن کا ہو تو کپڑے میں لپیٹ کر باب الکعبہ کے سامنے ڈال دیا جاتا ہے۔ اور جب مہتاب سے تو اس کا جنازہ کچھ دیر تک باب الکعبہ کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ اور پھر باب السلام کے رستہ سے گورستان کو جاتا ہے۔ نماز جنازہ باب الکعبہ کے سامنے آواکی جاتی ہے۔ اور بعض خوش خیمہ بون کی صلوة الجنازہ نماز فجر کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ اور ہزار ماسلمان اس میت کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ مکتبوں کے اعمال کا حال خدا جانتا ہے۔ وہ ہر شتا العیون اور ہر ایک بندہ کے ظاہر و باطن سے واقف ہے۔ لیکن ان کا ایک وصف بہت جلد دریافت ہو جاتا ہے۔ اور وہ یہ کہ ماکے باشندوں کا توکل بہت بڑھا ہوا ہے۔ اور ان کو رزاق مطلق پر پورا بھروسہ ہے۔ شیخ سعدی کہتے تھے ان قدر تعلق کہ انسان را باروزی است اگر باروزی وہ بودے در مقام از ملائکہ درگزشتے۔ لیکن یہاں اگر دیکھا کہ مکتبوں کو روزی دینا عینا وہی ہے۔ جو کچھ روپیہ پیسہ ان کے ماتھے آئے وہ فوراً خرچ کر ڈالتے ہیں اور دوسرے کے لئے جمع رکھنا فضول سمجھتے ہیں۔ ان کا قول ہے کہ جس نے آج دیا ہے وہ کل بھی دیگا انشاء اللہ۔ نہ باسی بچے نہ کتا کھاتے۔ عید سے دو ایک روز قبل جن لوگوں کو دوست سوال دراز کر کے دیکھا تھا۔ آج بڑے تکلف لباس سے آراستہ و پیراستہ نظر آتے ہیں۔ لیکن آج تکلف اور تحدث با نعت کا کوئی ذوق و رغبت نہ ہونا چاہئے۔ یہ عینا علی اللہ ان کے زبردست ایمان کی دلیل ہے۔ اور ہر ایک مومن مغفرت و رحمت کا اجر ابر ہے۔ تو بزرگوں کا یہ قول سفراء الملکۃ حسنا و الجملة غلط نہ سمجھنا چاہئے۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

یہی ہندوستان کا رہنے والا عقیدہ کا بودہ۔ ایمان کا کمزور۔ اسباب و علل پر نظر کرنے والا اور علت العلل سے غافل آج والا اسلام کی عید اور یہاں کی شان و شوکت دیکھ کر جس قدر خوش ہوا آئنا ہی چند باتوں سے ملو یہاں بھی خوشی کا بیان ہو چکا آگم کی داستان مٹنے

حجاز کا بیشتر حصہ یورپ کی حکومت سے محمد اللہ (نبی) آزاد ہے۔ لیکن عربستان کی اقتصادی فتح لندن کو حاصل ہو چکی ہے یہاں کے بازار ولایت کی مصنوعات سے بھرے ہوئے ہیں۔

آج شہر میں ہزاروں ریپے کے کھلونے فروخت ہوتے اور وہ سب کے سب یورپ کے بنے ہوئے تھے۔ ربڑ کی گیند۔ ربڑ کے پھونکے۔ ربڑ کے غبارے۔ ٹین کے انجن۔ ٹین کی ریل گاڑیاں اور انجن باجے وغیرہ آج لاکھوں کی تعداد میں یہاں تک لیے ہیں۔ کوئی لڑکا بچہ کو نظر نہ آیا جس کے ہاتھ میں دو چار کھلونے اس کے نہ ہوں۔ افسوس ہے کہ عرب، حجاج کی کمائی اہل مکہ کے کام نہ آئی۔ بلکہ یہاں سے بھی اسی طرح ولایت کو پہنچی۔ جیسے ہمارے بلیکبک ملک سے جاتی ہے۔ عبرت کا مقام ہے کہ صرف موٹر کے لوازمات جو اس سال (۱۹۲۲ء) انگلستان سے آئے ان کی قیمت ۸۰ ہزار پونڈ تھی!! یہ لوازمات یورپ کے دوسرے مقامات سے بھی آئے تھے۔ ٹران کی قیمت مندرجہ بالا حساب میں شامل نہیں۔ اس طرح تمام دنیا کے اسلام کی کمائی مکہ کے راستے سے یورپ پہنچتی ہے۔

افسوس ہے کہ یہاں کی عورتوں کو انگریزی فیشن کی طرف بدرجہ غایت رغبت ہو گئی ہے۔ برقعہ کی وقت زمین چھپانے کیلئے تھا۔ مگر افسوس آپ اس کا مقصد زمین کو دوبالا کرنا ہے۔ زرق برق ریشمی کپڑوں اور اطلسی تھانوں کے بُرے قلعے بنائے جاتے ہیں۔ اور ان کی چمک دمک خواہ مخواہ شخص کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہے۔ نابالغ لڑکیاں جو بے نقاب پھرتی ہیں۔ وہ ستر یا انگریزی لباس میں ہیں۔ وہی ریشمی سائے اور وہی اونچی ایڑی کے بوٹ۔ چو لہرا کعبہ بریڈر دجھا مانڈا لہماں!

افسوس پر افسوس اور قلق پر قلق یہ کہ یہاں کی عورتوں کی فیشن پرستی معمول و ثروت کی بدولت نہیں۔ بلکہ ایک معتبر راوی کے قول کے مطابق عید کے لئے جس قدر ایسے فاخرہ لباس بازار سے خرید لئے گئے۔ ان کا بیشتر حصہ قرض ایسے اور اٹام جے کے بعد ادا کی گئی کا وعدہ ہے۔ شہر بازار میں مسجدیں۔ راستہ گلی میں حاجیوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے۔ اور اس ذریعہ سے جو کچھ وصول کرتا ہے وہ بیوی کے لئے سوٹ بوٹ اور سگریٹ خرید کر کے یورپ کے تاجروں کی نذر کر دیتا ہے۔ یا الہ الغلین مسلمانوں کے حال پر رحم کرے۔ اور ان کو نیک و بد کی تمیز عطا کرے۔ آپ کی گفتار کیا پھری راز مانہ پھر گیا۔ اب آپ ہی کرم فرمائیں تو یہ قوم سنبھلے ورنہ بظاہر کوئی صورت اس کے سدھرنے کی نہیں ہے۔

انگریزی مٹھائیاں۔ انگریزی بسکٹ۔ بازار میں بھرے ہیں۔ سگریٹ و چائے شرط زندگی ہے۔ گولہ بارود ولایت سے آتا ہے۔ ڈاک کے ٹکٹ ولایت سے چھپ کر آتے ہیں۔ بال و قرش لندن سے منکر آتے ہیں۔ کپڑا انگلستان سے آتا ہے۔ آناج کے لئے ہمیشہ ہی سے یہ وادی غیر مزدور ہے۔ یہاں کی خالص پیداوار صرف تر بوڑ ہیں یا زرم کا مقدار میں پانی۔ اونٹ معاش کا ذریعہ تھے۔ اور شریف حسین سابق ملک الحجاز کے قول کے مطابق جن وقت اونٹ کا بچہ پہلی بار مکہ میں آتا تھا۔ اس وقت سے اور اس ساعت تک جبکہ وہ صرف پوست اور استخوان کا ڈھانچہ رہ جاتا تھا ہر ایک اونٹ ۳۰ اغانڈلوں کی پرورش کرتا تھا۔ کیونکہ اس کہ بار برداری کے تمام لوازمات مکہ یا اس کے ملحقہات ہی میں تیار ہوتے تھے۔ مگر موٹر کی بدولت وہ زرق کا دروازہ بھی قریب قریب بند ہے۔ ایک شرمناک بات ہے جس کو لکھتے قلم ہوتا ہے کہ جوان عورتیں بازار میں حاجیوں سے خیرات طلب کرتی ہیں۔ اور ان کو روپیہ وصول کرنے کے لئے اغیار سے بغلیں ہو جاتے ہیں بھی غیرت نہیں آتی۔ زیادہ لکھنا خلاف

تہذیب ہے۔ نعوذ باللہ من شر ما افغستنا۔

معاشرت کا یہ حال تھا۔ آپ سیاسیات پر غور کیجئے۔ جہدہ میں سکے و خطبہ سلطان ابن سعود کا ہے۔ لیکن حکومت و حقیقت برٹش کانسل کرتا ہے۔ ابن سعود کے لوڈی غلام بھاگ کر انگریزی سفارت خانہ میں پناہ لیتے ہیں۔ اور کانسل جنرل ان کو تھانز کر کے سوار کر کے بے تکلف ملک سے باہر نکال دیتا ہے۔ لیکن ملک الحجاز دم نہیں مارتا۔ کانسل کی اجازت کے بغیر کوئی قافلہ جہدہ سے مکہ یا مدینہ نہیں جاسکتا۔ مگر بادشاہ کو دخل دینے کا اختیار نہیں۔ سفارت خانہ نے انعامیوں کو دھمکی دی کہ اگر انہوں نے واپسی کے طحٹ وائس کانسل کے پاس جمع نہ کئے تو وہ مکہ نہ جانے پائیں گے۔ مگر عرب کا (برصغور) بادشاہ زبان ہلانے کی مجال نہیں رکھتا۔

مکہ معظمہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہے۔ گرانگیزی کانسل جس دن چاہے چند گھنٹوں میں یہاں قبضہ کر سکتا ہے۔ نجدی فوج جو یہاں مقیم ہے وہ قواعد و ادا کیا ہوتی۔ آلات حرب سے بھی صحیح طور پر سہج نہیں ہے۔ میں نے جمعۃ الوداع کے دن اور آج بھی ان کا جلوس دیکھا۔ کسی کے پاؤں میں جو تپا ہے کوئی چپل پہنے ہے۔ اور کوئی ننگے پاؤں کا ندے پر بند و قے چل رہا ہے۔ کارٹوں کی بیٹیاں کمر میں بندھی ہیں۔ معلوم نہیں خالی ہیں یا بھری ہوئی۔ مگر بند و قیں ٹوٹی ہوئی اور رنگ خورده ہیں۔ یہ شخص دیکھ کر کہتا ہے۔ ہندوستان میں حیدر آباد۔ گوالیار۔ اندور کی فوجیں اس سلطانی لشکر سے زیادہ آراستہ پیراستہ ہیں۔ ایک مشین گن اس تمام فوج کا ستھراؤ کرنے کے لئے کافی ہے۔ اور یہ سب اہی پانچ منٹ بھی کسی قواعد و ادا فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس برطرحہ کہ مکہ کی رعایا سلطان سے بیزار ہے۔ مجھ کو ایک شخص بھی ایسا نہ ملا جو نجدیوں کی بدگوئی اور ابن سعود کی مذمت نہ کرتا ہو۔ یہاں کے باشندے ترکوں کے شرمندہ احسان تھے۔ شریف حسین نے ان سے دغا کی اور ترکی سپاہیوں پر وحشیانہ مظالم کئے۔ اس لئے مکہ کے روسا حسین سے نفرت کرنے لگے۔ اور محض حسین کی تذلیل کی خاطر نجدیوں کی درپردہ اعانت بھی کی۔ شریف کو شکست دینے کے بعد نجدیوں نے طائف میں قتل عام کیا۔ جب رعایا روپوش ہونے لگی تو امان کا شہنا دیا۔ بہت سے گناہ اس دھوکے میں آکر بازار میں حاضر ہو گئے۔ فی الفور امان کا وعدہ فراموش ہو گیا۔ اور بدیع تیغ زنی ہونے لگی۔ ہزاروں بے گناہوں کا خون طائف میں لیا گیا۔ اس سطوت و جبروت نے مکہ والوں کو دہلا دیا۔ اور غریب اور امرا سب ہی نے خاموشی سے نجدی کی اطاعت قبول کر لی۔ آج ہر ایک کی الا ماشاء اللہ نجدی کا دشمن ہے۔ اور اس جوئے کو گردن سے اتارنے کے لئے وقت کا منتظر ہے۔ ستم یہ ہوا کہ نجدیوں نے وحشی بدوؤں کو بھی پسٹ کر دیا۔ ہزاروں بدو بے قصور اور بے الزام قتل کر دیئے گئے۔ اس قہر و غضب سے امن قائم ہو گیا۔ راستے محفوظ ہو گئے۔ اور راج یہ حالت ہے کہ جہدہ کے ساحل عثمان ملک ہوتا اچھا لٹا جلاجلانے تو بھی لوٹ مار کا اندیشہ نہیں ہے۔ لیکن غور کرو کہ یہ امن کس قدر گرہاں قیمت پر خرید لیا گیا۔ حریں شریفین کی حفاظت کے لئے جو سب اہی جان جان اللہ متعین تھے۔ وہ قتل ہو گئے۔ اور اب اغیار کے حملہ کے لئے میدان صاف ہے۔ اللہ بڑے وقت سے بجا رہے رکھے۔

آنکھ بچھڑکھڑکتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
موج حیرت ہوں کہ دنیا کیا ہے کیا ہو جائے گی (اقبال)

ترک یہاں کے روسا اور فقر اسب ہی کی خدمت کرتے تھے۔ بڑے بڑے و خلیفہ سادات و شرفاء کے متعین تھے۔ ہوا و آواز اور بیٹیوں کی تنخواہیں جاری تھیں۔ اور حجاج سے وہ کتنی قسم کا شیکس نہیں لیتے تھے۔ آج نجدی ہر ایک حاجی سے تقریباً سونے پونے وصول کرتے ہیں۔ اور یہ رقم معلین وغیرہم کی معرفت لی جاتی ہے۔ مدینہ کے مسافروں سے موٹر کچی کی معرفت فی سہ ماہی چھ گنی مقرر ہے۔ مطوفوں سے فی حاجی بارہ روپے لئے جاتے ہیں۔ جہان کی کمپنی سے فی حاجی پندرہ روپے قرآنہ کی کمپنی سے

نام سے وصول ہوتے ہیں۔ عرفات اور جدہ کے اونٹ والوں سے حاجی چند ریال لئے جاتے ہیں۔ تمام تفصیل میں نے سنی تھی۔ مگر مجھ کو یاد نہیں رہی۔ مختصر یہ کہ دس پونڈ فی حاجی سلطان کو ملتے ہیں۔ اب حساب لگاؤ کہ سالانہ کس قدر رقم حجاج سے سلطان کی خزانہ کو پہنچتی ہے۔ پہلے یہ روپیہ اہل مکہ کی پرورش میں صرف ہوتا تھا۔ اور اب ریاض اور نجد میں انگریزی فیش کا سامان جہتا کرنے کے کام آتا ہے۔ محکمہ کی رعایا تباہ حال ہے۔ اور غربت و مفلسی ان سے وہ افعال برسرِ گردانی سے جو بے درم ہونے کا لازمی نتیجہ ہیں۔ لیکن نجدیوں کو اس کی کچھ پڑا نہیں۔ وہ جانتے ہیں اور بخوبی آگاہ ہیں کہ مکہ پر ان کی حکومت عارضی ہے۔ اور چند سال سے زیادہ قائم نہیں رہ سکتی۔ اس لئے جس قدر دولت یہاں سے جمع کی جاسکے فراہم کر لینی چاہئے۔ سلطان ابن سعود کا لڑکا جو حجاز کا ولیعہد ہے۔ مکہ میں مقیم ہے۔ ہر پنجشنبہ کو حرم شریف میں حاضر ہوتا ہے۔ لیکن اس کی طرف توجہ کی آنکھ سے کوئی نہیں دیکھتا۔ اس کو یہاں کی بالائستقلال حکومت نصیر رہے ہوگی یا نہیں اور مکہ کی حکومت تسلط قائم رہیگی یا نہیں۔ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اپنی دعا ضرور ہے کہ مالک الملک اس متبرک خط کو غیر مستند حکومت سے آزاد رکھے اور اس کے سوا جو کچھ بھی ہو سب گواہ ہے ۵

نہ بود نصیب دشمن کہ شود ملک تیغ
سرد و ستاں سلامت کہ تو بخیر از مانی

میں مصلائے حنفی کے سامنے بیٹھا ہوا طواف کرنے والوں کا تماشا دیکھتا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی رویت کعبہ کی سعادت سے بھی بہرہ مند و نہر ہوتا تھا۔ ترکی جلتی۔ بخاری۔ افغانی۔ جاوی اور ہندی حجاج ذوق و شوق سے پروانوں کی طرح کعبہ شریف کے گرد نصرتِ حق ہو رہے تھے اور ان کی زیارت بھی ایک عبادت تھی!

سلطان ابن سعود نے حرم شریف میں بہت سی مفید اصلاحیں کی ہیں۔ اور ان میں سب سے زیادہ قابلِ تعریف اصلاح یہ ہے کہ اب یہاں نماز کی جماعت صرف ایک ہی ہوتی ہے۔ سب ایک ساتھ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھتے۔ ماکہ کی مسجدِ حرام میں مکملہ زیادہ تر سوڈانی اور حبشی ہیں۔ وہ ماکہ کھول کر نماز ادا کرتے ہیں۔ جاوی امام شافعی کے مقلد ہیں۔ اور اس وقت حجاج میں انہیں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ وہ رفع یدین اور آمین یا کھڑے سرخ بالمجد کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ مختلف عقائد اور مختلف مذاہب کے مسلمان سب ایک ساتھ خداوند وحدہ لا شریک کی حمد و ثنا کرتے ہیں تو اخوت اسلامی کا وہ نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ جو مکہ معظمہ نے کئی صدیوں سے نہیں دیکھا تھا۔ خدا سعودیوں کو توفیق دے کہ وہ ایک ضروری اصلاح اور کردہی تو تمام دنیا کے اسلام پر احسان ہو۔ یعنی غورتوں کے طواف کے لئے وقت کی تعیین کر دی جائے۔ نجدیوں پر یہ طواف کے لوازمات کی پوچھا کر ہے۔ اور سینکڑوں سجا اور بیجا الزامات ان پر لگائے گئے ہیں۔ اس فہرست میں یہ اضافہ اور ہو جائے تو بہت سی لغزشوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ ازمہ گذشتہ میں بھی عورتیں مردوں کے ساتھ طواف کرتی تھیں۔ لیکن اس وقت آزادی کی وہ لہر تھی جو آج کل تمام دنیا میں دوڑ رہی ہے۔ پہلے عورتیں اپنی زینت کو چھپاتی تھیں۔ مردوں کے بدن سے اپنا جامہ دور رکھنے کی کوشش کرتی تھیں۔ اور بچاتی۔ بدن جڑائی طواف بچا لاتی تھیں۔ مگر یہ مانہ حریت کلبہ۔ عورتیں دوش بدوش طواف کرتی ہیں۔ اور کم از کم مصری اور جاوی عورتوں کو مطلقاً اس میں باک نہیں۔ ہے کہ ان کے اجسام مردوں کے بدنوں سے مس ہوں۔ افسوس کہ یہ حالت صرف بحرِ اسود کے قریب نہیں ہے بلکہ سارے مطاف میں دیکھی جاتی ہے۔ بعض کے برقعوں پر زردوزی اور گٹے پٹے کا کام ہوتا ہے۔ تو برقع پہننے ہی کی کیا ضرورت ہے۔ بعض کی نقابیں ایسے باریک کپڑے کی ہوتی ہیں۔ کہ سارا چہرہ بخوبی نظر آتا ہے۔ اس صورت میں نقاب ڈالنے سے کیا فائدہ۔ لغو واللہ من شر و افسا ومن سنناتِ اعمالنا۔

سلطان عبدالعزیز بن سعود ملک الحجاز و نجد نے اپنے قدمِ مہینتِ لڑوم سے کل شب (دوشنبہ ۹ مئی ۱۹۲۹ء) کے وقت مکہ کو سر بلند کیا۔ اس وقت مدرسہ کے لڑکے جھنڈیاں ہاتھوں میں لیکر اپنے استاد کے ساتھ گروہ درگروہ سلطان کے استقبال کے لئے جا رہے ہیں۔ دوکانوں پر سبز جھنڈیاں لگائی گئی ہیں۔ بچاں گلوں اور چراہلوں کی آرائشی میں ہزار ہا روپیہ صرف کیا گیا ہے۔ لیکن ان میں سے کوئی فعلِ خلافِ شریعت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اہلِ خیرِ قیامت ہیں!

عصر کے بعد آج (پنجشنبہ ۹ مئی ۱۹۲۹ء) سلطان ابن سعود طواف کے لئے حرمِ محرم میں حاضر ہوئے۔ میں بھی زیارت سے فیضیاب ہوا۔ طویل القامت ہیں۔ اور چہرہ رعب دار ہے۔ مسجد شریف میں لاکھ ڈیڑھ لاکھ آدمی کا مجمع تھا۔ اور ان کو دیکھنے کے لئے سب ہی کھڑے ہو گئے تھے۔ آگے آگے ترقوا ہوا تھا۔ اور خوبے راستہ صاف کرتے تھے۔ تب سلطان طواف کے چکر لگاتے تھے۔ اپنے قد و قامت کی وجہ سے وہ سب مصاصجوں اور رفقہ سے ممتاز تھے۔ اور ان کا سر سب حاضرین سے بلند تھا۔ اللہ ان کے اقبال میں ترقی دے۔ سچا زیں جو ان کی بدولت نصیب ہوا وہ کئی صدیوں سے یہاں غنقا تھا!

آج (دوشنبہ ۱۳ مئی ۱۹۲۹ء) پہلی بار مجھ کو اس مقدس زمین کی زیارت نصیب ہوئی جو ایک ہی ایک ساعت کے لئے خانہ کعبہ سے بھی افضل ہو گئی تھی۔ یعنی اس بزرگ مقام پر حضرت سرورِ دو عالم شہنشاہِ کونین احمد مجتبیٰ اعلیٰ اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تھی۔ اور باعثِ بجا عالم و عالمیان کی قدوسی کے مشرف سے زمین کا مرتبہ عرشِ عظیم کے برابر ہو گیا تھا۔ مسلمان اپنے نبی کریم کے نام پر فدا ہیں۔ اور فخر کرتے ہیں کہ ان سے زیادہ محبت کسی امت نے اپنے نبی کے ساتھ نہیں کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے ولادت صحیح روایات سے ثابت نہیں لیکن جس مقام پر آپ کے مولد ہونے کا ظن غالب ہے اس کی عزت تمام دنیا کے عیسائیوں کی نظریں زمینِ آسمان سے بہتر ہے۔ لیکن بقول خواجہ جالی مرحوم ”مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں“ ان کو کوئی ضرورت نہیں کہ اس جگہ کو پاک و صاف رکھیں جہاں ان کی قومی تاریخ کا آغاز ہوا اور وہ بزرگترین ہستی عالم وجود میں آئی جس نے دنیا کی بنیاد ڈالی۔

دبا قول اس کے جود و بول نے
تو کلمہ کا طوطی لگا بولنے

آج اس مقدس و متبرک جگہ پر پڑانے برتن پڑانے پڑے بچے ہیں۔ چیتھڑوں کا نیلام ہوتا ہے! مسلمانوں کی غیرت و حریت کا اقتضا یہی ہے!! ان کے اسلاف نے بادشاہِ دو عالم کی وفات سے پچاس سال کے اندر جگر گوشکان رسول کو بے ایوب دانہ شہید کیا تھا اور مرقدِ نبویؐ کے قریب گھوڑے باندھے تھے۔ آج تیرہ سو برس کے بعد اگر آپ کے مولد پر غلاط کا انبار لگایا تو کیا تعجب کی بات ہے۔ شاہنشاہ! ایں کارا تو آید و مردانِ جنیں کند!!

ہم طالبِ شہرت ہیں ہمیں رنگ سے کیا کام
بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

میں نے اس متبرک مقام پر درود پڑھا۔ آنکھوں سے آنسو بہائے۔ میرے ایک رفیق نے نیلام خانہ کا طواف کیا۔ اور ہم لوگ بشکالِ اپنی زبان کو ان وحشی درندوں کے حق میں دعا سے روک سکے۔ جنہوں نے اس تاریخی مقام کی بے گیتی گت بنائی ہے۔ ترکوں کے عہد میں یہاں عالیشان عمارت تھی۔ ہزار ہا چھڑا قانوس شب کو روشنی ہوتے تھے۔ اور سیروں عود و عنبر روزانہ صرف ہوتا تھا۔ مگر نجدیوں نے عمارت کھود کر پھینک دیں۔ زمین کو ہوا کر کیا۔ اور آج اس جگہ پر سامان کا نیلام ہونے لگا۔ فاختہ و وایا اولیٰ اکا بھسک۔

اے محمدؐ گر قیامت را بر آری سر ز خاک
سر بر آوری قیامت در میانِ خلق ہیں

آقاؑ نامدارؑ کے حضور میں

ان پیر زادہ احمد شاہ صاحبؒ کے عظیم علمی، فاضل، اعوان، متعلم بنی۔ اے

اے کہ تیرے وجود سے، لرزش، بیت آذری
اے کہ تیرے جمال سے رہتے جہاں چمک اٹھا
تیرے کمال کے گواہ، ملک سپین کے مکین
تیرے ہی فیض عام سے، دشت عرب بنا چن
شام و عرب اٹل گئے، مصر و سین جھک گئے
تیرے بلالؑ کی اذان، گونج اٹھی جہان میں
ابن ابی قحافہؑ سے، صدق کی تیغ کیلینچ کر
تیرے عمر کے عدل سے، تیرے غنیؑ کے رحم سے
صدق کا ابر آگیا، رحم کا نور چھا گیا
تیرے غلام اجل، گیسوئے کفر دیکھ کر
سطلو تیں اب انیس رہیں، قوتیں چھین لی گئیں
خالہؑ بافت رنچ، مارق پیر جلال دے
پھر وہی عزم ہے ہیں، پھر وہی جوش عشق ہو

اے کہ تیرے حضور میں ہٹ گئی شان خود سری
اے کہ تیرے جلال سے، اٹ گیا سحر کافر
تیری ادا میں بند تھی، شان بہل کی ابتری
بندۂ سحر کفر کو، بل گئی شان بو ذری
شعار نور چھا گیا، برسر ملک کافر
کفر بہ اٹھ کے چھا گیا، نور جن حیدری
کفر کے بند اڑا دیئے، دیکھ نوحان بے پری
تیرے علیؑ کے رعب سے، ہٹ گیا علم بیگری
آنے سے تیرے بھٹ بڑا چشمہ مہر غسری
پھنس گئے سحر کفر میں، کرنے لگے ہیں آذری
اب نہ بلالؑ کی توپ اور نہ مثال حیدری
سر پہ ہمارے چھا گئی، خلعت سحر کافر
رکھ دے ہمارے فرق پر، تاج سر سکندری

تیرا ندیم آگیا، بھیک کرم کی مانگتے
احمدؒ خوش تھا، دکھا، پھر وہی شان لبری

طبت لسانی کی اکیسہ مجربات آزموہ ادویات

سفوف تجیہ (۱) ہر قسم کی کھانسی، نفاک، تر کیلے، بنزلہ، کبیرے، نہایت مفید
نوشہ بودار اور لہذیہ ہے۔ بچوں اور بوڑھوں کیلئے یکساں مفید
قیمت فی ڈبہ ایک روپیہ (عمر)
مرم تجیہ (۲) یہ مرم طرح کے زخموں اور چوٹے پھسیوں کیلئے مفید ہے
اور مکیل کر کے زخم کو بہت جلدی بھر دیتا ہے۔
قیمت فی ڈبہ بارہ آنے (۱۲)
ترباق نزلہ (۳) دائمی نزلہ کے لئے اور کھانسی کے لئے مفید ہے۔
قیمت فی ڈبہ بارہ آنے (۱۲)

اطریفل آجیا (۱) لطیف اور خاص نذر سے بنائی جاتی ہے اور باغ کا متفرق کرتی
بعض نہیں چھوڑا کھاتے سے ایک ہوا جانت ہو کر
شکایت رفع ہو جاتی ہے قیمت فی ڈبہ نزل تو لہ بارہ آنے (۱۲)
اطریفل ارشرفی (۲) دماغی محنت اور باغی کام کرنے والوں کیلئے اکیسہ
بکترت مشاب آتا ہو تو اس کا استعمال تین درہن
فائدہ کر لے قیمت فی ڈبہ نزل تو لہ بارہ آنے (۱۲)
برشعشاہ آجیا (۳) بچوں نزلہ، زکام، مانی، ٹونیا اور دوسرے مانی عارضوں
نہایت مفید ثابت ہوئی ہے قیمت فی ڈبہ نزل تو لہ

ملنے کا بہترین مجربا اکیسہ مینڈی بہاؤ الدین نجیب

ریکارڈ

یعنی ایکسے وقت راگنی

(سراپندہ، ایک دل جلا عطائی)

ذیل کا مضمون، مضمون نہیں، ایک دُکھے ہوئے دل کی آہ ہے، ظاہر میں شوخ و عریانی، حقیقتہً ایک مرقعِ عبرت و آئینہ درد۔ لکھنے والا ایک انگریزی خوال بنگالی جوانِ عمر ہے، اور ایک سرکاری محکمہ کا عہدہ دار۔ مگر نے جب مسودہ پڑھا، تو خراجِ تحسین زبان سے نکلنے والے لفظوں کے بجائے آنکھ سے بہنے والے آنسوؤں ادا کیا۔ عجب کیا کہ مضمون بعض اور ہنسنے والوں کو بھی رُلا کر رہے۔ (از اخبار پنج)

آب سے کچھ حصہ پہلے عام طور پر بابِ رقص و سرود کے نشاط خانے شہر سے الگ تہلک کسی خاص محلہ میں محدود ہوتے تھے اور ان اخلاق سوز جزائیم کو اس قدر متعدی سمجھا جاتا تھا کہ اگر کسی شریف آدمی کو کسی ایسی جگہ جانا پڑتا جہاں راستہ میں یہ محلہ پڑتا تو وہ میلوں کا چکر کاٹ لیتا لیکن ادھر سے نہ گزرتا۔ اور گھر والے کے اندر تو ان محلوں کے نام تک بھی نہ لے جاتے۔ جو روادل پھینکے واقع ہوتے وہ بھی اگر وہاں پہنچا جاتے تو راتوں کے اندھیرے میں ادھر ادھر بھاہٹتے ہوئے کسی کی نظر نہ پڑ جاتے چپکے سے منہ سر پیٹے ادھر سے گزر جاتے اور شب کی محفل آرائیوں کے تذکرے تو ایسا تک لاج کے اگر لیکن کی طرح خاص ہم مشربوں تک محدود تھے اور اس طرح سوسائٹی کی عام فضائل اثرات سے محفوظ رہتی۔ یہ دورِ جمالت تھا۔ تہذیب کا علمبرار آگے بڑھا اور اس طبقہ کو یوں "اچھوت" سمجھ جانے کے خلاف اس کے دل میں جذبہٴ ہمدردی پیدا ہوتا۔ بعض میونسپل کمیٹیوں میں ریزولیشن پاس ہوئے کہ انہیں ان مخصوص محلوں سے نکال دینا چاہئے۔ ان میں سے کچھ کو بلیک کے چوہوں کی طرح شہر بھر کے مختلف محلوں میں جا گھسے۔ لیکن کچھ نامور گھرانے ایسے بھی تھے جو گمنامی کی زندگی بسر نہیں کر سکتے تھے۔ انہیں ایک لمحہ کے لئے تو وقت محسوس ہوئی، لیکن اتنے میں ایک نئی صنعت ہندوستان میں آپہنچی تھی۔ ان سب کو اس نے سرانگھوں پر جگہ دی۔ وہی "بائی" اور "جمان"۔ آپ اس لطیفہ اور مشتمی کے خطاب سے فکر اسرار بن کر سما تہذیب پر صلوہ مکن ہوئیں۔ پتہ نہیں اس "مس" کے نام میں کیا جادو تھا کہ بائی اور جمان کے نام میں جتنے عیوب تھے تمام مہمل بجنات ہو گئے۔ زبانی پرچن کا نام آنا "اوباشی" اور "بدعاشی" کی دلیل تھا، بڑے بڑے متین اور بخیرہ اخبارات میں ان کے فوٹو چھپنے لگے، اور نہایت دلکش عنوانوں سے ان کا تعارف ہونے لگا۔ وہی ناز و ادا، عشوہ و غمزہ، جو پہلے رنگ انسانیت سمجھا جاتا تھا اب "آرٹ" کہلایا۔ اور قوم کے لئے مائے ہزار افتخار قرار پایا۔ پہلے دو بھائی ایک کوٹھے پر اکٹھے نہیں جاسکتے تھے۔ لیکن اب باپ بیٹا، بھائی بھائی، اُستاد شاگرد، برابر کی کرسیوں پر بیٹھے اس "آرٹ" کی داد دے رہے ہیں اور تماشا کے بعد گھنٹوں اس فن لطیف پر تہمتیں ہو رہی ہیں۔ پہلے اس طبقہ کا اثر امرار و روسائیاں ہی محدود رہتا لیکن اب ہر بولہوس نے جس چستی شکاری، تانے والے، ٹیلے والے، قلی، کرخیزان، اپنی کمائی کی پہلی چوٹی الگ نکال کر رکھ لیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ پہلے ان بازار ی طوائفوں کے ہاں علم مجلس، تہذیب و تیز رفتاری، اور مذاق سلیم کا خاص لحاظ رکھا جاتا تھا۔ لیکن اب تماشا گاہ ادھر سے انتہائی عریانی اور ادھر سے کامل فحاشی کا فوطہ بنا رہتا ہے۔ اور اس تمام جاسوسی کا نام "آرٹ" رکھا جاتا ہے۔ جن کے ملاحظہ کرنے کوئی شرم و احتیاج نہ ہے نہ کسی کا پاس ادب مانے۔ یہی نہیں۔ بلکہ ہاں میں ایک گیلیری پر بدہ نشین خواتین کے لئے بھی مخصوص ہوتی ہے جہاں مردوں سے کچھ زیادہ دام لے کر عورتوں کو بھی تہذیب و تمدن کے برکات سے بہرہ یاب ہونے کا موقع دیا جاتا ہے۔ لیکن اس کے اثرات بھی اتنے تار یک قدامت پسند گوشوں تک نہیں پہنچ سکتے تھے جو اس لئے عام سے فوجدارِ کافر اندہ اٹھانا

نہیں چاہتے تھے۔ تہذیب کے علمبرار کا دل لپیچا۔ اور ایک شفیق ڈاکٹر کی طرح اس نے محسوس کیا کہ حضری مریض کو تشکر میں لیٹ کر کٹین دینی چاہئے۔ اس نے انہیں اثرات کو گراموفون کے ریکارڈوں میں بند کر دیا کہ ”عشقِ لبّی“ اگر اذنِ تماشائے عجبے تو کافوں میں روتی تو تھوڑے سے رہے۔ شروع شروع میں کہیں کہیں گراموفون ہوتا اور گراموفون کے دو چار دس معمولی ریکارڈ۔ کسی کوئی غزل ہے، کسی کوئی نعت ہے، کسی میں ”اذانِ شریف“ کسی میں سورہٴ یسین۔ شریف سوسائٹی میں اسے بھی کچھ نظر تحسین نہ بچھا جاتا۔ لیکن اب جو اس صنعت کا شباب شروع ہوا تو ہر گھر میں گراموفون، ہر دکان پر گراموفون، لڑکی کے جہیز میں باجا، لڑکے کے مطالعہ کے کمرے میں باجا، میاں کے پاس جُدا باجا، بیوی کے پاس جُدا باجا، گھلی، کوچے، راستے، بازار، حجام کی دکان پر چلتے والے کے شال پر، ہوٹل کی میز پر، خواجے والیکے ٹیبلے پر، غرضیکہ جہاں جائے، جہر سے گزریے گراموفون کی آواز کان میں پڑے گی۔ لیکن کیا آواز؟ وہ لغت، وہ اذان، وہ سورہٴ یسین تو قصہٴ ماضی تھا۔ اب اسے کون بوجھتا ہے، گھر گھر میں ”چھٹی“، ”گھلی کوچوں میں چھٹی“، ”بیکہ بیکہ کی زبان پر چھٹی“ حیرت ہے کہ باوجود اس کے کہ ریکارڈ ٹھیکہ بیچا بی بی ہے۔ بونچی کا کوئی گھر ایسا نہ ہو گا جہاں گراموفون ہو اور اس دلائی کا چھٹی اور چھٹی کا ریکارڈ موجود نہ ہو۔ کہتے ہیں کہ آج تک کسی اور ریکارڈ کی اتنی فروخت نہیں ہوئی لیکن کبھی غور بھی فرمایا کہ اس درجہ مقبولیت کے ریکارڈ میں کیا بھرا ہوا ہے۔ سارا ریکارڈ تو نہ مجھ میں سنانے کی ہمت، نہ آپ میں سننے کی تاب، صرف دو شعر سنستے جاتے، بشرطیکہ اس میاں کو نظر انداز کر دیں۔ شعر ہے:-

پلا مار کے گھٹا گئی دیوار۔ تے اکھ نال گل کر گئی چھٹی
یعنی دو پہڑ کے پلو سے دیا بھگا گئی اور جاتے جاتے آنکھ سے کچھ بات بھی کرتی گئی۔ اور سنئے:-

مری محنت ورنہ آئی۔ تے رن والا رن لے گیا۔ چھٹی
قلم لرز رہا ہے۔۔۔ لیکن جو خوش گھروں کے اندر جا کھسا اُسے چھپا یا لیکے جانے۔ سن لےجے ترجمہ۔ میری محنت بھی برباد آئی تھی کہ جن کی عورت بھی وہ عورت بھی لیک جلتا بنا۔ (لا حول ولا۔)

میں یہ لکھ رہا ہوں اور میری آنکھوں کے سامنے وہ تمام پیشانیوں میں جن پر غیرت و غصہ کے مالے بل پڑے ہیں کہ میں کس بازار پر تہ پڑا تھا۔ ان کی تیوریاں بجا اور ان کے غصے درست۔ لیکن خدا کے لئے ایک منٹ کے لئے اس منظر کو بھی پیش نظر رکھئے کہ گھر میں جوانی ہو۔ سٹیاں جمع ہیں۔ گراموفون بچ رہے ہیں اور آغا فیض کی تانی آن رہی ہے کہ

وصل کی پہلی شب اور وہ بری شربت ہے
دل گھٹا جا تلے ہوں جو رن چھٹی جاتے ہے

کیا شرم و حیا کے ماتم کا وہ زیادہ موقع ہے یا اس بات کا علم کہ وہ تین روپے صرف کر کے سینہ کے ساتھ لگائے جس ریکارڈ کو آپ گھر لے جا رہے ہیں اس کی تہوں میں کس قدر مُلک اور جیسا سوزِ جزائیم بھرے ہوئے ہیں۔

اور بواجبی یہ کہ مسلمان حضرات علماء سے فتویٰ پوچھتے ہیں کہ لیتا اور گراموفون کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے۔ اے کاش وہ ذرا اُس مفتی اعظم سے پوچھ لیتے جو ان کے سینوں میں کرسی عدالت پر رونق افروز ہے۔ آہ! —
موجہ حیرت ہوں کہ دنیا کیسے کیا ہو جائیگی

دین اسلام

یہ رسالہ مسلمان بچوں کے لئے لکھا گیا ہے۔ اس کے پڑھنے سے بچے تمام اسلامی احکام اور عبادات کے عقلی فوائد اور تمام فرائض و عبادت سے پوری طرح واقف ہو جاتے ہیں۔ خط کتابت وہ اور ملے ہے۔ قیمت صرف دو آنے (۲)۔

پستہ کا مینجر صوفی بک ڈپوٹنری بہاؤ الدین نیچ

لاکھوں پیلیہ وار کس طرح مل سکتا ہے؟

جو طرح کراؤ گیری یعنی فٹا فوٹا ہندوستان یا انگلستان میں قرضہ حاصل کرتی ہے اور رقم قرضہ کے عوض تحکات جاری کرتی ہے یا جس طرح ممبئی اور کولکتہ شہری ہسپتال کی مثال شہری حدود بڑھانے کے لئے قرضہ لیتی اور تحکات جاری کرتی ہیں اسی طرح یورپ میں بعض حکومتیں اپنے ملک کی تجارت صنعت کو تحفہ یا غور یا دھڑلائے یا جواری آبادی کیلئے قرضہ حاصل کرتی ہیں۔ ۱۹۳۲ء میں کڑھ انگریزی قرضہ کو یا جس طرح گورنمنٹ آف انڈیا کو یا ۱۹۳۱ء میں کما جاتا ہے۔ اسی طرح فرانس میں کرڈٹ نیشنل ۱۹۱۷ء میں بنا دیا ہوتا ہے یعنی حکومت فرانس نے ۱۹۱۷ء میں پیاس کو اور قرضہ جنگ حاصل کیا ہر ایک تمسک یا پنجو فرانک (فرانس کے سکہ کا نام ہے) عموماً چار آنے کے مساوی ہوتا ہے مگر اس قیمت انگریزی پونڈ کی طرح گھٹتی ہو جاتی ہے) کا جاری کیا۔ جس پر انکم ٹیکس معاف ہے اور پانچ فیصدی سالانہ سود اس پر یا جاتا ہے۔ علاوہ سود کے گورنمنٹ فرانس اس قرضہ کے قرضہ اہلوں کو ان تحکات پر ہر سال پانچ لاکھ فرانک (قریباً سو لاکھ روپیہ) بطور انعام تقسیم کرتی ہے۔ ہر سال ۱۹۲۵ء میں انعام سال میں آٹھ لاکھ تقسیم ہوتا ہے۔ ہر ایک قرضہ اندازاً ۱۲ روپیہ یا ۱۲ لاکھ فرانک یا قریباً ڈھائی لاکھ روپیہ کا ہوتا ہے۔ باقی چھوٹے انعام ہوتے ہیں اور ایک معقول تعداد تمسکات کی پوری رقم سود خریدار ان تمسکات کو واپس ادا کر دی جاتی ہے۔ اس طرح یہ قرضہ جو ۱۹۱۷ء میں حاصل کیا گیا ہے ۱۹۳۵ء میں حکم ادا ہو جاتا ہے۔

تمسکات قرضہ بطور کرنسی نوٹ استعمال کیے جاتے ہیں اور دوسرے یورپ میں حال میں بطور کرنسی نوٹوں کے بوقت ضرورت ایک آدمی دوسرے کو تحکات قرضہ بطور کرنسی نوٹ استعمال کر سکتا ہے۔ ان کی رقم ایسی ہے جیسے ڈاک خانہ یا امپریل بینک میں جمع کرادی جب ضرورت پڑے منگالی۔

ہندوستان میں یہ تمسکات ہندوستان میں بھی آپ ان تمسکات کو جب اور جو وقت چاہیں فروخت کر سکتے ہیں فروخت کرنے کے وقت جو شرح تبادلہ ہو اس کے مطابق نقد قیمت پر کر سکتے ہیں۔ تمسکات کے ساتھ سود کے کوٹ لگے ہوتے ہیں وہ بھیکر سود لے سکتے ہیں یا ان کو دیکر تمسکات کی خرید میں ادا کر سکتے ہیں۔ آپ کے اطمینان کے واسطے فرج گورنمنٹ کے ۱۹۲۲ء کے قرضہ تمسک کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے تاکہ آپ اس کی شرائط سے واقف ہو جائیں۔

ترجمہ فرج گورنمنٹ نیشنل باند
حکومت فرانس کے قومی قرضہ کا تمسک
جو حکومت فرانس کے خاص ایکٹ نمبر ۲۰ مئی ۱۹۱۷ء کے مطابق جاری ہوا
مالک یا قابض تمسک سے معاہدہ

یہ تمسک پانچو فرانک قرضہ کے متعلق جاری کیا جاتا ہے حکومت فرانس اس تمسک کو پیش کرنے کی صورت میں انعام نکلنے کی تاریخ سے پیش دن کے بعد جس قدر انعام اس پر نکلا وہ ادا کرنے کی جس شخص کے پاس یہ تمسک ہو اس کو چھین فرانک سالانہ کے حساب سے سود ہر سال ۵ روچن اور ۱۵ سیم کو ملتا رہیگا۔ قرضہ ۵۰ سال کے اندر یعنی ۱۹۹۵ء تک پورا ادا کیا جائیگا۔ لیکن حکومت فرانس کا اختیار ہے کہ ۱۹۳۲ء کے بعد جس وقت چاہے کلمہ قرضہ نکشت ادا کرنے کی ایسی صورت میں آئندہ انعامات کا ناکا لانا بند کر دیا جائیگا۔ ہر ایک قرضہ اندازاً ۱۲ روپیہ علاوہ ہندوستان میں انعامات کے ایک تہائی تعداد تمسکات کا پورا روبرو قرضہ کا ادا ہونا ہے گا جس کی تفصیل ہر سال گورنمنٹ کرڈٹ میں شائع ہوتی ہے ۱۹۳۲ء کے بعد جب بھی قرضہ کو نکشت ادا کر سکا فیصلہ ہوگا تو گورنمنٹ فرانس اپنا یہ فیصلہ اور حکم گورنمنٹ کرڈٹ میں ہین دفعہ آگاہی عوام کے لئے شائع کرے گی۔ انعامات ہر سال ۲ جنوری یکم فروری یکم اپریل یکم مئی یکم جولائی یکم اگست یکم اکتوبر اور ۳۰ نومبر کو نکالے جائیں گے تفصیل انعامات حسب ذیل ہوگی :-

ایک انعام دس لاکھ فرانک کا ایک نام پانچ لاکھ فرانک کا دو انعام ہر ایک دو لاکھ فرانک کے تین انعام ہر ایک لاکھ فرانک کے چھ انعام ہر ایک سچھ لاکھ فرانک کے ان کے علاوہ معقول تعداد تمسکات کی ہندوستان قرضہ اندازی نکال کر ان کے قرضہ کی پوری رقم ادا کیجی ویسی۔ دستخط وزیر مال گورنمنٹ فرانس
مؤرخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۲ء

اپنی رقم کو کوئی خطر نہیں بلکہ محفوظ رہیگا انعامات بذریعہ قرضہ اندازی لاٹری کے طریقہ پر حکومت کے اعلیٰ افسروں اور عام سپلاک کے سامنے ہوتے ہیں۔ نگران باہر سے بطور جمعہ جاسکتے ہیں۔ اس کیس کو گورنر کے انتظام سے سرکاری رکھا جاتا ہے جب سب لوگ اپنا اطمینان کر لیتے ہیں کہ کسی دست میں تو ان کے سامنے مقرر ہوئی جاتی ہیں اور فرائض کے قومی تنظیم خانہ سے ایک اندھی لڑکی ملانی جاتی ہے اور وہ ایک نمبر نکالتی ہے یہ اس خوش قسمت کا نمبر ہوتا ہے جس کو پہلا انعام ملتا ہے۔ اس کے بعد وہ دوسرا نمبر نکالتی ہے۔ علیٰ ہذا اقلیاس سب نمبر نکالے جاتے ہیں۔ اس کے بعد جس کو اسی طرح بند کر دیتے ہیں اور مقررین لگا کر امیر بریل یا شاہی خزانہ میں جس محفوظ رکھ دیا جاتا ہے۔ تاریخ مقررہ کے بغیر اس میں کوئی نمبر داخل نہیں ہو سکتا۔ نمبر نکالا جاسکتا ہے۔ کوئی نمبر خالی نہیں رہ سکتا جس پر انعام نہ ملے۔ اس کی اصل زر کی واپس ضروری اور یقینی ہے۔ اس طرح آپ کی ادا کردہ رقم کو مطلق خطرہ نہیں۔ اس کا اصل محفوظ ہے گا اور ہر چھ ماہ بعد اس کا سود بھی آپ کو ملتا ہے گا۔

تمسک کے ساتھ سود کے کوپن لگے ہوئے ہیں جو کسی بینک کی معوضت سے رقم وصول کر لی جاتی ہے۔ ہم بھی آپ کے کوپن لے کر سود ادا کرتے رہیں گے ہر ایک تمسک پر ایک نمبر یا نمبر ہے اور اسی نمبر سے اس کی خرید فروخت ہوتی رہتی ہے۔ جب انعام نکلتا ہے تو گورنر کا گزٹ میں ہی اعلان ہوتا ہے کہ تمسک نمبر فلاں کو اس قدر انعام ملا۔

کیا سود تھوڑا ہے؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض تمسکات پر سود کم ہے مگر خریداران تمسکات کو لاکھوں روپے کے انعامات ملنے کے جو سہری موقعہ کیا سود تھوڑا ہے؟ حال ہوتے ہیں وہی ان تمسکات کی کامیابی کا وعدہ دیتے ہیں بعض تمسکات پر سود بہت کافی ہے یعنی پانچ چھ فیصدی۔

انعامات کا دیگر کیس یہ ہے یا جانتے؟ بعض لوگ حیران رہ جاتے ہیں کہ اس قدر بڑی رقم کے انعامات کہاں سے دیئے جاتے ہیں تمام ان کو سمجھانے کیلئے اس کا سود سالانہ تین کروڑ روپیہ ہوگا۔ انگریزی گورنر کا گزٹ سارا روپیہ سود کے طور پر ادا کرے گی مگر حکومت فرائض بجائے چھ فیصدی کے چار فیصدی سود دے گی اور دو فیصدی بچا کر جس کا ایک کروڑ روپیہ بنتا ہے ایک کروڑ کی رقم سالانہ تمسکات قرضہ خریداریوں میں بطور انعام تقسیم کرے گی۔ جن تمسکات پر انعام نکلے گا ان کے قرضہ کے تمسکات کی رقم ادا شدہ بھی جالے گی اور تمسک واپس لے کر انعام کی رقم ملنے کے حوالے کیا جائیگی۔ اس طرح قرضہ کی ایک معقول رقم خود خود ادا ہوتی رہے گی۔

تمسکات لاٹری ٹکٹوں سے بالکل جدا ہیں۔ ہر ٹکٹ باندس تمسکات قرضہ لاٹری ٹکٹوں سے بالکل جدا ہیں۔ آپ کسی گھوڑ دوڑ یا لاٹری میں خواہ باقی سب ٹکٹوں کی رقم ضائع ہو جاتی ہے۔ گویا تو باوقار بازی ہے جس میں ایک جیت گیا باقی مار گئے۔ لاٹری میں ایک فتح ٹکٹ خریدو وہ اسی لاٹری کے لئے کارآمد ہے۔ جب لاٹری کی تاریخ گذر گئی اور آپ کے ٹکٹ پر کوئی انعام نہ نکلا وہ رقم تباہ ہو گئی۔ اور وہ روپیہ جو آپ نے اپنا اور اپنے عزیزین بچوں کا پیسہ کاٹ کر بچا یا اور کسی بے فائدہ انعام کی امید پر ٹکٹ خریدنے میں لگایا تھا تباہ ہو گیا۔ مگر یہ باتیں ایسا نہیں۔ سال میں چار دفعہ یا آٹھ دفعہ بعض تمسکات میں بارہ دفعہ آپ کے تمسک کا نمبر نکلنے کے لئے پیش ہوتا رہیگا اور ایک دفعہ کا خرید ہوا تمسک بہت انعام بخش میں محفوظ رہے گا جب تک باؤ اس پر بہت بڑا کوئی چھوٹا انعام نہ نکلے تو اصل روپیہ باقرضہ کی پوری رقم جلدی یا بدی ضرور مل رہے گی۔ اور سود مزید پڑے گا۔ اس کو کہتے ہیں کہ کام کھاؤ اور ٹھیکوں کے دام چکالو۔ بلکہ بعض دفعہ ایک کام خریدنے سے ایک بار خریدا جاسکتا ہے۔ یعنی ایک تمسک خرید کر پھر پھر انعام نکل آوے تو آپ کچھ بھی ہو کر روپیوں سے ٹھیک رہیں۔

اس قدر رقم جو آپ کو بیل بی بی نہیں آسکتی چونکہ ہر ایک تمسک پر انعام یا ادا ہوئی قرضہ ضروری ہے۔ اس لئے اگر آپ نے تمسک خرید لیا ہے آپ اس قدر رقم جو آپ کو بیل بی بی نہیں آسکتی تو بہت اعلیٰ کہ پہلا دفعہ سارا انعام آپ کے تمسک پر ہی نکل آوے ایسی صورت میں آپ اس قدر میر ہو جائیں گے جس کا گمان آپ کے خواب و خیال میں بھی نہ ہو۔

ان تمسکات پر سب سے بڑا اعتراض بعض لوگ ہم پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آپ اس تجارت سے ہندوستان کو غریب بنائیں گے ان تمسکات پر سب سے بڑا اعتراض بعض لوگ ہم پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آپ اس تجارت سے ہندوستان کو غریب بنائیں گے۔ یہ اعتراض

کسی حد تک درست ہے لیکن جب کسی ہندوستانی کے نام انعام لکھتا ہے تو حکومت فرانس یا ایچ ایم کو اس قدر زیادہ روپیہ داکرنا پڑتا ہے جو ہزار یا خیر لاکھ تنکات کی قیمتوں سے زیادہ ہوتا ہے ایسی حالت میں ہم فرانس کا روپیہ ہندوستان بھیج لاتے ہیں مگر یہ صرف خوش قسمت خیرداروں کی خوش نصیبی کی بڑات ہے۔

تمسکات کا اعتبار اور برصغیر میں اس کے تسمکات کا اعتبار اور برصغیر میں اس کے قدر زیادہ ہے۔ کہ جب ۲۴ مارچ ۱۹۳۱ء کو فرانس نے حکومت کو غزرت تھی صرف نل کوڈ فرانس کے لیکن یہ کمی ۱۹۳۱ء تک ایک جہیز اور سات روپوں حکومت کے پاس دوا رب فرانک کے قرضہ پئے جانے کی درخواستیں موصول ہو گئیں۔ فرانس کے اس اعتبار اور کامیابی پر پندرہ لاکھ فرانکستان اور انگریزی اجراءات حیرانہ گئے اور پیش وزیران کو آفر کا پانی کم مانگی اور فرانس کے تیر کامیابی طور پر اعتراف کرنا پڑا۔ انگلستان کے نمبر مکاری اجراءات نے لکھا کہ باوجود گورنٹ فرانس نے اس قرضہ کے لئے قوم سے پائل نہیں کی۔ تاہم مطلوبہ قرضہ سے سوا جہیز میں میں گنناں جانا حکومت کے اعتبار اور افعات ایمانداری سے تقسیم کرنے اور ایمانداری سے انجام دینے کا صاف نتیجہ ہے۔ حکومت فرانس نے نہ صرف پانچ فیصد کی معقول شرح سود پیش کی بلکہ کسی کرورڈر پر لانے کے افعالات کا، خاصا فکر کے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔ انگلستان کے کام میں اس دستور اخبارات کے علاوہ بھی مشہور اخبارات محفوظ آف دیا نے لکھا کہ فرانس نے عالمی تسمکات قرضہ سے نہ صرف اپنی حالت بعد از جنگ درست کرنے میں کمال کر دیا بلکہ اس کے مزید ان مال کے تدبیر نے کسی طرح نہ سبقتوں قرضہ کو ایجاد کر دیا جس کے باعث صد ہا خاندان ہر سال افلاس سے نکل کر امیر کیم بن جاتے ہیں۔ کمفایت شکاری لکھنا ہے خصوصاً غریب خاندانوں میں، اور اس سے فائدہ اٹھانے کا فرانس نے جو طریقہ نکالا وہ دہر ایک گورنٹ کے لئے جو اب قوم کو خوشحال دیکھنا چاہتی ہے قابل تقلید ہے۔

یوی پچوں کیلئے نیمہ زندگی سے بڑھ کر مفید آواز کرتے ہیں۔ چھ سات سال کے بعد آپ کی حالت اچھی نہیں رہتی اور آپ چندہ ادا کرنے سے قاصر ہو جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں سب نیمہ کمینیاں ادا شدہ دیویہ ضبط کر لیتی ہیں، لیکن اگر آپ نے چالیس ہو گیا اور الگ کریم یا ٹیڈی کے بیٹے تو ممکن ہے چھ سات سال میں بھی لاکھ روپیہ ان پر مل جائے۔ ساتھ ساتھ تھوڑے ملتاز رہتا ہے۔ اور بوقت ضرورت آپ خود یا آپ کے بعد آپ کے بیوی بچے ان کو بطور کرنی ٹوٹ فروخت کر کے رقم استعمال کر سکتے ہیں۔

روپیہ فراڈ کا نام آپ کا روپیہ اگر گھٹن میں نہ دھری کہ صورت میں بند پڑے تو زیور کو فروز فروخت کر کے پھر باندھ خرید لو۔ اگر ایک بانڈاک خانہ میں ہے تو بھی آپ اس کو فروز نکال کر پیریم باندھ لیگا دو کیونکہ ان کا روپیہ تو اس طرح جھوٹا ہو گیا۔ شوق ڈاک خانہ یا بینک کی شرح سے زیادہ ملتا رہیگا۔ اور لکھنوی بن جانے سے متعلقہ دو مقامات میں سال بلکہ سہ ماہ آپ کو حاصل ہوتے رہیں گے۔

اقتصاد پر بھی متکثر نہ جاسکے ہیں۔ اگر آپ کے پاس روپیہ کمشت نہیں تو اس کی فراہم نہیں۔ دس بیس۔ چالیس پچاس۔ سو روپیہ یا زیادہ اگر آپ کمشت نہ کر سکتے تو سادہ بارہ روپیہ آرڈر سے ہمراہ بھیج دیجئے۔ ایک تئیس آپ کے لئے محفوظ کر کے ایک معاہدہ کا کاغذ ہم پہلے قسطاً نہ پر کر کے آپ کو بھیج دیں گے جس پر آپ تئیس کا نمبر ہوگا معاہدہ لکھ جائے بعد اس تئیس پر جو اضافہ ملے یا کسی رقم واپس ملے تو وہ آپ کا حق ہوگا بشرطیکہ باقی اقتصاد مامور آپ باقی اقتصاد سے بھیج دیں۔ ایک تئیس جس کی قیمت نقد ایک سو پچیس روپیہ ہے وہ بارہ اقتصاد پر ضرر ہو روپیہ میں آپ کو ملے گا۔ اسی طرح تئیس کی قیمت نقد کسی قدر کم اور اقتصاد پر کچھ زیادہ ہے۔

انعامات کی مطبوعہ فہرستیں
 ہم اپنے دفتر میں باقاعدہ رجسٹر رکھے ہیں اور ان میں ہر ایک خریدار کا نام اور پتہ اور نمٹک کا نمبر درج ہوتا ہے
 ہر ایک انعامات کے بعد جب کو نمٹک فرسٹ انعامات شائع ہوتی ہے تو ہم اپنے درج شدہ خریدار سے
 فرسٹ انعامات کا مقابلہ کرتے ہیں اور کامیاب خریداران کو بذریعہ کار یا خط صبیہ صحت اور انعام کی اہمیت کو بخیر امداد کو اطلاع بھیج دیتے ہیں
 وہ نمٹک میں بھی انعام منگا سکتے ہیں یا براہ راست سرکاری بینک فرانس کو نمٹک بھیج کر انعام منگا سکتے ہیں۔ دو چار تحت کات کے

خرید اول کیلئے یہ خدمت ہم خود انجام دے رہے ہیں لیکن بڑی یا زیادہ تعداد میں تہنیتی خرید کرنے والے اگر چاہیں کُن کو فرانس سے سرکاری نتیجہ کا گزٹ برہ راستہ آئے تو وہ پانچ روپیہ سالانہ اُس کا چندہ ہماری معرفت بھیج کر گزٹ منیجر کو خود نمبر ان کا ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ اُردو زبان میں فہرست نتیجہ دور و پیر سالانہ ادا کرنے پر ہمارا بھیجاو جائی جو ہر ماہ رسالہ صوفی میں شائع ہوتی ہے۔

رقم کی فوراً ادائیگی اگرچہ بڑی ہے تو آپ اپنا تمسک کسی بینک کی معرفت یا ہماری معرفت فروخت کر سکتے ہیں اُس دن بمبئی اور کلکتہ میں فرانس اور بلجیم کے تبادلہ کی خوشح ہوگی اُس پر تین روپیہ دو آنہ یا آدھ آنہ فی روپیہ پیش لے کر ہم آپ کا تمسک فروخت کر کے رقم آپ کو دیدیں گے۔ اِس عرصہ میں جب تک آپ کا تمسک آپ کے پاس رہے گا انعام ملنے کے مواقعات آپ کو ملتے رہیں گے۔ گویا آپ کا روپیہ بینک میں جمع ہے۔

تفصیل قرضہ جات تمسک

کریٹیشنل نمبر ۹۱۹ اِس سود پانچ فیصدی سالانہ۔ پانچ سو فرانک کا بانڈ سال میں چار دفعہ انعام تقسیم ہوتے ہیں۔ ۱۹۳۱ء میں یہ جاری ہوئے اور کل قرضہ ۱۹۳۳ء میں بمبئی ہو جائیگا۔ ۱۹۳۳ء کے بعد گورنٹ جس چاہے کل قرضہ بمبئی کر سکتی ہے۔

پہلا انعام دس لاکھ فرانک ہوتا ہے۔ دوسرا انعام پانچ لاکھ فرانک کا پانچ انعامات ایک ایک لاکھ فرانک کے دس انعامات پچاس ہزار فرانک کے ان کے علاوہ ہر تمسکات اصل قرضہ بڑا ہوتے ہیں۔ ہر سال ۶۸ ہفتے انعامات ایک کروڑ فرانک کے ادا کئے جاتے ہیں۔ قیمت نقد فی بانڈ ایک سو پچیس روپیہ یا ساڑھے بارہ روپیہ ہمارا کی بارہ اقساط ہیں۔ انعامات یکم پانچ۔ یکم جون۔ یکم ستمبر اور یکم دسمبر کو ہر سال تقسیم ہوتے ہیں۔ انعامات کی سب سے بڑی رقم کی وجہ سے یہ بانڈ سسٹے اچھا ہے۔ اِس کے سارے انعامات کی رقم اتنی زیادہ ہے کہ خواہ کوئی انعام بھی خریداری کی قیمت میں ہو وہ بالامال ہو جاتا ہے۔ اسی لاکھ کے تمسکات شائع ہوتے ہیں جن میں صرف ۶۸ کو ہر سال انعام ملتا ہے۔

کریٹیشنل نمبر ۹۲۰ اِس سود پانچ فیصدی سالانہ۔ پانچ سو فرانک کا تمسک۔ سال میں چار دفعہ انعام تقسیم ہوتے ہیں۔ ۱۹۳۱ء میں یہ جاری ہوئے۔ کل قرضہ ۱۹۳۳ء میں بمبئی ہو جائیگا۔ ۱۹۳۳ء کے بعد گورنٹ جس وقت چاہے کل رقم قرضہ ادا کر سکتی ہے۔

پہلا انعام دس لاکھ فرانک کا دوسرا انعام پانچ لاکھ فرانک کا دو انعامات ہر ایک دو لاکھ فرانک کے تین انعامات ہر ایک تین لاکھ فرانک کے چھ انعامات ہر ایک پچاس ہزار فرانک کے۔ ان کے علاوہ متعدد تمسکات پر اصل زر واپس کیا جائیگا۔ ہر سال ایک سو چار ہفتے انعامات قیمت فی بانڈ ایک سو پچیس روپیہ نقد یا ساڑھے بارہ روپیہ ہمارا کی بارہ اقساط ہیں۔ انعامات ہر سال ۲ جنوری۔ یکم فروری۔ یکم اپریل۔ یکم مئی۔ یکم جولائی۔ یکم اگست۔ یکم اکتوبر اور ۳ نومبر کو تقسیم ہوتے ہیں۔

ایک سنہری موقع اِس حکومت فرانس نے یہ انتظام کر رکھا ہے کہ اگر آپ مندرجہ بالا دو فنڈس خریدیں تو ہر ماہ بلاناغہ آپ کو انعامات میں شریک ہونے کا موقع حاصل ہوتا ہے گا۔ جن میں سے ہر ماہ پہلا انعام دس لاکھ فرانک کا ہوگا۔

کریٹیشنل نمبر ۹۲۱ اِس سود چھ فیصدی سالانہ۔ پانچ سو فرانک کا تمسک۔ سال میں چار دفعہ انعام تقسیم ہوتے ہیں۔ یکم پانچ۔ یکم جون۔ یکم ستمبر اور ۳ نومبر کو ہر سال انعامات کیلئے ہر سال قدرہ نابین ہیں۔ سال میں کل (۲۰۰) انعامات ایک کروڑ تین لاکھ فرانک کے تقسیم ہوتے ہیں۔

یکم پانچ ہر ایک کو انعامات کی تفصیل پہلا انعام پانچ لاکھ فرانک کا چھ انعام ہر ایک ایک لاکھ فرانک کا چھ انعام ہر ایک پچاس ہزار فرانک کا۔

۲۲ انعام ہر ایک دس ہزار فرانک کا ۲۲ انعام ہر ایک پانچ ہزار فرانک کا (۱۴۰۰) انعام ہر ایک ایک ہزار فرانک کا یکم جون اور یکم دسمبر کے انعامات کی تفصیل چھ انعام ہر ایک ایک لاکھ فرانک کا چھ انعام ہر ایک پچاس ہزار فرانک کا

۲۲ انعام ہر ایک دس ہزار فرانک کا ۲۲ انعام ہر ایک پانچ ہزار فرانک کا (۱۴۰۰) انعام ہر ایک ایک ہزار فرانک کا قیمت فی بانڈ ایک سو پچیس روپیہ نقد یا ساڑھے بارہ روپیہ ہمارا کی بارہ اقساط ہیں۔

کریٹیشنل نمبر ۹۲۳ اِس سود چھ فیصدی سالانہ۔ انعام سال میں چار دفعہ۔ یکم فروری۔ یکم مئی۔ یکم اگست اور ۳ نومبر کو تقسیم ہوتے ہیں۔ کل انعامات (۲۰۰) تعدادی ایک کروڑ چالیس لاکھ ۵۸ ہزار فرانک کے ہوتے ہیں۔

یکم جنوری کے انعامات کی تفصیل

پہلا انعام دس لاکھ فرانک کا ۳۸ انعام ہر ایک پانچ لاکھ فرانک کا بارہ انعام ہر ایک دس ہزار فرانک کا
 ۳۸ انعام ہر ایک پانچ ہزار فرانک کا (۱۷۴۴) انعام ہر ایک ایک ہزار فرانک کا
 یکم فروری یکم جنوری کے انعامات کی تفصیل
 پہلا انعام دس لاکھ فرانک کا ۳۸ انعام ہر ایک ایک لاکھ فرانک کا چھ انعام ہر ایک پچاس ہزار فرانک کا
 بارہ انعام ہر ایک دس ہزار فرانک کا ۳۸ انعام ہر ایک پانچ ہزار فرانک کا (۱۷۴۸) انعام ہر ایک ایک ہزار فرانک کا
 ایک بانڈ یا چھوٹا نقد کا ہوتا ہے قیمت فی بانڈ ایک سو پچیس روپیہ نقد یا ساڑھے بارہ روپیہ ماہوار کی بارہ اقساط میں ادا ہو سکتا ہے
 تعداد انعامات کے لحاظ سے یہ بانڈ سب سے اچھے یعنی اس کی خرید سے سات ہزار دو سو موافقات حصول انعام مل سکتے ہیں۔

کریڈٹ نشنل ۱۹۲۳ء حصہ دوم
 ایک بانڈ یا چھوٹا نقد کا ہوتا ہے شرح سود چھ فیصدی سالانہ۔ انعامات سال میں چار دفعہ تقسیم ہوتے ہیں
 ۲ جنوری یکم جنوری کے انعامات
 چار انعام ہر ایک ایک لاکھ فرانک کا چار انعام ہر ایک پچاس ہزار فرانک کا
 آٹھ انعام ہر ایک دس ہزار فرانک کا ۳۲ انعام ہر ایک پانچ ہزار فرانک کا (۱۱۵۳) انعام ہر ایک ایک ہزار فرانک کا
 یکم جنوری کے انعامات
 چار انعام ہر ایک ایک لاکھ فرانک کا آٹھ انعام ہر ایک دس ہزار فرانک کا ۳۲ انعام ہر ایک پانچ ہزار فرانک کا
 (۱۱۵۳) انعام ہر ایک ایک ہزار فرانک کا ایک بانڈ یا چھوٹا نقد کی قیمت ایک سو پچیس روپیہ یا ساڑھے بارہ روپیہ ماہوار کی بارہ اقساط میں۔

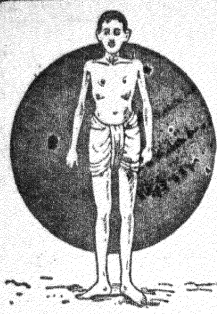
کریڈٹ نشنل ۱۹۲۴ء
 ایک بانڈ یا چھوٹا نقد کا ہوتا ہے شرح سود چھ فیصدی سالانہ سود ملتا ہے۔ سال میں چار دفعہ انعام تقسیم ہوتے ہیں۔
 ۱۹۲۱ انعامات اسی لاکھ فرانک کے ہوتے ہیں۔ سب سے بڑا انعام پانچ لاکھ فرانک کا ہوتا ہے۔ انعامات یکم پانچ جون۔
 یکم ستمبر اور یکم دسمبر تقسیم ہوتے ہیں۔ ایک تہائی ایک سو پچیس روپیہ نقد یا ساڑھے بارہ روپیہ ماہوار کی بارہ اقساط میں۔
 بلجیم کا ۱۹۳۲ء کا نیا قرضہ
 ۲ فی بانڈ یا چھوٹا نقد۔ سود پانچ فیصدی جو ہر سال ۵ مارچ کو ادا ہوتا ہے۔ انعامات ہر مہینہ ۲۵ تاریخ کو
 تقسیم ہوتے ہیں۔

ایریل جون۔ اکتوبر۔ نومبر
 پہلا انعام ڈھائی لاکھ فرانک ۳۳ انعام ہر ایک پچیس ہزار فرانک
 فروری۔ اگست
 پہلا انعام ڈھائی لاکھ فرانک ۲۵ انعام ہر ایک پچیس ہزار فرانک
 کل ۲۱۲ انعامات
 دوسروں فرانک سالانہ کے

پانچ
 پہلا انعام دس لاکھ فرانک ۳۸ انعام ہر ایک پچیس ہزار فرانک
 جولائی۔ دسمبر
 پہلا انعام دس لاکھ فرانک ۳۲ انعام ہر ایک پچیس ہزار فرانک
 جنوری۔ ستمبر
 پہلا انعام پانچ لاکھ فرانک ۳۳ انعام ہر ایک پچیس ہزار فرانک
 یہ انعامات دس بانڈوں کے ایک سلسلہ کے ہیں یعنی ہر ایک مقررہ انعام دس بانڈوں میں تقسیم ہوتا ہے قیمت فی بانڈ نوے روپیہ نقد
 یا دس روپیہ ماہوار کی بارہ اقساط میں روپیہ ادا کیجئے۔

بلجیم سٹوریٹن ۱۹۲۱ء
 پہلا انعام دس لاکھ فرانک کا دوسرا انعام ڈھائی لاکھ فرانک کا سال میں ۱۶ انعامات ہیں۔
 قیمت فی بانڈ پچاس روپیہ نقد یا دس روپیہ ماہوار کی چھ اقساط میں۔
 بلجیم سٹوریٹن ۱۹۲۲ء
 تین سو فرانک کا بانڈ سود پانچ فیصدی سالانہ۔ ہر ماہ انعامات تقسیم ہوتے ہیں۔
 پہلا انعام دس لاکھ فرانک کا دوسرا انعام پانچ لاکھ فرانک کا سال میں کل ۳۷ انعام تقسیم ہوتے ہیں۔
 قیمت نقد ستر روپیہ اقساط میں نوے روپیہ یعنی دس روپیہ ماہوار کی نو اقساط میں۔

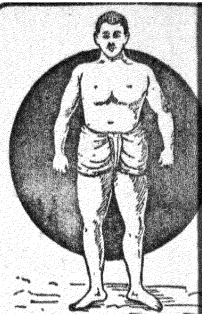
بلجیم سٹوریٹن ۱۹۲۳ء
 پانچ سو فرانک کا بانڈ سود پانچ فیصدی سالانہ جو سال میں ایک بار ماہ جولائی میں ادا ہوتا ہے۔ انعامات ہر ماہ
 تقسیم ہوتے ہیں۔ پہلا انعام دس لاکھ فرانک کا دوسرا انعام پانچ لاکھ فرانک کا کل ۱۸۰ انعام سالانہ
 قیمت نقد نوے روپیہ اقساط پر ایک سو بیس روپیہ یا بارہ روپیہ ماہوار کی دس اقساط میں۔



اکسیر غنبری کے استعمال سے اول

AVAN TONIC PILLS

اکسیر غنبری



اکسیر غنبری کے استعمال کے چھ ماہ بعد

اکسیر غنبری میں غذا کے فضل و کرم سے تمام خوبیاں موجود ہیں جن کے حاصل کرنے کے واسطے اہل ملک لاکھوں روپے یورپ و وزیر جھوٹے اشتہار بازوں کی نذر کر رہے ہیں۔ خداوند کریم کی عنایت سے انجمن گنہ گستان کے برحقین اکسیر غنبری تجربہ ہو چکا ہے اس لئے اس کی تعریف میں صفحہ سیارہ کر کے آپ کی سمیع خواہش کرنا منظور نہیں اور نہ اس کے فوڑے صفات بیان کرنے کی اس اہمیت میں بھٹانہش ہے۔ یہ جوانی کی روح اور بچھالے کی جان ہے عورتوں بچوں اور لڑکیوں کی کمزوری کی حالت میں اس کو استعمال کیا گیا اور تیرہ نہایت نئی بخش ملا ہے مردوں کے امراض مثل شرت قتلام اور جربوں شرت غیرہ کو نافع ہے جوانی کی غلط کاریوں اور بچپن کی شادی سے جب انسان زندہ در گور ہو جاتا ہے تو اکسیر غنبری نئی زندگی بخشتا ہے اس کی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک بلیغ اثر شریک ہو کر جو کس غم و غماہری و باطنی نیز روشن ہو جائے میں خیالات اعلیٰ اور مفید ہو جھٹکتے ہیں دل کو وہ تقویت اور فرحت پہنچتی ہے کہ گویا قاف و طوق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے صحت دل بچھینی دل کا دھڑکن۔ دل کا ڈوبتے جانا پیرا کندہ خیالی سانس کا پھولنا وغیرہ امراض کے واسطے ایک تھوڑا قابل اعتماد طریق ہے جس کے استعمال سے ویرج کے تمام نقصان دور ہو جاتے ہیں تجوں نقصان تحصیلداروں۔ بیویوں اور جاگیرداروں وغیرہ کو یہ ٹونس رفیق جان کے ساتھ رکھنا چاہیے۔ قیمت فی اشیشی چار روپے (لکھنؤ۔ تیرہ۔ شی کے خریدار کو محصول ڈاک معاف ہے۔

طلاتے نادر
یہ طلایہ نقوی اور اوائل کی غلط کاریوں کے ازاد کھیلنے بڑا اکسیر ہے۔



اکسیر غنبری کے استعمال کے دو سال بعد



اکسیر غنبری کے استعمال کے تین سال بعد

طلاتے نادر
زیادہ تعریف خلاف تہذیب ہے قیمت فی اشیشی چار روپے۔ اکسیر غنبری کے ہمراہ اس استعمال سے پہلے کا ڈاکہ دینا۔ یہ نہایت اعلیٰ درجہ کا ہے۔ اس میں کستوری ہے صوفامیروں کے لئے قیمت فی اشیشی پانچ روپے۔ (مصر) نوٹ۔ ان دو اول کے تمام خطوط بعد از رکھتے ہیں انکے متعلق کوئی سرٹیفکیٹ چھاپنا یا لٹا کر نہ کرنا تو ایک طرف کسی شخص کو دکھایا بھی نہیں جاسکتا ان کے متعلق سرٹیفکیٹ درج نہیں کئے جاتے۔ مسئلہ کا پتہ

مینجمر کا نامہ استیلا لکھنؤ والین (پنجاب)

معدہ کی شکایت تمام بیماریوں کی جڑ ہے ہر واحد علاج منک سلیمانی



منک سلیمانی نے یہ سیرت کو قابل ذکر کیا ہے

منک سلیمانی تمام شکایتوں کو دور کر کے معدہ کو تقویٰ کرتا ہے اور معدہ میں خون صاف باقراطیب پیدا کر کے ندرت ہی بڑھاتا ہے۔ دائمی قبض۔ بدترشی شکم میں درد اور نفخ ہوجانا ایسی اشتہالیہیں بھوک نہ لگنا۔ کھانے کو کار آنا۔ یہ جلنا۔ تھک سے بد مزہ پانی چھوٹنا۔ طحال میں تپ تلی ضعف۔ حدہ۔ وبائی امراض۔ ہیضہ۔ اسہال۔ پیش براہی۔ درد کمر۔ درد گروہ۔ دل و جاع اور امشغال یعنی کٹھیا۔ درد سر۔ ضعف دماغ۔ ضعف بصروغہ اور دیگر امراض میں مثل طریق کے حکمی تاثیر رکھتا ہے۔ بچوں کو دانت لگنے کی حالت میں فٹہ پہنچاتا ہے۔ عورتوں کی خاص بیماریوں کے واسطے، ایام ہجرات میں کسی قسم کا غفل ہو تو فائدہ کثیر شفا ہے۔ بھوک بڑھاتا ہے اور غذا کو فوراً ہضم کرتا ہے جس کے باعث انسان کے جسم میں خون معمول سے زیادہ پیدا ہوتا ہے اور جسم کی ہر جگہ پر آگینی دور کرتا ہے اور طاقت مردانگی بڑھاتا ہے۔ خفا خون کو داخل کر کے رگ نالیں صاف شفا رکھتا ہے۔ قلب کو قوت اور صحت بخشتا ہے۔

ہر پتھر وہ طبیعت کو خرسد کرنا ہے اور دم و فکر کو زائل کرتا ہے اور معدہ کی تمام غرابیوں کو دور کر کے ایک وقت کا حفظ دیتا ہے۔ یہ صبر اور طاعت کے دونوں میں اس کا استعمال کیا کرتا ہے۔ ہر گھر میں اس منک کی ایک شیشی موجود رکھنی نہایت ضروری ہے اس سے وقت پر جا دو کا اثر پڑتا ہے۔

جو لوگ منک سلیمانی کا قاعدہ استعمال کرتے ہیں ان کے لئے سب سے اور اکثر شہ پنا تجربہ لکھا ہے کہ استعمال سے اول بدن کا وزن کیا جائے۔ تو ہر ماہ خون صاف اس قدر زیادہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ تین ماہ میں وزن بڑھ جاتا ہے۔ جن لوگوں کو دودھ نہ پیتا ہو وہ اس کو ضرور باقاعدہ روزمرہ استعمال کرتے رہیں۔ قیمت فی شیشی بارہ آنے (۱۲) تین شیشی دو روپیہ چار آنے (۴) چھ شیشی چار روپیہ آٹھ آنے (۸) (العیاذ باللہ)

بال اڑنے کا بے ضرر پودر قحقی چونکہ اور ہر حال اس میں نہیں ہے قیمت فی پیکیٹ چھ آنے (۶) *
اعوان ہسپتال بالوں کے لگانے کا خوشبو اتیل
کی صلیت اور روئیدگی و طریق پرورش اور قیام وغیرہ کے حالات پر غور کر کے وجودہ تیلوں کے جڑانے مروجہ کے تمام نقصانات کو نظر رکھ کر تیل میں بس سے ایجاد کیا ہوا ہے جس سے ہر لگانے سے بالوں کو تقویت دیتا ہے اور اعصاب عروق کو مضبوط کرتا ہے۔ درد سر۔ سر کا تھک۔ ہیست سے بالوں کا گرنا اور بدخوابی دور ہوجاتی ہے۔ بالوں کی جڑیں ترقی پزیر ہوجاتی ہیں۔ جلد ہر جگہ پر فٹہ میں دماغ کو طاقت دیتی ہے۔ مسامت میں سے اکثر شہ طوبت جلد ترقی پزیر ہوجاتی ہے جس سے بال سفید نہ ہوجاتے ہیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ (۱) (العیاذ باللہ)



پتھن کا۔ میجر کا خانہ آجیات لمیٹڈ پٹی بہاوالدین (پنجاب)

بیادگارِ عالیحضرت قبلہ عالم حیدر شاہ صاحبِ نورانِ مرقہ

صوفی

مدیر مسئول محمد الدین اعوان۔

ڈاکٹر کثرت پائی۔ ملک محمد اسلم خان ایم اے کیمبرج، بیٹریٹ

{ مقام اشاعت
پنڈی بہاؤ الدین
ضلع گجرات }



{ سالانہ قیمت
درجہ اول تین روپے
درجہ دوم دو روپے }

آہ! نواب صلابت جاہ بہادر!

قاریمین کرام کو اس اندوہناک خبر سے انتہائی رنج و قلق ہو گا کہ دو دمان آسغیر کے بزرگوشہ نواب صلابت جاہ بہادر جنھوں نے پیکرِ رحمت، المحضرت تاجدارِ دکن کے اخوت نواز سایہِ رافت میں تربیت پائی تھی، اھر جو ابھی عالمِ شباب کی جھلک منداہ تمناؤں سے معمور ابتدائی منازل طے کر رہے تھے چند روزہ علالت کی رحمت اٹھانے کے بعد بچہ لائے عالمِ جاودانی ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون :-

نیاز مند تیرہ صوفی کے شیعہ بنگ اسٹاف اور علمِ انیت اعلیٰ حضرت خضرِ دکن کے ساتھ اس و مددہ جانکاہ میں شریک ہو کر دستِ بدعا ہیں کہ خدائے قدوس مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور مرحوم کے جملہ متعلقین اور متوسلین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین :-

فہرست مضامین رسالہ صوفی

نمبر شمار	مضمون نگار	مضمون	نمبر شمار
۱	خاکسار	کام کی باتیں	۱
۲	اعلیٰ حضرت عالم مقام حضور نظام خلد اللہ ملکہ	نعتیہ کلام	۲
۳	جناب ابو محمد امام الدین صاحب مدیر ترجمان بنارس	قیامت نمازلزلہ	۳
۴	جناب ماسٹر باسط صاحب بسوا لی	زراہد شب بیدار	۴
۵	جناب منظور حسین صاحب ہائر انکادری	فردوس جذبات	۵
۶	پیر زاوہ احمد شاہ صاحب ندیم علوی	درس ترقی	۶
۷	جناب محمد رحمت نبی خاں صاحب رامپوری	ترکی کے شہر دل مجاہدین جری	۷
۸	حضرت جوش صاحب بیخ آبادی	فرضی پیہ اور بے عمل ملّا	۸
۹	جناب شرف الدین صاحب یکتا جوردھوری	فتح سندھ	۹
۱۰	ماخوذ	النجاة فی المسلم	۱۰
۱۱	جناب ابو محمد امام الدین صاحب رامگری	نیور	۱۱
۱۲	حضرت سید احمد حسین صاحب امجد میر آبادی	معراج المؤمنین	۱۲

روپیہ کا بہترین مصرف

روپیہ کا بہترین مصرف یہ ہے کہ محفوظ رہے۔ بنک کا سود چونکہ اکثر غفلت کے کرام نے اس طرح جائز کر دیا ہے کہ اس کو وصول کر کے کسی نیک کام پر لگایا جائے (لیکن اپنے بھائی بندوں سے سود نہ لیا جائے) اور جب ضرورت ہو روپیہ کو کام میں لایا جائے۔ فرانس اور بلجیم کے سرکاری یا میونسپل تسکات قرضہ خرید کر نہ صرف آپ اپنے روپیہ کو محفوظ ترین جگہ پر لگا دیں گے۔ بلکہ آپ کو ان پر سال میں کئی بار لاکھوں روپیہ تک کے انعامات ملنے کا موقع ملتا ہے گا۔ مفصل قواعد معنی انعامات اس پرچہ کے صفحہ نمبر ۴۲ لغایت ۵۰ پر ملاحظہ فرمائیے۔

یہ منجر آج حیات لمبی طبعی ہو الہ الدین پنجاب

بہارِ شباب

کتبہ دہلی کے شاہی مکتبہ کے سربراہ نے ان حکیم سلطان زمان حضرت شیخ الملک محمد جمال صاحب کے والد حکیم محمد جمال صاحب کی تصنیف ضعیاً الابصار کا ترجمہ ہے بازاری کتابت میں جو عام مصنف اور دھڑ دھڑ کی لائبریری میں جو بڑا کرنا لیتے اور کسی کو کو کا پائنت اور کسی کو بولی سینا کے نام سے ہر کے لوگوں کی جیبوں میں ڈال دیتے ہیں اس کتاب کے سامنے بیچ ہیں کیونکہ یہ ایک ہر فن و ہنر کی تصنیف ہے جس میں ان کے عجوبات اور طبی اصول سے تمام نشاط انگیز اور صحیح طریقے مواصلہ کے بیان کئے گئے ہیں جن پر عمل کرنا ہی صحت ہمیشہ درست اور دلخواہ اور مضبوطی اور ہمتی ہے مشوقہ اپنے عاشق اور بیوی اپنے خاوند کی پرستار اور کوانی بن جاتی ہے۔ متوفی اڈو یا کے لئے جو حکیم صاحب کے خاندان میں سینہ سپر ہوئے تھے وہ جسکی بدلتا جہنم صوفی دوا خانہ لکھنؤ میں ہوئی اور ویات فوخت کرتا ہے حکیم صاحب نے اس کتاب میں علوم الناس کا ذخیرہ کیلئے نہایت قیامی سے لکھول کر لکھیں ہیں قیامت ایک و سپر چار آنے ذیل میں کتاب کی فہرست مضامین ملاحظہ ہو

(۱) انسان کی مزاجوں کا تقبیر۔	(۲) عورت کے حصہ اندر مرد کے باہر	(۳) عورت کے اوقات۔	(۴) خواہجہ سرا کیوں کر پیدا ہوتے ہیں اور ان کی اقسام۔
(۵) جوانی کی حالت میں مباشرت۔	لکھنے میں کیا راہ ضرور ہے۔	(۶) مباشرت کے طریقے طبی اصول سے۔	(۷) ہندوستانی عورت کیوں جلدی نکاح کے قابل ہو جاتی ہے۔
(۸) علم طب کی علوم میں پر فضیلت۔	(۹) اولاد اور نسل نوک و بیک کا ہنگامہ۔	(۱۰) خاص الخاص بات۔	(۱۱) علم قیامہ اور مرد و عورت۔
(۱۲) کوکا بندت کے عورتوں کی چار قسمیں۔	جیہ توئی پش بگا کو پنا نہیں ہتی۔	(۱۳) عورت کے کی بچان۔	(۱۴) مساس کا اثر۔
(۱۵) کوکا بندت عیش پسندی کے طریقہ فعل سے۔	(۱۶) پش بگا کی لایال اور مٹی کی بدلائی۔	(۱۷) کن عورتوں سے تعلق رکھنا اڑتے۔	(۱۸) بکارت۔
(۱۹) واقعہ نہ تھا۔	(۲۰) طبی اور غیر طبی انتشار۔	(۲۱) حکمت درست ہے۔	(۲۲) حیض اور حمل۔
(۲۱) عین حال عورتوں کی صورت کے بغیر۔	(۲۲) لذت پیدا ہونے کے طبی اسباب۔	(۲۳) ایک نفس فعل سے کو پیدا ہوتا ہے۔	(۲۴) خولہوت بچے کس طرح پیدا ہوئے۔
(۲۳) دنیوی عقل اور غریب غریب نہیں ہوتی۔	(۲۴) لڑکا اور لڑکی کس طرح بنتے ہیں۔	(۲۵) شرم و حیا کا اثر۔	(۲۶) تندرست بچے کس طرح پیدا ہوئے۔
(۲۵) جانوس شیخ الہی اور دوسرے حکماء۔	(۲۶) لڑکا اور لڑکی کس طرح بنتے ہیں۔	(۲۷) مردانہ قوت پر اثر۔	(۲۸) ایک حمل سے کئی بچے۔
(۲۷) متقدمین کی تحقیقات عورتوں کے تعلق۔	(۲۸) بعض دفعہ ایک حمل سے دو بچے پیدا۔	(۲۹) جالیئوس بغیر اطوار و لاطا ہون کے۔	(۳۰) ایک خاص بات نا فہمی۔
(۲۹) فاشتہ عورتوں سے تعلق۔	(۳۰) پیدامونی کے طبی وجوہات۔	(۳۱) مباشرت کے شعلق نظر تیرے۔	(۳۱) ضعف باہ کے خاص نسخے۔
(۳۱) عورت اور مرد میں شہوت کی مناسبت۔	(۳۲) مختلف و باطلہ کیوں پیدا ہوتے ہیں۔	(۳۲) مٹی کی بدلائی اڑتے طب۔	(۳۲) مسکے داؤں کے نقصان۔
(۳۲) اختلاف مزاج کا مباشرت پر اثر۔	(۳۳) ویم کا اثر اور ولاد پر۔	(۳۳) سببہ و سببہ کی بدلائی پر اثر۔	(۳۳) ملزذادوبہ کے نسخے۔
(۳۳) مباشرت کے تھکر کی مناسبت ہے۔	(۳۴) بچے کی کل صورت پیش کی گئی لائٹ کا اثر۔	(۳۴) کیا بچہ کا ہر ایک عضو ماں باپ کے۔	(۳۴) آشک اور سوزا کس طرح پیدا ہوتے ہیں۔
(۳۴) عورت اور مرد و بھوک قوی۔	(۳۵) ماں بچہ کا پیدائش کی سکتی ہے۔	(۳۵) اعضا کے مشابہ ہوتا ہے۔	(۳۵) عین شہی کے شعلق طبی نصائح۔
(۳۵) اوپا بشرت۔	(۳۶) امیر الدین ناری کیوں خولہوت پیدا ہوئے۔	(۳۶) عورت میں مادہ تولید کے متعلق۔	
(۳۶) مباشرت پر لذت پیدا ہونے کا فلسفہ۔	(۳۷) عورتوں کے اوقات اور نقصان۔	(۳۷) اطباء کا اختلاف۔	

لئے کا پتہ: منیجر آب حیات لمبیدہ پسندی بہاؤ الدین نیچا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صُوفِی

کام کی باتیں

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ ————— ہم سب خدا کی امانت ہیں اور اُسی کے پاس جانا ہے۔
ایک شخص کا لڑکا فوت ہو گیا۔ وہ بڑے اضطراب میں گرنا رہتا تھا۔ بچ و معن سے اس کا حال بہت خراب تھا۔ اس کا ایک دوست اگر تعزیت کرنے لگا۔ چند منٹ کے بعد اُس نے یہ حکایت سُنانی۔ کہ ایک آدمی نے کسی کے پاس نہایت بیش قیمت جو اہرات امانت رکھے۔ کچھ عرصہ کے بعد امانت رکھنے والا جب جو اہرات واپس لینے آیا تو اُس نے رونا اور پلانا اور زور زور سے آہ و بکا کرنا شروع کیا۔ جس شخص کا لڑکا مر گیا تھا وہ کہنے لگا۔ کہ وہ آدمی مجھ بے وقوف تھا جو امانت کو واپس دیتے ہوئے رونے لگا۔ یہ سُن کر اس کا دوست بولا کہ آپ اپنی حالت کو دیکھیں کہ آپ کا لڑکا بھی اللہ تعالیٰ کی امانت تھا۔ اگر خدا نے اپنی امانت کو واپس لے لیا تو جتنی ذرخ کا کیا مقام ہے۔

کلوا وشرابوا حتی تبین لکم الخیط الا بیض من الخیط الاسود من النبی (البقرہ آیت ۱۸۶) سیاہ دھاری سے الگ ہو جاوے۔
یہ آیت سُن کر ایک جولا مانے کہا کہ صبح صادق ایک انتقامی بات ہے پانچ منٹ ادھر ہو گئے تو کیا اور ادھر ہو گئے تو کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تسلی یوں کی کہ رات کو اُسے خواب آیا کہ میں تانی پھیلا رہا ہوں مگر ایک طرف سے بیخ کے ساتھ بند بستے میں پانچ انگلی کافر کو رہ جاتا ہے اور میں چلا آ جاؤں گی یا تو بیخ کو ادھر کرو یا رستہ کو مٹا کرو ورنہ میری تانی بیکار ہو جاتی ہے۔ کوئی آدمی میری بیخ دیکھا رستہ نہ کر رہا ہے کیا ہوا صرف پانچ انگلی کافر کو ہے اس پر یہ بیخ نیکو سے جاگ اٹھا، نادم ہوا اور اس آیت کے معنی میں مجھے انشراح صدر ہو گیا اور میری تسلی ہو گئی۔

من جاء بالحسنة فله عشر مثا (انعام آیت ۱۶) جو کوئی نیکو کرتا ہے تو اس کے لئے دس نیکیاں ہوتی ہیں۔
کہتے ہیں کہ حضرت رابعہ بصریؒ کے مہین میں آدمی سمان آگئے اُس وقت صُوفیوں صرف دو روٹیاں دو آدمیوں کے کھانے کے واسطے

موجود تھیں۔ ہماروں کو بٹھا با تو دروازہ پر فقیر آگیا حضرت رابعہ بصری نے باندی سے کہا کہ دونوں روٹیاں اٹھا کر فقیر کو دیدو۔ اُس نے تعین حکم تو کر دی لیکن دل میں حیران تھی کہ یہ کیسی عقل کی کوری ہے کہ ہر بین ہمارا ہیں۔ کھانے کا کوئی سامان نہیں۔ او بیوی سخاوت کے لئے ہاتھ پر ڈال رہی ہیں۔ اگر وہ دور روٹیاں ہی ہماروں کے آگے رکھ دی جائیں تو تھوڑا تھوڑا کھڑا کھا کر ہی سب سورتھے۔ ہماروں کو بھی رابعہ بصری کا یہ فعل اچھا معلوم نہ ہوا۔ لیکن وہ اس کے فعل کی حکمت نہ سمجھ سکے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک امیر عورت کی خادمہ آٹھ روٹیاں لیکر آئی اور کہنے لگی کہ یہ فلاں امیر کے گھر سے آئی ہیں۔ رابعہ بصری نے فرمایا کہ لے جاؤ۔ یہ ہمارا حصہ نہیں تم غلطی سے یہاں لائی ہو۔ وہ کہنے لگی بیوی میں بھولی نہیں اور ٹھیک اسی گھڑ بچی گئی ہوں لیکن آپ نے اس بات کو نہ مانا اور اپنے قول پر اڑی رہیں۔ جب وہ ملازمہ روٹیاں لیکر اس امیر عورت کے پاس آئی تو اُس نے کہا کہ میں نے تجھے پاس کے مکان میں بھیجا تھا۔ تو نے اتنی دیکھ کیوں لگا دی۔ ابھی تو نے حضرت رابعہ بصری کے ہاں کھانا لیکر جانا ہے۔ وہ کہنے لگی میں وہیں سے آ رہی ہوں انہوں نے کھانا نہیں لیا۔ امیر عورت نے کہا کہ وہ بیٹل روٹیاں جو بڑے پشت میں پڑی ہیں وہ اُن کا حصہ ہے جا فوراً لے جا۔ چنانچہ جب وہ بیٹل روٹیاں لائی تو حضرت رابعہ بصری نے اپنی باندی سے کہا کہ یہ روٹیاں اٹھ کر لے لے یہاں راجستہ ہے۔ ہماروں نے انرا تعجب دیکھا کہ کیا ہم آپ کے اس نکتہ کو سمجھ نہیں سکے۔ آپ نے فرمایا جس وقت تم لوگوں نے میرے ہاں قدم رکھا تو صرف دو روٹیاں موجود تھیں۔ اُس وقت میں قرآن مجید کی تلاوت کر رہی تھی اور اس آیت پر تھی میں جاء بلحسنة فله لحسنه مثله میں نے کہا کہ آج اپنے مولائے سودا کر لیں، اسنے میں فقیر نے دروازہ پر صدای وہ روٹیاں میں نے اُس کو دلا دیں۔ جب وہ عورت آپ کے سامنے آٹھ روٹیاں لائی تو میں نے دل میں سوچا کہ یہ میرا حصہ نہیں ہو سکتیں۔ مجھے ڈکی بجائے بینٹ بلتی چاہئیں۔ میں نے تو اپنے مولائے سودا کیا ہے وہ ہرگز بھولنے والا نہیں۔ یہ کثیر جو آٹھ روٹیاں لائی ہے ضروری بھولی ہوگی۔ چنانچہ آپ نے دیکھ لیا میرا خیال سچ نکلا۔ یہ بات واقعی درست ہے، قصہ کہانی نہیں لیکن اے غافل انسان خدا کا بھی امتحان نہ کرو۔ اُس کو تمہارے امتحانوں کی کیا پروا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تہیں کسی امتحان میں ڈال دے۔ خدا کے فرمودہ کا علم عام کھیتی باڑی سے کرلو۔ تم بیچ زمین میں ڈالتے ہو کیونکہ اُس کو کھلتے ہیں۔ پھر پرند اُس کو چمکتے ہیں۔ اور ہزاروں بایں اُس پر پڑتی ہیں پھر بھی اُس دانہ نہ صدقہ دگنے نہ جاتے ہیں۔ دیکھو خدا کی راہ میں جو بیچ ڈالا جائیگا وہ اس سے بھی زیادہ پھل لائیکا۔

وَاللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَدْنٰی اللّٰہ کا۔ غصہ نہ کر۔ رحیم اہ
اللہ کی حفاظت مانگو (استغفار بمعنی حفاظت) بیشک اللہ حفاظت کریگا
(سورہ الشارح آیت ۱۷)

اللہ تعالیٰ فرمایا ہے کہ مشکلات مصائب اور تکالیف میں استغفار پڑھو (یعنی میری حفاظت مانگو جس نے ایک گھڑی بھر کے لئے بھی اپنے تئیں اللہ کی مدد سے مستغنی سمجھا وہ ہلاک ہو گیا۔ اور وہ جس نے بڑی سے بڑی مصیبت اور مشکل میں استغفار کیا یعنی اللہ کی حفاظت طلب کی وہ بچ گیا۔

ابھی کل کا واقعہ ہے دیکھو اخبار انقلاب مورخہ ۱۵ فروری صفحہ ۷ کا نمبر ۱۷ شمالی ہمارے مصیبت زدگان کے زبردست زلزلہ کا عنوان کہ مسلمانوں کے بہت مشہور لیڈر بلقیس شہر مظفر پور کے رئیس مولانا شفیع داؤدی ممبر مجلس اہل حق قرآن حکیم کے اعلیٰ عبادت ال بال گئے تھے۔ آپ کا بیان ہے کہ ۱۵ جنوری کو دو بجے میں اپنے مکان کی بالائی منزل میں اپنے خیال و اطفال میں بیٹھا ہوا قرآن کریم کی بعض آیات کی تفسیر سناتا تھا کہ میں نے اپنا جانک زلزلہ محسوس کیا۔ میں خوف زدہ ہو گیا۔ لیکن معاً خیال آیا کہ اگر ہم سب نیچے جائیں تو کم سے کم دو تین منٹ صرف ہو جائیں گے۔ اور اس سے پہلے ہلاکت یقینی ہے۔ اس لئے میں نے اپنے عزیزوں کو کہا اور خود بھی اُن کے ساتھ درگاہ رب العالمین میں سر بہ سجود ہو گیا۔ استغفار پڑھا حفظ و امان اور رحم و غوثی اپنے مولائے انتجا کی۔ جب سر سجدہ سے اٹھایا تو میرے گداز منظر ہمارے آنکھوں کے سامنے تھا شہر میں کئی عمارت

نہیں بچی۔ لیکن ان کامکان اور اس کے مکین یعنی خود مولانا اور ان کے عزیز جو مال موجود تھے منجھر، منا طور سے بچ گئے۔

ولا تاكلوا اموالکم بینکم بالباطل

(سورہ بقرہ آیت ۱۸۸)

اور اپنے مال باہم ناجائز طور پر نہ کھاؤ کیونکہ ہم مالوں میں امانت پر پوری طرح عمل کرتے ہوں اور بہتر سے بہتر فائدہ دیتے ہیں اور آخرت میں ان لوگوں کے لئے پوری کامیابی ہے۔

کتے ہیں کہ شہزادہ محمد الغلق کا مقرب ایک غم گانگو برہمن تھا جس کا نور حسن تھا۔ نہایت سنگدست ہوئیے ایک دن اُس نے اپنے آقا سے اپنی خلافت کی شکایت کی۔ برہمن نے اُس کی درد بھری کہانی سُن کر اُس کی حالت زار پر ترس کھایا اور اُس کو دو بیل خرید دیے اور کچھ اراضی کاشت کی غرض سے اس کے حوالہ کیا کہ وہ اپنا پیٹا لے کر اپنے حق کا بل اتفاق سے زمین میں ایک گندہ اُس نے کھودا تو بل کا پھل ایک زنجیر میں اٹکا ہوا تھا۔ زنجیر ایک بڑی دیگ کو قفالور کے لئے بندھی ہوئی تھی جس نے دیگ سے اشرقیان نکالیں اور گانگو برہمن کے پاس رات کے وقت لے گیا۔ اور حقیقت حال اُس سے بیان کی۔ برہمن نے اسکی دیانت اور امانت کی داد دی اور اس کا ذکر شہزادہ سے کیا۔ شہزادے نے یہ خبر اپنے باپ کو سُنا۔ بادشاہ حسن کی دیانتداری سے ایسا خوش ہوا کہ اس کو امیران صدر میں داخل کر لیا۔ ایک دن برہمن نے حسن کا زنا چُڑ دیکھا اور اُس سے کہا کہ تو ایک دن بادشاہ ہو جائیگا لیکن وعدہ کر کہ جب تو بادشاہ بن جائے تو میرا نام بھی اپنے نام کے ساتھ شامل رکھے گا۔ تاکہ ہندوستان کی تاریخ میں میرا نام بھی بطور یادگار باقی رہے۔ ان غرض غیاث الدین کے بعد دکن کا تاج حکومت اس کی دیانت و امانت کے انعام میں اللہ تعالیٰ نے اُس کو عطا فرمایا اور حسن سلطان محمد شاہ گانگو برہمن کے نام سے سر پر آرائے سلطنت ہوا اور گجرات کو اپنا صدر مقام بنایا۔

۲۰ فروری ۱۹۳۲ء کے روزنامہ ”انقلاب“ کے پبلصفریہ خبر درج ہے کہ

”ابنا لہ شہر کے لوگوں کی توجہ کو تین دن سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے ایک عجیب و غریب نشان نے اپنی جانب مبذول کر رکھا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایک کھار نے کچھ بچے برتن دھوپ میں ڈال رکھے تھے۔ ان میں اتفاق سے ایک چڑیا گھس گئی۔ کھار نے وہ برتن اٹھا کر اپنی بھٹی میں بٹن کر حسب معمول آگ جلادی۔ جو دیویم تک جلتی رہی۔ جب کھار نے اپنے برتن بھٹی میں سے باہر نکالے۔ تو ایک آب خورہ میں ایک چڑیا صحیح سالم بیٹھی تھی۔ حالانکہ وہ آب خورہ پک کر نہ صرف لال بلکہ سیاہ ہو چکا تھا۔“

اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ ایک منجھرہ ہے۔ اور حضرت خلیل اللہ کے واقعہ کو زمانے والوں کے واسطے ایک عبرت ہے۔ سینکڑوں آدمی اس چڑیا کو دیکھتے آ رہے ہیں“

بالکل اسی طرح کا ایک واقعہ ہمارے شہر منڈی بہاؤ الدین میں چار یا پنج سال ہوئے وقوع پذیر ہوا۔ سری سنگھ نامی پتھر جلا کر جو نہ تیار کرتا تھا۔ کئی سو من لکڑی جل کر جب وہ بھیٹھی ٹھنڈی ہو گئی تو ایک طرف تکیا دیکھتے ہیں کہ قریب سا ٹھن من پتھر کا چونہ نہیں بنا۔ اور وہاں آگ نہیں پہنچی۔ حالانکہ ادھر بھی لکڑی بکثرت جلاتی گئی۔ پتھر پھٹا کر دیکھا گیا کہ ایک بلی نے بچے دیئے ہوئے ہیں اور وہ معہ اپنے بچوں کے اس جلتی آگ سے صحیح و سالم بچ نکلی ہے۔

تاریخ اسلام جلد نمونہ مختلف لکڑیاں بادی شائع ہو گئی ہے قید جلد اول للہ رب العزت و رب العزت و رب العزت جلد دوم تین روپے
پلیہ کا پتہ: منیجر صوفی بکٹ پو پٹنڈی بہاؤ الدین پنجاب

کلام فصاحت الیتیم اعلیٰ خضر سلطان العلوم شاہ کن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

غزل

خوشی دل میں میسے جو آنے لگی تو اُمید بھی مَنہ دکھانے لگی
پتنگوں پاتل ہوئی شمع بزم جلے دل سے پھر لَو لگانے لگی
مچلنے لگی پھر نکلنے کو آہ وہ زانو سے سینہ دبانے لگی
غضب ڈانے کی آگے چل کر وہ تیغ ابھی سے لہو میں نہانے لگی
جو نرگس نے دیکھی تری چشم مست حیا کر کے مَنہ کو چھپانے لگی
یہ تہید ہے خونِ عشاق کی حنا رنگ اپنا جمانے لگی

جو ہو جاؤں عثمانِ مدینے میں خاک

تو سمجھوں کہ مٹی ٹھکانے لگی



قیامت نمازل

از جناب ابو محمد امام الدین صاحب مدیر ترجمان بنارس

۱۵ جنوری ۱۹۳۷ء کو سودھ کے دن کے وقت ہندوستان میں جو ہمہ گیر زلزلہ آیا اُس نے قیامت کا نمونہ دکھایا، اور صوبہ بہار پر تو گویا واقعی قیامت گذر گئی۔

قیامت اُس وقت واقع ہوگی جب دنیا فسق و فحشاء اور شر و فساد سے بھر جائیگی اور اُس قسم کے ہولناک اور تباہ کن حوادث بھی اُسی وقت وقوع پذیر ہوتے ہیں جب معصیت و نافرمانی حد سے تجاوز کر جاتی ہے۔ قرآن پاک میں ہے:-

وما اصحابکم من مصیبتہ فیما کسبتہ ایدیکم
ولیعقوا عن کثیرہ وما انکم بمعجز بن فی الامر ض
وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر ۵
(پ ۲۵ - س الشوری)

سنن الیہیں سے ایک سنت ہے کہ حد معصیت تک انسان کی شرارت و سرکشی سے درگزر کیا جاتی ہے اور اس کو نابت و استغفار کا موقع دیا جاتا ہے، لیکن جب اس کی معصیت و نافرمانی حد سے تجاوز کر جاتی ہے اور وہ غفلت و بے پروائی کو اپنا شعار بنا لیتا ہے تو پھر اُس پر اللہ تعالیٰ کا غضب و غصہ نازل ہوتا ہے۔ اور جب اس کا غضب و غصہ نازل ہو جاتا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے نہیں رک نہیں سکتی۔

گذشتہ قوموں پر خدا کے بھیڑے عذاب و عتاب نازل ہوئے، قرآن پاک میں بار بار کھول کر ان کے واقعات بیان کئے گئے ہیں اور اعمال بد کے نتائج سے آگاہ کیا گیا ہے لیکن افسوس کہ نادان انسان اپنی شرارت و سرکشی اور غفلت و بے پروائی سے باز نہیں آتا اور اپنے کو قہر الہی کا مستوجب بنا لیتا ہے، پھر سنت جاریہ کے مطابق ایک جمعہ عین کے بعد خدا کا عتاب نازل ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم میں جہاں نافرمان اور سرکش قوموں کے واقعات بیان فرمائے گئے ہیں وہاں سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا واقعہ ذکر فرمایا گیا ہے، حضرت نوح علیہ السلام زمانہ دراز تک اپنی قوم کو سمجھانے اور توحید کی دعوت دیتے رہے، لیکن آپ کی قوم راہ راست پر نہ آئی۔ اور برابر کفر و شرک اور معصیت و نافرمانی پر لڑی رہی۔ آخر عاجز آ کر حضرت نوح علیہ السلام نے دعا کی کہ قرآن پاک میں ہے:-

خذ عاصیہ انی مغلوب فانتصر ۵
ففتحنا الالباب السملہ
بما صنہم و یغیر ذالک امرئ عیوننا فالتمس فی الماء علی امر
قد قدس و حملنہ علی ذات الواجۃ و سر تجوی باعیننا
جوزاء لمن کذب کفر و لقد توکلنہا ایۃ فخل من مدس
فکیف کانت علی و ذنم ۵

(پ ۲۷ - س القمر)

لوگوں کو اپنے زور و قوت پر اور حق پر ایمان پر بڑا ناز تھا، اسی کے بھڑے پر وہ حضرت نوح کی توہین و دل آزاری کرتے رہتے تھے اور طرح طرح کی تکلیفیں دیا کرتے تھے کہ عذاب الہی کے سامنے ان کی ایک بھی نہ چل سکی، وہ تباہ ہو گئے، صرف ان کی داستانِ عبرت باقی رہ گئی۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی تباہی کا کبیرا اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کو اپنے انعام و اکرام سے نوازا۔ قوت و توانائی عطا فرمائی، عاد بیٹے

قدو قامت کے لئے تھے۔ لیکن انہوں نے بھی کفر و معصیت کی راہ اختیار کی۔ حضرت ہود علیہ السلام ان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے بھیجے گئے، حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا :-

وَذَكِّرْهُمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ وَإِذْ جَعَلْنَا خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَوْفَيْنَاهُم بَعْدَ ذَلِكَ أَنْبَاءَ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ (پ ۱۰-۱۱)

افسوس کہ قوم عاد پر حضرت ہود علیہ السلام کی یہ نصیحت و ہدایت انا اس سلسلہ علیہم سر بجا صریح فی قوم خاص ستم تر از الناس کا نہم اعجاز نخل منقعر ۵ (پ ۲۴-۲۵) س القری عادی کے بعد خود کا ذکر کرتا ہے، اس قوم کو بھی اللہ تعالیٰ نے خوب سزا سزا کیا۔ لیکن اس نے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و انعام کا شکر ادا نہ کیا۔ اس کے سامنے قوم نوح اور قوم ہود کی مثالیں موجود تھیں۔ مگر اس نے ان مثالوں سے سبق نہ لیا اور اس نے بھی یہی تباہ کن روش اختیار کی جس پر قبل کر اس سے قبل دونوں قومیں تباہ ہو۔ یاد ہو چکی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود کی ہدایت کے لئے حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا تھا۔ خدا کے اس مقدس بندے نے خود کو نصیحت بھی فرمائی :-

وَإِذْ جَعَلْنَا خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ ذُرِّيَّتَهُمْ ۝ وَإِذْ جَعَلْنَا الْإِسْرَافَ نَحْلًا ۝ وَإِذْ جَعَلْنَا الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ آلًا ۝ (پ ۸-۱۰)

اور تم اس کو یاد کرو کہ عادی کے بعد خدا نے تم کو اس کا جانشین بنایا اور تمہیں زمین پر ٹھکانا دیا۔ تم نرم زمین پر محل اور پہاڑوں کو تراش کر مکان بناتے ہو۔ لہذا تم خدا کی ان نعمتوں کو یاد کرو اور زمین پر فساد پھیلانے نہ پھرو۔

حضرت صالح علیہ السلام کی تمام تعلیق و ہدایت نے نتیجہ ثابت ہوئی۔ قوم کس طرح راہ راست پر نہ آئی، آخر اس پر بھی خدا کا غضب آگیا۔ وَاخِذْ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّبْرَ ۝ فَاصْبِرْ ۝ دِيارِهم جاثیہ ۵ کان لم یغفوا فیہا - الا ان تورد الكفر واسرہم الا بعد القعود ۵ (پ ۱۳-۱۴) س ہود اتنی بڑی ترقی یافتہ قوم، لیکن ایک جتنی سے تباہ و برباد ہو گئی، اس کے قصور و ایوان، محل و قلعے کچھ کام نہ آئے اور ایسی طیما میٹ ہوئی کہ گویا اس کا وجود ہی نہ تھا۔

یہی حال لوط علیہ السلام کی قوم کا ہوا۔ ان بد بختوں نے مردوں کو اپنی خواہش نفسانی کی تکمیل کا ذریعہ بنالیا تھا۔ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا :-

اتاتون الفاحشة ما سبقكم بها من احد من العالین انکم لتاتون الرجال شهوة من دون النساء بل انکم قوم مسرفون ۵ (پ ۸-۱۰) س الاعراف ان بد نصیبوں نے حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت قبول نہ کی اور آپس میں مشورہ کیا کہ لوط اور ان کے ماننے والوں کو شہر سے نکال دو یہ لوگ بہت پاکیزہ بننے ہیں۔

بالآخر ان لوگوں کو بھی شرارت و سرکشی کا وبال بھگتنا پڑا، ان پر بھی قہر آگیا، حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی بھی کافرو تھی، وہ بھی کافروں کے ساتھ تبتلائے عذاب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

فاجنبوا ذلک واولہ الامرتہ کانت من الغابریں ۵ وامطرنا علیہم فاضطر کف کان عاقبت المجرمین ۵ (پ ۸-۱۰) س الاعراف ہم نے لوط اور ان کے متعلقین کو پکڑ لیا، الا انکی بیوی کو (جو اپنے کفر کے باعث) اہل عذاب ہی میں رہی اور ہم نے ان پر پھر رو کی) سخت بارش کی، پس، دیکھ کہ جو مجرموں کا کیسا انجام ہوا۔

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے بعد اہل مین تھے جنہوں نے اپنی بداعتقادوں اور بدکاروں سے اپنے کو خدا کے قہر و غضب کا مستوجب بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو مبعوث فرما کر انہیں ہدایت کرائی مگر انہوں نے ہدایت قبول نہ کی۔ قرآن مجید میں مفسرین تفسیر مہجودہ نے حضرت شعیب علیہ السلام نے نہایت جلدی سے فرمایا۔ میری قوم کے لوگو! ایک خدا کی پرستش کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اور ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تمہاری کاروباری اور مالی حالت بہت اچھی ہے۔ میں تمہاری اس بداعتقادی و بددیانتی سے ڈر رہا ہوں کہ تم پر ایک روز خدا کا زبردست عذاب نازل جائے۔ اسے میرے اہل قوم! میں نہیں پھیری کہتا ہوں کہ ناپ اور تول کو درست کرو اور چیزوں کے لین دین میں گڑبڑ نہ کیا کرو اور مفسدین کو شر و فساد کا گھر نہ بناؤ، حلال طور پر خدا تمہیں جو کچھ دے وہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تمہیں خدا پر یقین ہو، اور نہیں تو میں تمہارا کچھ نگران تو ہوں نہیں۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے اس حجت و دلوسوی سے نصیحت فرمائی۔ لیکن قوم نے اس کا جواب یہ دیا۔ شعیب! تمہارا خود سنا تقدس تم سے یہ کہلا رہا ہے کہ جس کے ہمارے آبا و اجداد پرستش کرتے تھے ہم اسے چھوڑ دیں اور اپنے مالوں میں حسب فساد تصرف نہ کریں؟

آہ! آپ تو بڑے عقلمند اور دیندار معلوم ہوتے ہیں۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا۔ آپ تم چاہے جو کہو، مگر جب میں خدا کی طرف سے ہدایت پر مامور کیا گیا ہوں اور خدا نے مجھے منصب نبوت سے سرفراز فرمایا ہے تو یہ فرض ہے کہ میں ہدایت کروں۔ میں جو کچھ کہتا ہوں اس سے تمہاری ہدایت کے سوا میری کوئی غرض نہیں۔ میں یہ تو چاہتا ہوں کہ تمہارے کاروبار پر خود قبضہ کر لوں۔ بہر حال میں اپنی استطاعت کے مطابق تمہیں سچا و ننگا میں جو کچھ کر رہا ہوں، اسی پر میرا توکل ہے اور وہی میرا مرجع ہے، اور میری قوم کے لوگو! میرے ساتھ تمہاری عدالت تمہارے لئے اسی قسم کا عذاب تین جاتے جو قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر آیا تھا، اور دیکھو، قوم لوط تو تم سے کچھ دور بھی نہیں، اس کا انجام تو تمہیں بخوبی معلوم ہے، اس لئے تم اپنے پروردگار سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرو اور اس کی جانب متوجہ ہو جاؤ، وہ نہایت ہرمان اور محبتی ہے۔

حضرت شعیب کی قوم نے جواب دیا۔ شعیب! تمہاری بہت سی باتیں تو ہماری سمجھ ہی میں نہیں آتی، اور ہم دیکھ رہے ہیں تم ہم میں بالکل کمزور ہو۔ اگر ہمیں تمہارے خاندان کا لحاظ نہ ہوتا تو ہم تمہیں سنگسار کر دیتے اور تم ہمارا کچھ نہ بنا سکتے۔

حضرت شعیب نے فرمایا۔ لوگو! کیا تمہارے نزدیک خدا سے میرے خاندان کی عزت زیادہ ہے جو تم نے خدا کے لحاظ کو پس پشت ڈال دیا؟ خیر جو کچھ تم کہتے ہو خدا خوب دیکھ رہا ہے۔ جو کچھ تم کہتے ہو یا میں جگر پر کرو اور میں جو کچھ کر رہا ہوں اپنی جگہ کر رہا ہوں۔ آپ تم کو جلد ہی معلوم ہو جائیگا کہ کس پر خدا کا عذاب نازل ہوا ہے اور کون جھوٹا ہے۔

جیسا کہ حضرت شعیب نے فرمایا تھا آپ کی نافرمان قوم پر خدا کا عذاب نازل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

ولما جاء امرنا بنجدنا شعیبا والذین امنوا معه
برحمۃ منا واخذت الذین ظلموا الصیغۃ فاصبحوا
فی دیار ہم جا تخمین کان لہم یتواشیہا الا بعد
المدین کہا بعدت ثمود۔ (پ ۱۲-س ہود)

فرعون اور اس کی تباہی کا واقعہ مشہور ہے۔ ان واقعات کو بیان فرما کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

یٰۤاٰن عاقرۃ ذرۃ البستیوں کے حالات جن کو ہم آج سے بیان کرتے ہیں، ان میں سے بعض باتیں باقی ہیں اور بعض بالکل ختم ہو گئیں، ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا، بلکہ انہیں نے اپنے اور ظلم کیا۔ پھر جب آپ کے خدا کا عذاب آپ پہنچا تو خدا کو چھوڑ کر وہ جن کو کھانا کر کرتے تھے انہوں نے ان کو کچھ کھانا نہیں کی، بلکہ ان کو اور زیادہ نقصان پہنچایا۔

ذٰلک من انباء القرۃی لقصۃ علیک منہا قاہرۃ حصید
وما ظلمنہم وکن ظلموا انفسہم فباغضناہم
الہتہم الّٰہی ین عون من دون اللّٰہ معی شئ
لہما جاء امرہم بک وما امرہم غیر تنذیر۔
(پ ۱۲-س ہود)

ان سچے واقعات اور رہائی تصریحات کے باوجود انسان متنبہ نہیں ہوتا۔ وہی فسق و فجور، وہی سرکشی و نافرمانی، وہی ضد و ککار، وہی نفرت و شرک، وہی دولت و حکومت پر غرور و وہی عقل و حکمت نہ ناز، وہی ہذا دنیا میں سے تخر و استہزا، وہی اتحاد و بے حدی، بے سبب یا بیانیہ نفیس تو انجاء بھی وہی ہونا تھا۔ چنانچہ ۱۹۳۲ء کو جو زلزلہ آیا اس نے ان تمام گزشتہ واقعات کو عملی صورت میں پیش نظر کر دیا۔ صوبہ بہار میں جاؤ، مظفر پور، مونگیر، دربنگہ، موتہاری، سینا مڑھی وغیرہ کو دیکھو، جو لوگ زندہ بچ گئے ہوں ان کے حالات و مشاہدات سنو، اور عبرت کے آنسو روؤ، رُوح لرز جائیگی، جگر پاش پاش ہو جائیگا انھیں لہو پر سائے لگیں گی۔ آج اخبار کا نام اندہ مونگیر کے شہم وید حالات میں لکھا ہے :-

”کوئی ڈیڑھ دو سو سال تک رنٹہ رنٹہ کسی خصل کے بغیر تجارت و کاروبار وغیرہ میں ترقی کرتا جلنے والا شہر پانچ ہنٹ کے اندر اپنے بارہ ہزار افراد اور کروڑوں کی دولت و ثروت کو کھوکھروستان بن گیا۔ (کاٹی لہو دینا اچھا)

لوگ معمول کے مطابق اپنے مشاغل میں مصروف تھے کہ دو بج کر سولہ منٹ پر معمولی طور پر زلزلہ محسوس ہوا اور ساقھ ہی بڑے زور سے گونگڑا ہٹ کی آواز آئی، پھر ایک منٹ کے بعد ایک سخت جھٹکا لگا اور زور سے زمین حرکت کرنے لگی، اور لگے عمارتیں زخموں کی تلووں کی طرح جھوٹے اور زمین پر گر گئیں، یہ حالت دو منٹ تک رہی اور اتنے ہی میں سب کچھ ہو گیا۔ اس قلیل عرصے میں لوگ مکان سے نکل سکے، نہ مکان اور نہ کسٹ بھاگ سکے۔ چھوٹے بڑے، عورت مرد، بچے بوڑھے، بیل، گھوڑے، کتے، پالتو پرندے، جو جہاں تھے وہیں رہ گئے، اور تمام عمارتیں گر کر ڈھیر ہو گئیں، توپ خانہ بازار سے پرانی گچ تک اور یورپ سرائے چوک کورٹ تک نیز مادھوپور سے مغل بازار تک جہاں بڑی بڑی عمارتیں اور کھنی آبادیاں تھیں، اینٹ تھھر کا پہاڑ بن گئیں۔

توپ خانے سے بڑے بازار اور یورپ سرائے چوک سے قلعہ تک کا یہ حصہ تقریباً دو میل مربع اور مادھوپور سے مغل بازار تک کوئی ایک میل مربع ہوگا، ان دونوں مقامات کی آبادی ۲۶ ہزار کے قریب تھی۔ اس کے علاوہ شہر سے چار میل تک کی آبادیاں تباہ و برباد ہو چکی ہیں، گھر کا گھر، دکان کی دکان، ادارے کا ادارہ آدمیوں سے خالی ہو چکا ہے، ملک کے دوسرے حصوں میں لگے ہوئے سرمایوں کا دیکھنے والا کوئی نہیں، کتنے خاندانوں میں صرف ایک ایک آدمی باقی رہ گئے ہیں، کسی خاندان میں ایک عورت بچ گئی ہے تو کسی خاندان میں عورتوں بچوں کا بالکل خاتمہ ہو گیا ہے، صرف ایک مرد باقی ہے، کسی خاندان میں ایک بچہ زندہ بچا ہے تو کسی میں ایک بوڑھا، ایسے بکثرت خاندان ہیں جو اپنے بھرے بڑے گھر کی تباہی پر زندگی بھر رینے کیلئے باقی رہ گئے ہیں۔

فیل کی سطر میں پڑھو اور عبرت حاصل کرو :-

جس وقت رضا کا تباہ شاہ مکانوں کے ٹیلوں پر گشت کرتے تھے آواز آئی تھی کہ ”زندہ ہوں لکالو“ رضا کا ران مقاموں کو صاف کر کے لوگوں کو نکالے تھے۔ کچھ مقامات سے آواز سنائی دیتی تھی لیکن آدمی کا پتہ نہ چلتا تھا، ایک دو روز کے بعد آواز بند ہو گئی تھی تو خیال کیا جاتا تھا کہ بیکار رہنے والا مر گیا، کچھ لوگ یوں بھی نہیں کھوتے ہوئے زندہ رکھ لائے تھے، اس طرح چار روز تک دو درجن آدمی زندہ نکلے۔

فیل کے واقعات پڑھو دل خون بن کر آنکھوں سے جہانے کے لئے بقدر ارہو جائیگا :-

ایک مکان میں ایک مری ہوئی عورت ملی، وہ اپنی دونوں ٹیلوں میں دو بچوں کو چپکاے ہوئے تھی، ایک عورت پرٹ کے پل پڑی ہوئی ملی اور اس کے نیچے ایک بچہ تھا، چوک میں ڈیونٹیل سکولوں میں مدرسین اور طلباء مرے ہوئے ملے، ایک سکول میں طلباء اور مدرسین اپنی اپنی جگہ پر مرے پڑے تھے، دوسرے میں صرف طلباء تھے، تقریباً بیس بیس لڑکے دونوں میں تھے۔ ایک اسلامی مکتب تھا وہاں سب لڑکے اپنی اپنی کتابوں پر ٹنڈ کے بل مرے پڑے تھے اور مولوی صاحب کی بھی یہی حالت تھی۔ ایک غور زندہ بچا نکلا، بچے کو دوسرے کے پیچھے کر کے مر گئی۔

یہاں کتنے مکان ایسے ہیں جنہیں اپنا کئے والا کوئی نہیں، کتنے کھنڈروں کو حالی خاندان عورتیں صاف کرانی نظر آتی ہیں، یہاں کے مناظر کو دیکھ کر سنگدل سے سنگدل انسان کا دل بھی پانی ہو جاتا ہے اور ضابطے سے ضابطہ آدمی جا اختیار انکسوں کی باش کرنے لگتا ہے۔“

ایک طرف تو قدرت نے اپنی قوت کا ہر کامیاب مظاہر ہو گیا کہ انسان اس کے تصور سے لرزہ بر اندام ہو جاتا ہے اور دوسری جانب اپنی رافت و ربوبیت کے وہ کرتے دکھائے کہ انسان کی عقل حیران رہ جاتی ہے۔ ”آج“ کا نامزدہ لکھتا ہے:-

”دھرم نارائن یا یونیزان کے خاندان کے تمام آدمی مر گئے مگر ان کا چھ سال کا چیمہ عجیب طریقے سے بچ گیا۔ جس وقت وہ اپنے عظیم اشراف مکان کے ایک کمرے میں تھا زلزلے کے باعث اس کے سامنے برائے کی دیوار اوپڑے گری، وہ کمرے سے نکل کر گری ہوئی جگہ پر چلا گیا، اسنے میں وہ کمرہ گریٹا، پھر وہ جگہ پر چلا گیا، اسنے میں مکان کی دوسری دیوار اس جگہ پر گری جہاں کمرے بھاگ کر گیا تھا، اس کے بعد وہ پھر بھاگ کر وہیں چلا گیا اور کمرے کے ڈھیر پر مکان کی دوسری دیوار گری۔ اس طرح گویا موت بچنے کا چیمہ کرتی رہی، اور وہ موت کو ٹھیک سمجھ کر یہاں سے وہاں بھاگتا پھرتا رہا۔“

اسی طرح ایک ڈھیر کے نیچے سے ایک بوڑھا نکلی گئی، لوگوں نے اُسے ہسپتال بھیجا جہاں مگر اُس نے پانی مانگا اور پانی پی کر اچھی خاصی چلی گئی۔ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ۔

موتیاری منظر پویدہ عرو میں زلزلے طوفان لوح کا نقشہ پیش کر دیا۔ زمین جا بجا سے شق ہو گئی اور پانی کے چشمے پھوٹے۔ ایک نامزدہ لکھتا ہے:-

”موتیاری میں سڑکوں میں جو درازیں پڑ گئی ہیں وہ تین تین فٹ تک چوڑی ہیں، ایک فٹ سے تو کم چوڑی کوئی نہیں ہے، بعض بعض جگہ سڑکوں پر ایسی متعدد درازیں پڑ گئی ہیں جن سے سڑک کی دو چٹیاں اُڑ گئی ہیں، ان سڑکوں سے پانی نکلنے کے باعث زیادہ نقصان ہوا ہے، سڑکیں اور مکانوں کے فرش زیت سے پٹ گئے۔“

ایک اور نامزدہ لکھتا ہے:-

”پورا ضلع پانچ فٹ پانی کے اندر چلا گیا ہے، پٹنے سے جو ہوائی جہاز روانہ کیا گیا تھا وہ تمام پانی پانی ہوئی کی وجہ سے نیچے نہ اُتر سکا۔“

یہی حال منظر پور کا ہوا۔ ایک اور نامزدہ لکھتا ہے:-

”وہاں گندھک اور پانی کے چشمے پھوٹ پڑے ہیں، کتنی سڑکیں ندیاں بن گئیں۔“

بنارس کے مشہور لیڈر شری پرکاش صاحب نے لکھا ہے:-

”ہولناک تباہی کے مناظر دیکھ کر میرے اوسان جلنے لگے ہیں معلوم ہوتا ہے جیسے شہر پر گولہ باری ہوئی ہے تمام مکانات اور بنا زار برباد ہو گئے ہیں۔ لوگوں کی مصیبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ان کی آنکھوں میں آنسو بھی خشک ہو گئے ہیں۔“

پٹنے میں بھی جا بجا زمین شق ہو گئی ہے اور اس سے کالے رنگ کا پانی، کچھ اور ریت نکلی، عداالت گنج اور مایکوارٹ کے درمیان اتنا کچھ پانی نکلا کہ ایک خشک تالاب بھر گیا۔

سیتا موصی اور منظر پور کے درمیان کی سڑک جا بجا چھ فٹ سے آٹھ فٹ تک غرق گئی ہے اور پورا سب ڈویژن ریت کا سمندر بن گیا ہے، پٹنے کے پانی کا مسئلہ سب سے زیادہ اہم ہو رہا ہے۔

درہنہ گدگد کچی زلزلے سے بہت نقصان پہنچا، کئی محلے بالکل تباہ ہو گئے۔ جہا رام اور گورنمنٹ کی متعدد عمارتیں منہدم ہو گئیں، ایک ہسپتال گریٹا جس میں دہاکہ ۲۵ مریض مر گئے، درہنہ میں بھی پانی کا عذاب آیا۔ ایک نامزدہ لکھتا ہے:-

”زلزلے سے جا بجا زمین بھٹ گئی اور پانی نکل آ جا جس سے شہر میں سیلاب ہو گیا۔ یہ سیلاب جو عیس تھکے ٹھکے قحط مر رہا۔“

ایک یورپین خاتون نے اپنے گریڈ پیش اور اپنی حالت کا اس طرح نقشہ کھینچا ہے:-

”ہم لوگ بہت تکلیف دہ زندگی بسر کر رہے ہیں، ہم لوگوں کے پاس نہ سگریٹ ہے نہ پیڑول، نہ مٹی کا تیل نہ جائے گا سامان، نہ شراب، نہ اچھا پانی۔ ہم کھلے میدان میں سو گئے ہیں اور ہر شام ہی بستر ٹیک لیتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی سامان مفقود ہے، اور طوع آفتاب اُٹھتے ہیں، ہمیں باہر کا کچھ حال معلوم نہیں، نہ صرف اس لئے کہ ریل نہیں ہے بلکہ

کاڑی کے لئے پٹرول اور بنر کے لئے تاری بھی نہیں ہے۔ یہ حالت اور زلزلے کو پانچ روز گزر چکے ہیں۔ ہم نے سلمان کیلئے آدمی کو شہر میں بھیجا تو تمام شہر تباہ ویراں ہو چکا تھا۔ وہاں کوئی آدمی نہ تھا، مردوں کے سوا اپنے زلزلہ آدمی تھے شہر بھرا بھاگ گئے تھے، دوسرے مقام کے لوگ خود اپنی حالت میں مبتلا ہیں اس لئے یہاں نہیں، لوگ خالی زمین پر مارتے ہوئے سردوں اور کانوں پر رکھ کر سو رہے ہیں۔

نیپال پر بھی زلزلے کا تباہ کن اثر ہوا متعدد تاریخی عمارتیں ویراں ہو گئیں۔ جانوں کا بھی بہت نقصان ہوا، خبر ہے کہ کشمیری محل کا ایک حصہ گر گیا جس میں دو شہزادیاں اور پانچ چھ خدمتگارا عورتیں دب کر مر گئیں، وزیراعظم کی پوتی کے مرنے کی بھی خبر ہے۔ میرحسین شمشیر سنگھ کا مکان بھی گر پڑا، اس کے نیچے سے ان کی بیوی تو زندہ نکال لی گئی مگر بچے سلامت نہ نکل سکے، تاریخی عمارتوں کے ویراں ہونے کا لوگوں کو بہت افسوس ہے۔

یہ زلزلے کی مختصر کیفیت، چین سے بھی ہولناک زلزلے کی خبریں آئی ہیں۔ خدا کے عذابِ عتاب سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ حاکم نہ محکوم، قوی نہ ضعیف، امیر نہ مفلس، کوئی نہیں۔ قرآن کی یہ شاہد ہے کہ جو کچھ ہوا ہے انسان کی کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔ عجل جہنم انسانی کا حق و غور اور کفر و لحاظ ترقی کرنا جائیگا زلزلے کی کثرت ہوتی جائے گی یہاں تک کہ قیامت آجائے اور قیامت خود ایک زلزلہ ہے یا ایک زلزلے کے ذریعہ قیامت واقع ہوگی۔ قرآن پاک کی تصریحات دیکھو:-

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، بے شک زلزلہ قیامت ایک عظیم شے ہے۔

(۱) یا ایہا الناس اتقوا ربکم ان زلزلة الساعة شئ عظیم۔ (پ ۱-س الحج)

جب قیامت واقع ہوگی جس کے واقع ہونے میں کوئی جھوٹ نہیں، جو پست و بلند کرنے والی ہوگی، جبکہ زمین کو سخت زلزلہ آئے گا اور ہاڑ با بالکل ریزہ ریزہ ہو جائیں گے پھر رگندہ غبار کی طرح اڑ جائیں گے۔

(۲) اذا وقعت الواقعة لیس لوقعتها کاذبة حافظہ سہل وقعت اذا سرجت الارض سرجا و سست الجبال بسافکانت ہباء منبثا (پ ۲-س الواقعة)

جب زمین اپنی سخت جیش سے بلائی جائے گی اور زمین اپنے بوجھ پر نکال پھینکے اور اس حالت کو دیکھ کر انسان کے کان زین کو کیا ہوگا۔

(۳) اذا زلزلت الارض زلزالا و قال الناس ما الہا لہا زلزالا (س الزلزال)

حدیث شریف میں بخبر صادق و مصدق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی خبر دی ہے کہ قرب قیامت میں زلزلوں کی کثرت ہو جائے گی، قرب قیامت کے بہت سے آثار ظاہر ہو چکے ہیں آپ یہ علامت بھی پوری ہو رہی ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے:-

یا بن حوالہ اذا سربت الخرافة قد زلزلت الارض المقعد سة فقد دنت الزلزال والبلایا والامور العظام ولساعة یومض اقرب الی الناس من یدی ہند (نسائی کتاب الفتن)

حضور صلواتے راوی حدیث ابن عباس سے فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ مستقر خلافت مدینہ منورہ کی بجائے شام ہو گیا تو سمجھو کہ زلزلے، بلایاں اور بڑے بڑے واقعات عظیم کا ظہور قریب آگیا۔ اور اس وقت لوگوں سے قیامت اس قدر زیادہ قریب ہوگی جس قدر میرے ہاتھ تھلے سے سرے قریب ہے۔

اور ایک اور حدیث شریف میں جو حضرت رافع بن خدیج سے مروی ہے قیامت کی اور علامتوں کو بیان فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

پھر اللہ تعالیٰ طاعون بھیجے گا جس میں عام لوگ فنا ہو جائیں گے، پھر (زلزلے کے ساتھ) زمین دھنسل جائے گی، اس سے بہت کم لوگ بچیں گے، (جو قرآن و خدا پر بھیج عقیدہ رکھتے ہوں گے)

شہد یبعث اللہ طاعونا فیقنی عام تم تھو کو من الخسف فما اقل من ینجو منهم۔ (نسائی - بقدر حاجت)

جب یہ بات مسلم سے کہ حوادث و مصائب انسانی با اعمالوں اور بدکرداریوں کے باعث وقوع پذیر ہوتے ہیں تو اب سوال یہ ہے کہ

ایسی حالت میں کرنا کیا چاہئے؟ حضرت ہود علیہ السلام اپنی قوم کو تعلیم فرماتے ہیں:-

لِیَقُومَ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تَوْبُوا إِلَیْهِ

اے میری قوم کے لوگو! اپنے پروردگار سے معافی چاہو اور پھر اسی کی جانب متوجہ رہو۔

(پ ۱۲-س ہود)

یہی تعلیم حضرت صالح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو دی:-

فَاسْتَغْفِرُوا لَكُمْ تَوْبُوا إِلَیْهِ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ عَجِیْبٌ

(پ ۱۲-س ہود)

اسی سے مغفرت چاہو اور اسی کی جانب رجوع رہو، بیشک میرا رب

(مغفرت خواہ سے) قریب اور قبول کرنے والا ہے۔

یہی تعلیم حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو دی تھی، ان کا مقولہ قرآن پاک میں اس طرح ہے:-

قُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ عَظَمَاءُ

وہ بڑا بخشنے والا ہے۔

(پ ۲۹-س نوح)

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا عام اعلان موجود ہے:-

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا

(اے رسول!) آپ کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنے اوپر زیادیاں کی ہیں خدا کی رحمت کا اُمید نہ ہو، بیشک اللہ تعالیٰ ہم گناہوں کو معاف فرمائے گا۔

اور بے شبہ نہایت بخشنے والا مہربان ہے۔

هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (پ ۲۴-س الزمر)

حدیث شریف میں ایک اور ہدایت بھی آئی ہے۔ علامات قیامت میں ایک حدیث ہے جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

اس میں ایسے ہی ایک زلزلے اور جنگ کا موقع کے لئے ہدایت فرمائی گئی ہے:-

فَاِذَا صَلَیْتُمُ الْفَجْرَ مِنْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ فِی نِصْفِ مِنْ

نصف رمضان کے جمعہ کی نماز فجر اگر چکھو تو اپنے گھروں میں

داخل ہو کر اپنے دروازے بند کرلو، اپنے اوپر کپڑے اور ٹھلو

اور اپنے کان بند کرلو، اور جب تمہیں بیچ محسوس ہو تو خدا کے

ساتھ سجدے میں گریڑو اور کہو کہ ”سُبْحَانَ الْقُدُّوسِ“

”سُبْحَانَ الْقُدُّوسِ“ ”زُبْنَا الْقُدُّوسِ“ پس جو شخص ایسا کرے گا

وہ توبہات پاسے گا اور جو ایسا نہ کرے گا وہ ہلاک

مِنْ مَضَانَ فَاَدْخُلُوا بُیُوتَكُمْ وَاغْلِقُوا ابْوَابَكُمْ

وَسِدِّ وَاكْوِكُمْ وَدَثُّوْا اَنْفُسَكُمْ وَسِدُّوْا

اِذَا نَكَمْتُمْ فَاِذَا اَحْسَمْتُمْ بِالْصَبْحَةِ فَخَرُّوْا لِلّٰهِ

سُجَّدًا وَقُولُوا سُبْحَانَ الْقُدُّوسِ سُبْحَانَ الْقُدُّوسِ

سُبْحَانَ الْقُدُّوسِ فَاِذَا هُوَ فَعَلَ ذٰلِكَ بَخَاوٍ مِنْ لَدُنْهِ

یَعْلَمُ هَلْکَ (نسائی-کتاب الفتن)

پندرہ جنوری ۱۹۳۲ء کو جو زلزلہ آیا تھا اُس میں بھی ہولناک آواز تھی۔ اس مضمون کی دوسری حدیث میں اس زلزلہ کے

جواثرات مذکور ہیں وہ بھی اس زلزلہ کے وقت ظہور میں آئے۔ مہینہ بھی رمضان کا تھا۔ کسے خبر ہے کہ آئندہ رمضان میں خدا نخواستہ

وہ زلزلہ بھی آجائے جس کی اس حدیث میں خبر دی گئی ہے اس لئے تقویٰ و پیریز نگاری کی زندگی اختیار کرنی چاہئے اور استغفار و

اتابت کو شعرا بنا لینا چاہئے تاکہ ایسے حادثے کے مواقع پر اللہ تعالیٰ اپنا رحم و کرم فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کا رحم و کرم حاصل کرنے کے لئے اپنی بد اعمالیوں پر پشیمان ہونے اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں خنوع و خضوع کے ساتھ

استغفار کرنے کے علاوہ ایک بڑا اور مؤثر عمل یہ ہے کہ ہمارے مصیبت زدوں کی خدمت و اعانت کی جائے۔ ان پر جو گزری

اور گزر رہی ہے اس کو تو وہی جان سکتے ہیں اور ان کے ہمسائب کا کسی قدر اندازہ اُن کو ہو سکتا ہے جنہوں نے ان کی تباہی و بربادی کا

مشاہدہ کیا۔ مگر آپ بھی ان کے آلام و مصائب کا تصور کیجئے جس خاندان میں عورت و مرد، بوڑھے بچے سب موجود تھے، جس کی

سینکڑوں اور ہزاروں روپے کی حیثیت تھی جو کھیتی پھیٹی تھا۔ اس کا سب کچھ غارت ہو گیا، خاندان بھر تباہ ہو گیا، صرف ایک

عورت بچ گئی ہے، جس کا نہ کوئی والی ہے نہ وارث، جس کے نہ رہنے کا ٹھکانا ہے نہ کھانے کے کپڑے کا ذریعہ، اُس کے جذبات

واحساسات کا اندازہ کیجئے، وہ مرنے والوں کو رٹے یا اپنے کو؟ وہ اپنی زندگی کی طرح گزارے؟ جب بھرا پورا خاندان یاد آئے تو کس طرح صبر کرے؟ اسی طرح کا ایک خاندان تھا جس میں ایک بوڑھا بچہ گیا ہے۔ اس کے جوان جوان اور کڑیل کڑیل بیٹے موت کا شکار ہو گئے۔ خوبصورت خوبصورت اور پیاری پیاری ہونٹیاں پیوند زمین ہو گئیں، پھول کی طرح پیالے پیالے پونے پونیاں مٹی میں مل گئیں، کہتے وہ اپنی زندگی کے دن کیوں کر پورے کرے؟ ایک ایسے خاندان کا تصور کیجئے جس میں ایک کسمن بچے کے سوا کوئی باقی نہ رہا، ماں باپ، بھائی بہن، کوئی اس کا سر پرست اور محافظ نہیں، اس کے معصوم اور نازک دل پر کیا گذرتی ہوگی؟ وہ دنیا میں کس کا ہو کر رہے گا؟ پھر ذرا اس حالت کا بھی تصور کرو، گلیوں اور مکانات میں لاشیں بھری پڑی ہیں، انہیں عزت و دل چاہتے ہیں اور سر پرستوں کی لاشیں، ان کی آنکھوں کے سامنے کھود کھود کر نکالی جا رہی ہیں، جسم سلامت ہے تو سر ندارد، اور کچھ جسم سالم ہے تو نیچے کا حصہ جو رور، بدلو سے دماغ پھٹا جا رہا ہے، آنکھوں کو دیکھنے کا یا رانہیں، غور کر کیسی دردناک حالت ہے۔ یہ ساری قیامت گذر جانے پر آب ان کی جو حالت ہے اس کو بھی تصور میں لائے۔ کڑا کے کی سردی پڑ رہی ہے، ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے، بستر ہے نہ اوڑھنا، آسمان کی چھت ہے اور زمین کا فرش، رات کا وقت ہے، اندھیرا گھپ رہا ہے۔ اوپر سے لگی بارش ہونے، لگائے اس مصیبت کا اندازہ، کچھ اس کی انتہا ہے؟ یہ محض تصور ہی نہیں ہے، آج کل عموماً بارش ہوتی ہے، مظفر پور کی تازہ خبر ہے کہ ماں بارش ہو گئی ہے، اس لئے لوگوں کے مصائب میں گونا گوں اضافہ ہو گیا ہے، پس آج ان لوگوں کی امداد سے زیادہ خدا کی رحمت کو جو ش میں لانے والا اور کون سا عمل خیر ہو سکتا ہے؟

یہ صحیح ہے کہ جس وقت یہ معصوم تارین کرام کے پیش نظر ہو گا زلزلے کو دو مہینے سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہو گا، لیکن یاد رہے کہ مصیبت زدگان بہار کے لئے یہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا، بلکہ اس وقت ان کے سروں پر مصیبتوں کا پہاڑ موجود ہو گا مگر ان کی خدمت اور اعلیٰ کرنے والوں کے عزائم اور حوصلہ جواب دہ رہے ہونگے، اس لئے ان کی خدمت و اعانت اور بھی ضروری اور قیمتی ہوگی۔ چند ہی ساری رقم بنام امر جماعت شرعیہ صوبہ بہار بمقام ہار ضلع ٹنڈی بھیجی جائے۔

ان کا کبھی کچھ توبرا ہو چکا ہے، زان کے پاس مکانات ہیں، نہ سمیر ہیں، نہ مدرسے ہیں، ریت بھر جانے سے ان کے کتبوں تک خراب ہو گئے ہیں، ان کے کعبیوں پر فتنوں ریت چڑھی ہوئی ہے، زمینیں کا شت کے قابل نہیں رہیں، نہ ان کی کھیتیاں سلامت ہیں نہ بازار نہ محنت مزدوری کرنے والے، کون جانے کتنی بیوائیں ہیں، کتنے یتیم ہیں اور کتنے بے دست و پا بوڑھے۔

مومنین کے متعلق ایک شخص نے لکھا ہے کہ زیادہ نقصان ماٹ و اڑیلوں اور مسلمانوں کا ہوا ہے۔ ماٹ و اڑی قوم دولت مند ہے اور کلکتہ میں بھری پڑی ہے، مسلمان ہر جگہ غریب ہیں اور بہار میں بھی۔ ہندوستان کے دوسرے صوبوں کے باشندوں پر۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل رہا۔ اس کا شکر تیر ہی ہے کہ وہ اہل بہار کی امداد و اعانت کو جاری رکھیں۔

پیغام اسلام

اس منظر کرتا بین حضور کرنا صلعم کی پاکیزہ زندگی کے تمام مستند حالات و واقعات نہایت آسان اور دلنشین انداز میں لکھے گئے ہیں جو کھٹا لعل سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور تمام دنیا کیلئے آدمی اور رحمت بکر تشریف لائے خصوصاً وہ تمام واقعات لکھ دیئے گئے ہیں جو کہ خود اسلام کی حقانیت اور حضرت کی نبوت و صلاحت کے زریعہ تھے لہذا ان میں اور کچھ بڑے مفید مسائل کے حلول و اسلامی طرف سے چلے آئے ہیں۔ جس کے لئے ان کی دنیا یا اخلاق و محاسن کا بھی تفصیل ۱۲ ذکر فرماتے ہیں کہ جنہوں نے آہستہ آہستہ تمام حق الفین اور کھار دلوں کو فتح کر لیا اور آخر کار آفتاب کے سامنے اپنے حق پرستی پر ہی، تہذیب و اخوت و مساوات انسانی ہمدردی علم اخلاق و صلحت کی نورانی شعاعوں سے دلوں کو متحد کر دیا۔ اس میں پیغام اسلام کی پاکیزہ زندگی کے تمام واقعات سمجھنا نہایت کیا گیا ہے کہ اسلام کی حقانیت اور اشاعت و تلواریز کے زور و گہمیں ہوئی بلکہ حضور نے اپنے اخلاق و محاسن پر بھی صد اوقات نے غصہ اور اسلام کے سچے مصلوں خود جو لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے تھے غرض حضور کی اسی منظر و سوانح پر تک اڈوزبان کے اندر دیکھنے میں نہیں آئی کوئی اسلامی گھڑا کہ جسے خالی نہ رہنا چاہئے۔ قیمت صرف ایک روپیہ (عمر) علاوہ محصول و آٹک ملنے کا ہے۔ مینجر صوفی ملک ڈیوینڈری بہاؤ الدین۔ پنجاب

زاہد شب بیدار

از جناب ماسٹر باسٹھ صاحب بھوانی

دور ہے لیلائے شب کا، پھر اندھیری رات ہے عالم روشن سرا سپرودہ ظلمات ہے
خامشی چھائی ہوئی ہے چار سو، کیا بات ہے جلوہ گر ہر رنگ میں لیکن خدائی ذات ہے
مست و غافل ایک عالم بس گھڑی ہے خواب میں سر جھکائے بیٹھا ہے زاہد مگر محراب میں
کام ہے اس کو فقط تسبیح سے تبدیل سے اور عالم باطنی کی بے ہوا تحصیل سے
قلب لذت آشنا ہے نفس کی تکمیل سے دل منور ہو رہا ہے عشق کی قندیل سے
بادۂ توحید سے سرمست ہے سرشار ہے یہ وہ پینے والا ہے جو پی کے بھی ہشیار رہے
بادۂ عشق حقیقی کا چھلکتا جام ہے نوش جاں زاہد کرے یہ مے گلگام ہے
جوا سے پی لے اُسے دُنیائے پھر کیا کام ہے سے وہی رند حقیقی، رند اس کا نام ہے
بادۂ عرفاں پئے، انسان اگرے نوش ہو نور حق آنکھوں میں پھر جائے جوہ مدہوش ہو
بے خودی ہے کس قدر کیا لطف ہتھوڑا ہے سامنے محراب کعبہ ہے، حرم کا طاق ہے
ساغر حرم کا دل زاہد پر آب اطلاق ہے بند ہیں آنکھیں مگر پیش نظر آفاق ہے
اک جگہ پر بیٹھ کر دونوں جہاں کی سیر کی عالم امکان کو دیکھا لامکاں کی سیر کی
بندر کرنا آنکھ کا اس بات کی تمہید ہے دیدہ دل سے کسی کا اشتیاق دیدہ ہے
مرشد کامل کے اپنے شوق سے تقلید ہے یہ ریاضت یہ عبادت گویا اسکی عیار ہے
لو لگائے ہے جو زاہد بسلوۂ مستور سے سمجھ کر بھی جائیگی اب دن چراغ طور سے
اس طرف تسبیح پھیری مانتے ہیں گر بار بار اُس طرف اشک مسلسل کا بھی پھر ٹوٹا نہ تار
روتے روتے ہو گیا جب ہجر میں بے اختیار یا رکے اوصاف کا کرنے لگا دل میں شمار
بجودی کہتی ہے اب تسبیح سے کیا کام ہے ہر نفس سے جب نکلتا یار ہی کا نام ہے
کیا مجال آجائے اس کے شغل میں کوئی خلل یا دخالق سے شکستہ ہو گیا دل کا کنول
اس مصلے کی ہو کیا تعریف، یہ ہے بے بدل بیٹھ کر دیکھا ہے جس پر شیخ نے حسن انزل
اہل ظاہر کر رہے ہیں، یہ بجا تھا فرش پر اہل باطن کہہ رہے ہیں، اُن گنیا تھا عرش پر

فردوسِ جذبات

از جناب منظور حسین صاحب ماہر القادری

ذوقِ جفا نے درد کو درماں بنا دیا ہر تیر نظر کو رگِ جاں بنا دیا
تیر نگاہ یا رکے قُتبانِ جانیئے دل کے لہو کو زینتِ داماں بنا دیا
ذروں میں روح پھونکدی احساسِ عشق کی اک مُشتِ خاک تھی جسے انساں بنا دیا
ہنگامہ آفرین ہے تیرا حُسن بے پناہ ہر منظرِ جہاں کو پریشاں بنا دیا
بیمارِ غم نے آخری ہچکی کو موت کی رودادِ انتظار کا عنوان بنا دیا
تیرے حرمِ حُسن کا نظارہ الاماں! تیرے مشاہدات کو حیراں بنا دیا

ماہر مجھے تو دولتِ کونین مل گئی

شکرِ خدا کہ مجھ کو مسلمان بنا دیا

دستِ ترقی

از میرزا دہ احمد شاہ صاحب ناظمِ علوی قاسمی

تو سجدہ گاہِ کمالِ ایمان میں گزرا سہرا پہ نماز ہو گیا حقیقتوں کو سمیٹ لے اور جہاں میں خود اپنا راز ہو گیا
بے کلامک و تارِ زندگی میں حدود کی فیکس طرچ ہو لے ذرہ دشتِ بے قرار ی بھیج کے دامنِ راز ہو گیا
حقیقتیں مٹ چکی ہیں ساری ساری حسادیں لگے کاٹنے سو اپنی ولایت کی زندگی کے لئے سراپا گرا ہو گیا
کہیں یہ سرمایہ داریاں ہیں، کہیں ہیں مزدور کی نوائیں عصائے اِنّ الملوک لے کر جہاں کا آئینہ ساز ہو گیا
طرابلس کے لہو کے صدفے، کشاکشِ اربابِ آں نہ چھوڑو نگاہِ غائر سے عالمِ کشمکش میں دانائے راز ہو گیا

فہوسانِ تہذیبِ مغربی میں نہاں ہے انجامِ عیش و عشرت
ندیمِ ہنگام کا تو ہوتے لکل، فدا کے گجرا نہ ہو جا

سیرِ حنیفِ بغدادیؒ اس کتاب میں حضرت جلیل القادری کی زندگی کے مفصل حالات عربی کی مستند کتابوں سے مستحق کے لئے لکھے گئے ہیں آخر میں آپ کے ملفوظات و عارفانہ اقوال بھی درج کئے گئے ہیں غرض آپ کی کامل و مکمل سوانح عمری کی قیمت صرف پانچ آنہ ملے گا یہ بیچرِ صوفی بڑے پونپندی و الٰہینِ نیجا

ترکی کے شیر دل محابینی حمیری

جو پانچ سو سال تک پرچم اسلامی کے علمبردار رہے

از جناب محمد رحمت نبی خاں صاحب رامپوری

ترکوں کی گذشتہ فتوحات سے جو کہ انہوں نے ایشیا، یورپ اور افریقہ میں کی ہیں تقریباً ہر شخص واقف ہے لیکن اس بناقت سے بہت کم لوگوں کو واقفیت ہے کہ جس کی وجہ سے عثمانی ترکوں کو ایسی مایہ ناز فتوحات نصیب ہوئیں۔ آج میں ناظرین کو اسی زبردست طاقت و قوت سے روشناس کرانا چاہتا ہوں۔

۳۳۲ھ کا زمانہ ہے۔ سلطان الغازی عثمان خاں اول بانی خاندان عالی عثمانیہ فات پاچکے ہیں اور ان کی وصیت کے مطابق ان کا چھوٹا بیٹا اور خاں سلطان اور بڑا بیٹا شہزادہ علاؤ الدین وزیر اعظم ہے۔ دُور اندیش سلطان عثمان خاں نے اپنے چھوٹے بیٹے اور خاں کو ولعہد اس کے تدبیر۔ دُور اندیشی۔ میراد فخری اور کمال سیاست دانی سے متاثر ہو کر بنایا تھا۔ اور وہ یہ بھی بخوبی جانتے تھے کہ ان کا بڑا بیٹا شہزادہ علاؤ الدین اپنی رحمت مہم مزاجی۔ تقویٰ۔ پرہیز گاری اور رات و دن کی عبادت گزار کی وجہ سے ہرگز ہرگز بارسلطنت نہیں اٹھا سکیگا۔

یہ دونوں بھائی کمال پرلور نہ بخت اور انجوت سے اپنے باپ کی رکھی ہوئی بنیاد سلطنت پر تعمیر کرنے میں مشغول و نہمک ہیں۔ علاؤ الدین نے اپنے چھوٹے بھائی اور خاں سے کہہ دیا ہے کہ تم تخت شاہی کی آنکھ اور میں اس کا بازو ہوں۔ چنانچہ واقعہ است شاہدین کہ ایسا ہی ہوا بھی۔

شہزادہ علاؤ الدین اور قرہ خلیل کے خواب

شہزادہ علاؤ الدین نے بیان کیا کہ ایک اتر روح الامین حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھے خواب میں نظر آئے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ علاؤ الدین تم فوراً قرہ خلیل سے ملاقات کرو وہ تمہیں ایک ایسا مشورہ دیگا جو کہ تمہاری سلطنت اور مذہب مقدس اسلام کے بقا و استحکام کے لئے نہایت مفید ہوگا۔ قرہ خلیل نے علاؤ الدین کا خواب سُن کر کہا۔ اے خردمند اور متقی شہزادہ میں نے بھی ایک خواب دیکھا ہے۔ ایک رات یہ دیکھتا ہوں کہ میں جنت اور دوزخ کے درمیان اعراف میں کھڑا ہوں۔ اعراف کی تیسری منزل میں بعض کفار کی کڑو جیں عذاب میں مبتلا ہیں اتنے میں عثمان علیہ الرحمۃ کی روح میرے پاس آئی اور اُس نے اعراف کے ایک دروازہ کی طرف اشارہ کر کے نہایت ہی دلخیز مگر بارعب آوازیں کہ جسکی گونج اور گرج سے اعراف کے درو دیوار متزلزل ہو گئیں۔ ارشاد فرمایا کہ اے قرہ خلیل تو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فناوارہ دار فدائی غلام ہے۔ جس نے حکم دیتا ہوں کہ یہ دروازہ کھول دے تاکہ سچ ابن مریم کے چند پیرو جنت میں داخل ہو سکیں۔ میں نے عرض کیا ”حضرت مجھے ایسا اعلان رب نہ ملے۔“ کہ میں اعرافوں کو جنت میں داخل کر دوں۔“ فرمایا کہ ”اے تو ایسا ہی کر لگا۔“ جہاد فی سبیل اللہ میں سچ لڑنے کی تیری قید میں آجائیں گے اور تو انہیں دولت اسلام سے مالا مال کر کے جنتی بنا دیگا۔ کیا تو نے یہ نہیں سنا ہے کہ ہر مہر و دیوار علی الفطرت قابو لا دھو داندہ و بختاندہ و بختاندہ۔ اس مبارک قول پر ایمان رکھ۔ ان لڑکوں کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام اور خادم بنا اور انہیں پتلا مسلم اور اسلام کا شہید بنا کر ہلاکت کر کہ وہ اللہ کے لئے تلوار اٹھائیں اور اسی بزرگ و بڑے جلالی راہ میں آئے چلائیں

اس طریقہ سے تو بچر ویشیامسجی اواح کا نجات دہندہ ہو جائیگا اور اللہ تعالیٰ کافر باپوں کے ان بیٹوں کو شجاعت و بسالت اس قدر عطا فرمائے گا کہ ان کے ذریعہ بہت سی کافروں پر حلقہ بگوش اسلام ہوگی۔“

بینی چری

۹۳۲ھ کا زمانہ ہے۔ ایشیائے کوچک کے کسی میدان میں ایک ہزار طاقتور چاق چُست اور چمندر نوجوانوں کا ایک لشکر کھڑا، لشکر کے سامنے سلطان اور خاں غازی۔ شہزادہ علاؤ الدین وزیر عظم۔ قرہ غلیل۔ حضرت حاجی بکتاش (درویشان بکتاشی کے مرشد عظم) یہ چارہ اشخاص کھڑے ہوئے ہیں۔ یہ ایک ہزار نوجوانوں کا یونانی لے ہیں۔ اور یہ وہ ہیں کہ جو بڑا مذہبی حاکم عثمان کے خاندانہ اقدام کے وقت ان کے ہاتھوں اسیر ہو چکے ہیں۔ چھ سال تک برابر انہیں نہایت سخت و شدید مذہبی اور فوجی تعلیم دے رہے تھے۔ اور اب وہ سب کے سب نہایت ہی صادق و مخلص مسلمان ہیں۔ قرآن کی ایک ایک آیت ان کے قلوب پر نقش اور اعلائے کلمۃ الحق کا بے پناہ جذبہ ان کے دماغوں پر تسلط ہے۔

قرہ غلیل اور علاؤ الدین وزیر عظم دونوں اپنے اپنے خواب کی تعبیر بیداری کی حالت میں دیکھ رہے تھے کہ اسی انسان میں حاجی بکتاش آگے بڑھے اور ان ہزار نوجوانوں میں سے ایک مجاہد کے سر پر ہاتھ رکھ کر حضرت نے فرمایا کہ ”آج سے تم مجاہدان اسلام کا نام بینی چری یعنی (نئے مجاہدین) ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدقہ میں تمہارے چہروں کو ہمیشہ نور و شہادت پشانیوں کو ہمیشہ تاباں۔ تمہاری خدمات کو ہمیشہ درخشانی۔ تمہارے بازوؤں کو ہمیشہ قوی اور تمہاری ٹخموں کو ہمیشہ تیز رکھے۔ تم ہر جہاد فی سبیل اللہ سے کامیاب خوش و خرم اور شاد کام واپس آؤ۔ اللہ تمہارے ساتھ ہو اور اسے حبیب پاک و امن ہمیشہ تم پر سایہ فگنی ہے۔“

اس دُعا کے وقت حاجی بکتاش کی طویل و عریض آستین ایک مجاہد کے سر پر پڑی تھی جس کی یاگواریں بینی چریوں نے اپنی بلند فخر و غی و غی و غی کے پیچھے ایک کپڑے میں ڈال لیا۔ جو کہ اُس وقت سے ہمیشہ انکا نشان امتیاز اور ان کی وادی کا جُود لائیفنگ رہا ہے۔

کافر والدین کے مسلمان نہپتے

واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ حاجی بکتاش کی دُعا کے لفظ لفظ نے جامعہ قبولیت پہنچا۔ بینی چری مجاہدین ہر محکمہ جہاد و قتال میں عیسائیوں کے ہڈی دل لشکروں پر موت و ہلاکت بیکر چھا جاتے تھے۔ اور ان مجاہدین اسلام کے سامنے اگر پہاڑ بھی آجاتا تھا تو اُسے بھی اپنی جگہ سے ہلا دیتے تھے۔ ہر سال ان کی تعداد میں معتد بہ اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا کیونکہ ہر لڑائی میں دس دس بارہ سال کے عیسائی بچے اسیر ہو کر آتے تھے اور ترکوں کے پاس آکر محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی پیروی اور غلامی اختیار کر کے وہ اتنے سخت اور شدید مسلمان ہو جاتے تھے کہ اگر کبھی از روئے اتفاق ان کے والدین بھی ان کی نظر سے سامنے آجاتے تو وہ ان کا کفار کو بہت ہی نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ بلکہ انہیں دعوت اسلام دیتے اور صاف الفاظ میں کہہ دیتے کہ تمہارے باپ باپ نہیں ہو۔ ہمارا باپ خلیفۃ المسلمین و امیر المؤمنین ہے کہ جس نے ہمیں عذاب و دوزخ سے نجات دلا کر جنت کا وارث بنایا ہے۔

قارئین کرام یہ وہ ہی فوج ہے کہ جو سلطان اور خاں کی قوت بازو تھی اور جس نے سلطان بایزید خاں کو ہلاک کر دیا۔ اسی فوج سے سلطان محمد خاں ثانی نے فتح قسطنطنیہ کے وقت کام لیا تھا اور یہ ہی وہ فوج ہے کہ جس نے سلطان سلیمان خاں کو تاریخ میں عظم کے مایہ ناز لفظ سے یاد کرایا ہے اور اسی فوج کی تباہی سلطنت عثمانیہ کی تباہی کا پیش خیمہ تھی۔

بنی چری مجاہدین کی تعلیم

بنی چری سپاہی کو فوجی تربیت دینے سے پہلے اس کو تھوڑا سا لکھنا پڑھنا سکھایا جاتا تھا اور یہ ابتدائی تعلیم بنی چری کے لئے لازمی اور ضروری تھی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ہر لڑکے کو اس کے رجمان طبع کے مطابق کوئی علم یا فن جس کو وہ پسند کرتے سکھایا جاتا تھا۔ جو لڑکے علم ادب سے دلچسپی رکھتے تھے انہیں ترکی-عربی-فارسی ادبیات کا درس دیا جاتا تھا۔ بعض زبردوزی-سوزن کاری وغیرہ سکھانے لگتے تھے۔ جو بچے ان علوم و فنون سے رغبت نہیں رکھتے تھے ان کو ابتدائی تعلیم کے بعد مدرسہ البحر بیہ میں داخل کیا جاتا تھا۔

بنی چری مجاہدین کی فوجی تربیت

بہن سچتا ہوں کہ جیسی سخت اور تکلیف دہ فوجی تربیت بنی چری فوج کو دی جاتی تھی اس کی مثال نہ زمانہ گذشتہ میں ملتی ہے اور نہ موجودہ میں۔ بنی چریوں کے افسران تلاش اور جستجو کر کے وہ لوگ مقرر کئے جاتے تھے کہ جو نہایت درشت مزاج اور اپنے ماتحتوں پر تشدد پسند ہوں۔ افسر کی ذرا سی حکم عدولی کی کم از کم سزا بنی چری سپاہی کے لئے موت تھی۔ ان کو حکم تھا کہ اپنے افسروں کے سامنے اگر وہ کھڑے ہوں تو انظر میں نیچے کئے رہیں۔ اور دست بستہ مودب رہیں۔ ان کو سکھایا جاتا تھا کہ اگر تمہارا کوئی افسر منہ پر چاٹ بھی مارے تو تم مسکرا کر اس کو سلام کرو۔ اور افسران کے حکم پر یہ بیان جہاد میں اپنی جانوں کو خدا کے راستے میں قربان کرنے سے بھی نہ ہچکچاؤ یا جھگو۔ یہ ہی وجہ ہے کہ دنیا کی کسی فوج میں وہ ضبط و نظام نہیں پایا جاتا تھا جو کہ بنی چری فوج میں تھا۔

بنی چری سپاہی ہر قسم کی جمائی تلکیغات کے علاوہ جھوک پیاس برداشت کرنے کا بھی عادی بنایا جاتا تھا۔ موسم سرما میں جبکہ تمام دریا برف کے جم جایا جلا کرتے تھے ان کو گھنٹوں ایسے دریاؤں میں تیرایا جاتا تھا۔ افریقہ کی جنگلی اور وحشی قوموں سے انہی کشمکشیں لگتی جاتی تھی۔ تیرا انداز میں حبشی خواجہ مسراؤں سے متفاہک کرایا جاتا تھا۔ ناظرین اسی فوجی تربیت کا نتیجہ تھا کہ بنی چری فوج کا ہر سپاہی اپنے ہتھیار کی ایک ضرب سے اپنی خود کے دو گناٹے کر دیتا تھا۔ اور ایک ہی ضرب ہتھیار سے خوب اپنے ہتھیار اور توانا بھینسے کی گردن اٹا دیتا تھا۔ بار بار ایسا دیکھا گیا ہے کہ بنی چری فوج نے طاقتور اور توانا گھوڑوں کے رسالے کی صفوں کو درہم برہم کر دیا ہے اور رسالوں کی صفوں کو چیر کر اپنا راستہ بنایا ہے۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ فوجی تربیت کی ان خنثیوں کو افسران کی درشت مزاجی سے ان غور مجاہدان اسلام کی کوئی دشمنی نہیں ہوتی تھی۔ اور نہ ان کو اس سختی کا احساس یا حد مرہ تھا۔ کیونکہ وہ خوب جانتے تھے کہ وہ مسلمان ہیں اور ان کا فرض ہے کہ نائب رسول رب العالمین-امیر المومنین و خلیفۃ المسلمین کی مسند مقدس کی حفاظت کریں اور اسی راہ میں قربان ہو جائیں۔ وہ آپس میں ایک دوسرے پر بہت ہی مہربان اور رحم رکھتے تھے۔ لیکن گفار کے مقابلہ میں ان کی ساری فوجی حریت کا زور ان کے باروں میں کو جمع ہو جاتا تھا۔ اور اپنے اسی قابلِ عقد فعل کی وجہ سے وہ آئین پاک اشد اعلیٰ الکفاس و رحما سینہم کی زندہ مثال تھے۔ بنی چری سپاہی ہمیشہ نماز پنجگانہ کے بعد اپنی شہادت کے لئے دست بدعا ہو کر اترتا تھا۔ وہ بنی چری جو کہ شہادت کے مرتبہ اعلیٰ کو نہیں پہنچتا تھا یعنی بیمار ہو کر جاتا تھا اس کی حالت پر دوسرے سپاہی رو یا کرتے تھے اور ہر بنی چری کی شہادت پر خوش ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ خدا میں بھی یہ مرتبہ عظیم عطا فرمائے۔

بنی چری کا دنیا میں کوئی عزیز یا رشتہ دار نہ تھا۔ نہ ان کے ماں باپ تھے اور نہ بھائی بہن۔ بنی چری کو شادی کرنا بھی اجازت نہیں تھی۔ وہ حیرت انگیز زندگی بسر کرنے کے لئے مجبور تھا۔ غرض مختصر یہ ہے کہ ان کا دنیا سے کوئی تعلق ہی نہیں تھا کہ جو ان کے واحد متعلقہ جہاد میں کسی قسم کی رکاوٹ ہوتا۔ وہ صرف اسلام کے فرزند تھے۔ اسلام ہی ان کا ماں باپ تھا۔ اور جہاد

ان کا واحد مشغلہ تھا۔ یہ ہی ان کا کھیل تھا اور یہ ہی ان کی ترقی اور بہبودی کا ذریعہ۔ لڑتے تھے تو غازی تھے۔ مہم جاتے تھے تو شہید تھے۔ ان کا قول تھا کہ ہمارا اصلی مکان جنت الفردوس ہے فوجی بارکیں تو چند روز کے لئے ہیں۔ وہ ہمیشہ فوجی بارکوں کو سراہتے کہا کرتے تھے۔

بینی چری فوج کی خوراک

بینی چری فوج کی ہر ملٹن میں شور با اور چاول پکانے کے لئے بڑی بڑی تین چار کڑھائیاں ہوتی تھیں۔ جب بینی چریوں کے کھانیکا وقت ہوتا تھا تو کڑھائیاں گرامر شور بے اور چاول سے بھر دی جاتی تھیں۔ دو دو بینی چری سپاہی ایک ایک کڑھائی کو بانس میں لٹکا کر اٹھاتے اور اس طریقہ سے ملچ سے مارک ٹمک لاتے تھے۔ ایک تیسرے بینی چری ایک بہت بڑا کڑھائی اٹھائے ہوئے ساتھ ہوتا تھا اور بینی چری فوج کا ایک دستہ بھی نہایت خاموشی اور فوجی ضبط کے ساتھ کڑھائیوں کے ہمراہ ہوتا۔ فوجی کیمپ میں کڑھائیاں جس طرف گنت تھیں تو ہر بینی چری تعلیم گھر ہو جاتا تھا اور وہ کڑھائیوں کی لٹیکم کو اپنا فرض سمجھتے تھے کیونکہ جہاد کے بعد گورنریاں ان کو نوئی چیز عزمین تھی تو وہ ان کی خوراک کی کڑھائیاں تھیں۔

بینی چریوں کا فوجی لباس

بینی چری فوج کی وردی نیلے رنگ کی تھی۔ اور ان کے فوجی بوٹوں میں آہنی کیلیں لگی ہوتی تھیں۔ ان کی ٹوپی بہت اونچی تھی اور ٹوپی کے پیچھے ایک بڑا سارومال لٹکتا ہوتا تھا۔

بینی چری فوج میں ایک بہت بڑا سفید کپڑے کا جھنڈا تھا جس پر زردوزی سے سُنہری حروف میں قرآن مجید کی ایک آیت کڑھی ہوئی ہوتی تھی۔ کچھ کے وقت یہی جھنڈا بینی چری فوج کے آگے آگے ہوا کرتا تھا اور اس جھنڈے کے بعد سلطنت عثمانیہ کا امتیازی نشان یعنی تین ٹھوڑے کی دم کا پرچم ہوتا تھا۔ ان دو جھنڈوں کے علاوہ ہر ملٹن کا ایک علیحدہ علیحدہ جھنڈا تھا جو کہ نصف زرد اور نصف سرخ ہوتا تھا۔

ان کے فوجی بینڈ کی آواز بھی بہت کڑخت تھی۔ دُنیا بھر میں یہ ہی جینڈ سب سے زیادہ زبردست اور شور انگیز تھا۔ بینی چری سپاہیوں کے چہروں پر ڈاڑھیاں نہیں ہوتی تھیں۔ لیکن ہونٹیں بہت بڑی بڑی ہوا کرتی تھیں۔

بینی چری فوج کے افسر اور عہدہ دار

بینی چری فوج کا سب سے بڑا عہدہ دار غاکلا یا جانا تھا۔ اور اس کے ماتحت بہت سے چھوٹے چھوٹے دیگر عہدہ دار ہوا کرتے تھے جو آقا۔ نائب۔ علمبرار۔ طبابخ۔ معاون۔ طبابخ وغیرہ القابات سے بالترتیب ملقب تھے۔

بینی چری فوج کا شغل بزمانہ امن

امن کے زمانہ میں بینی چری علماء و شیوخ کے وعظ اور پند و نصائح سُنا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ فوجی پولس اور فائر بریگیڈ کے فرائض اور خدمات بھی انجام دیا کرتے تھے پولس کے فرائض انجام دیتے وقت ان کے ہاتھوں میں لمبے لمبے عصا ہوتے تھے۔ لیکن بوقت جہاد عصا وغیرہ چھوڑ کر متبار بہتھال لیتے تھے۔ اور پولس کے سپاہی سے مجاہدین بن جاتے تھے۔

میدان جہاد میں بینی چری فوج کی پوزیشن

جب عثمانی فوج جہاد کے لئے نکلتی تھی تو سب سے آگے بے قاعدہ پیادہ فوج۔ پھر خندق پاٹنے اور پُر کرنے والے دستے پھر

تیرا اندازوں کے دستے۔ اس کے بعد روسلیا اور اناطولیہ کے پاشاؤں کی فوجیں۔ اور اس کے بعد ترکی رسالہ ہو کر تاتھار بینی چری فوج سب کے آخر میں سلطان المعظم کے گرد گرد ہو گئی تھی اور ان کو اپنی اس خدمت پر بجا طور پر فخر و ناز تھا۔

بینی چری فوج کا شان مان یورپ پر اثر اور عرب

بینی چری فوج کی طاقت اور قوت دیکھ کر تمام شان مان یورپ لرزہ برآمد تھے کیونکہ (جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں) اس پیا دہ فوج کے سامنے کوئی دوسری پیدل فوج تو درکنار زبردست سے زبردست سالہ بھی نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ یہ ہی وجہ تھی کہ جب تنک عثمانی سلاطین اس فوج پر فخر و اقتدار حاصل کئے لیے دن دینی اور رات جوگئی ترقی ان کو نصیب ہوئی۔ اور جس وزرے سلاطین کا اثر و اقتدار اس فوج پر سے اٹھ گیا اسی روز سلطنت کو بھی زوال شروع ہو گیا۔

بینی چری فوج کی حالت میں تبدیلی

سلطان اور خاں کے زمانہ سے لیکر سلطان سلیمان اعظم کے شروع زمانہ تک بینی چری فوج کے قواعد و ضوابط ویسے ہی سخت اور شدید رہے۔ یعنی بینی چری راہبان زندگی بسر کرتے پرجبور تھے اور ان میں علاوہ مسیحی بچوں کے اور کوئی داخل بھی نہیں کیا جاتا تھا۔ لیکن سلطان سلیمان خاں نے اپنی تخت نشینی کے کچھ عرصہ بعد بینی چریوں کو شادی وغیرہ کرنے کی اجازت دیدی اور تمام قواعد و ضوابط بھی ڈھیلے کر دیئے جس کی وجہ سے روز بروز ان کی شجاعت و ضبط و انتظام میں کمی واقع ہونے لگی۔ اس کے علاوہ ان میں خود سری اور باغیانہ جذبہ بھی پیدا ہو گیا۔ دراصل اب بینی چری اصل بینی چری ہی نہیں تھے کیونکہ اب بینی چریوں کی اولاد بینی چری بھی جاتی تھی اور سابقہ قید یعنی مسیحی بچے ہی بینی چری بن سکتے تھے اٹھالی گئی تھی۔ اور سلطان بچے بھی اب اس فوج میں داخل ہونے لگے تھے جیسا کہ میں اوپر کہہ چکا کہ بینی چری اب بینی چری ہی نہیں ہوتے تھے بالکل ٹھیک ہے کیونکہ سلاطین ترکی نے خود اپنے ہاتھوں سے بینی چری کی خصوصیات مٹا دی تھیں۔ یہ بھی وجہ ہوئی کہ وہ بینی چری جتنوں نے صدیوں تک اپنے گوشت پوست اور خون سے سلطان عثمان رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی بنیاد پر عالیشان قصر تعمیر کیا اب خود اپنے ہاتھوں سے اسکی بنیادیں کھوکھلی کرنے لگے۔

اب ان کا یہ طریقہ ہو گیا تھا کہ تا وقتیکہ سلطان سے اپنے واسطے ایک خاص رقم نہ رکھوا لیں کسی جدید سلطان کو تخت نشین نہیں ہونے دیتے تھے۔ سلطان سلیم خاں ثانی کی تخت نشینی کے وقت خزانہ سلطنت کی تبری کی وجہ سے اس شوریدہ سر فوج کو انعام نہیں دینے کا ارادہ تھا۔ لیکن مجبوراً ان کا دامن سلطان کو بھرنے پڑا۔

مصطفیٰ اول عثمان خاں ثانی اور مراد ثالث کے زمانوں میں تو ان لوگوں کے مطالبات اتنے بڑھ گئے کہ اس کو قاروں کا خزانہ بھی نہیں برداشت کر سکتا تھا۔ مراد ثالث کی تخت نشینی پر جب ان لوگوں نے سلطان اور وزیرا کی سلطنت کو زیادہ دق کیا تو سلطان موصوف کو اپنے محلات کا تقریبی وطلائی سامان فروخت کر کے ان کا مطالبہ پورا کرنے کے لئے مجبور ہونا پڑا۔

رفتہ رفتہ بینی چریوں کے اطوار و کردار بھی بدلنے لگے۔ اب بھی وہ لڑنے ضرور تھے لیکن بجائے جہاد فی سبیل اللہ اور حصول مرتبہ شہادت کے مطیع نظر محض ٹوٹ مار تھا۔ اب وہ ہشت کے بجائے مفتوح اقام کے مال و متاع کی خواہش رکھتے تھے۔ زمانہ میں ان میں بھی پولس کے فرائض انجام دیتے وقت وہ قسطنطنیہ کے تاجروں سے رشوتیں وصول کرتے پھر تے تھے۔ فائز بر گیدہ کے فرائض انجام دیتے تھے۔ لیکن بجائے آگے بڑھانے کے اب لگایا کرتے تھے تاکہ لوٹ مار کا موند ملے۔

وزیر اور سلطان سب بینی چریوں کی ان حرکات مذہبی سے واقف نہ تھے لیکن ان کے خوف کی وجہ سے ایک لفظ ان کے خلاف ان لوگوں کی زبان سے نہیں نکلتا تھا۔

۱۶۲۲ء میں اس ظالم اور شوریدہ سر فوج نے سلطان عثمان خاں ثانی سے ناراض ہو کر ان کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا اور ان کی سرطوں اور بازاروں میں بہت تشہیر و تذلیل کی۔

سلطان ابراہیم کے زمانہ میں بنی چریوں نے وزیر اعظم سے ناخوش ہو کر قتل کر دیا۔ سلطان مراد نے وزیر اعظم کی نعش پر کھڑے ہو کر بنی چریوں کو مخاطب کر کے کہا کہ ”دیکھو اب تم لوگ کوئی اور ظالم ہو گئے ہو اور تم پر ضرور اللہ کا غضب نازل ہو گا“ عبرت کا مقام ہے کہ یہ وہی بنی چری قح ہے کہ جو خلیفہ کی سند تقدس کی حفاظت کے لئے اپنی جانیں قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتی تھی اور آج وہ خود اپنے ہاتھوں سے سلطان المعظم اور وزیر اعظم کو قتل کرنا پسند کرتی ہے۔

بنی چری فوج کی تباہی

یہاں پر پیشل بالکل صادق آتی ہے کہ خدا ظالم کی رسی درا کر دیتا ہے لیکن آخر میں سزا ضرور دیتا ہے۔ چنانچہ سلطان محمد خاں ثانی نے جو کہ تاریخ میں مصلح کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں شوریدہ سرفوج کو تباہ و برباد کر نیک پورا پورا عزم کر ہی لیا۔ انہوں نے خفیہ طور سے عرب اور دوسرے مشرقی ممالک سے فوجیں فراہم کر کے قسطنطنیہ میں جمع کرنا شروع کیں۔ اور جب اپنی تمام تداریک مکمل کر لیں تو خفیہ طور سے بنی چری فوج کو تباہ کرنے کا ایک دن مقرر کر دیا گیا۔

۱۵ جون ۱۵۶۷ء کو جان نثار نامی فوج قصر سلطانی کے چاروں طرف لگا دی گئی۔ سقوط طری میں وزیر اعظم کے ماتحت ایک عرب فوج مقرر کر دی گئی۔ تو پتہ خانہ کا افسر ابراہیم بنایا گیا جو کہ نہایت ہی سخت اور شدید آدمی تھا اس کے ماتحت چودہ ہزار توپچی اور توپیں تھیں۔ ابراہیم نے تو پتہ خانہ ایسے موقع پر ہجما یا جو کہ قصر سلطانی کی طرف بنی چریوں کا راستہ ہو سکتا تھا۔ اسی وقت اتفاقاً بنی چریوں کو لپکا کر کسی غدار نے سلطان مراد سے باخبر کر دیا جس کو کس کر وہ فوراً ہی اپنی بارکوں میں ہتھیار لینے کے لئے کھس گئے اور پھر بارکوں سے نکل کر قسطنطنیہ کے بازاروں میں آئے جہاں قصر سلطانی کی طرف بھاگنا شروع کر دیا تاکہ سلطان اور وزیر اسب کو قتل کر دیں۔ سلطان جو کہ قصر کے کمرے سے یہ سب نظارہ دہی انکھوں سے دیکھ رہے تھے انہوں نے فوراً ہی بنی چریوں کو اپنی طرف آتے دیکھ کر رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا سبز عمامہ تنگ کیا اور اس کو بلند کر دیا قسطنطنیہ کے باشندے علم کو لہراتے دیکھ کر باب عالی کی طرف جوق جوق روانہ ہونے لگے اور رسول اکرم کے جھنڈے تلخ خلیفۃ المسلمین جان نثار کرنے کے لئے سب جمع ہو گئے۔

بنی چری بھی نامی گذرگاہوں اور بازاروں میں قتل عام کا بازار گرم کرتے ہوئے باب عالی کی طرف سرپٹ بھاگتے چلتے جاتے تھے۔

ابراہیم افسر تو پتہ خانہ بھی عین ناکہ پران کی تاک میں بیٹھا تھا۔ جونہی یہ اس کی توپوں کی زد میں آئے اس نے توپوں کے دمانے کھیل دیئے اور بنی چری مثل دابہ نچوڑ ٹٹ گئے۔ اس کے بعد بنی چری اپنی بارکوں کی طرف بھاگے۔ ابراہیم نے بارکوں تک ان کا تعقب کیا اور بارکوں کو بھی گھیر کر گولوں کی مار سے معین بنی چریوں کے ان کو بیوند زمین کر دیا۔ قسطنطنیہ کے بھی تمام باشندے عاجز ہو گئے تھے انہیں بھی بچا کھچا بنی چری سپاہی ادھر ادھر ہر جہاں وہیں اس کو قتل کر دیا۔

اس طرح وہ فوج جس کی بنیاد عثمانیوں ہی کے ہاتھوں رکھی گئی تھی انہیں ہاتھوں نے اس کو اکھاڑ کر بھی پھینک دیا۔

بنی چری ہی عثمانی فتوحات کے بل بوتے

ترکی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ سلطان ابراہیم جو کہ خاندان عثمانیہ کے دوسرے فرمانروا ہوئے ہیں ان کے زمانہ میں اس لشکر کی بنیاد پڑی۔ اور یہ لشکر اپنے مخصوص قواعد و ضوابط کے ساتھ سلیمان اعظم کے زمانہ تک نہایت دل صاحب سے پوشیدہ نہیں ہے کہ عثمانی ترکوں کی وسطیورپے و اناٹا تک جو فتوحات ہوئی ہیں وہ سب اسی زمانہ کے اندر ہوئیں۔

سلیمان خاں اول کے زمانہ میں بنی چریوں کی خصوصیات بدل گئیں دوسرے لفظوں میں یہ کہہ لیجئے کہ وہ حقیقی بنی چری نہیں ہے۔ چنانچہ اس کے بعد سے ترکوں کا قدم پھر آگے نہیں اٹھا۔ بلکہ جو قدم اٹھا بھی تو وہ بھیجے ہی کی طرف اٹھا۔ ۱۸۲۶ء میں یہ فوج کلیتہً تباہ ہوئی۔ اس کو تباہ ہونے ایک صدی بھی نہیں گزری کہ سلطنت عثمانیہ بھی قریب قریب ختم ہو گئی۔ ان واقعات کو دیکھ کر یہ امر بالکل یقینی ہے کہ عثمانی فتوحات کا باعث سوائے بنی چریوں کے اور کوئی دوسرا نہیں تھا۔

افسوس۔ آخری عثمانی سلاطین نے ان کے قواعد و ضوابط ڈھیلے کر کے اپنے پاؤں میں خود کھلاڑی ماری۔ اگر بنی چری جیسے کہ شروع میں تھے ویسے ہی رکھے جاتے تو آج تمام دنیا پر عثمانی ہی پرچم لہراتا ہوتا۔

فرضی پیر اور بے عمل مُلا

از حضرت جوش ملیح آبادی

مُحرم میں ہمیں سزائیں دیئے والے طوفان میں ہیں خود سفینہ کھینے والے
واللہ کہ اک بال ہیں بندوں کے لئے ظاہر میں خدا کا نام لینے والے

عشاق کریں ضعف سے آپس کیونکر بیٹھا ہو جودل اٹھیں نگاہیں کیونکر
معلوم نہیں ان عاشقانِ حق پر کھلجاتی ہیں فرہی کی راہیں کیونکر

پر ہول شکم۔ عریض سینے والو! خون قوم تہید دست کا پینے والو!
تم اہل خرد سے کیوں نہ رکھو گے عناد امداد پہ احمقوں کی جینے والو!

فتح سندھ

حصہ دوم

(گذشتہ سہ ہفتے)

از جناب شرف الدین صاحب یکتا جودھپوری

(۲۱)

شورش دیر و حرم سے جب پریشان ہو گئے
کچھ سمجھ کر ہم شریک بزم رندان ہو گئے (چلبست)
شہر رادر کا انتظام کر کے مسلمانوں نے برہمن آباد کا رخ کیا۔ راستہ میں چھوٹے چھوٹے قلعے فتح کرتے وقت جب
برہمن آباد کے قریب پہنچے تو محمد بن قاسم کی خدمت میں ایک سفیر حاضر ہوا اور سلام کر کے ایک کاغذ پیش کیا۔ اُس نے
اس کو پڑھا اور پڑھتے ہی ابو سعید کو بولایا۔
ابو سعید فرمایا: ”یہ سے یاد فرمایا“
محمد بن قاسم: ”ایک خوشخبری سنو“
ابو سعید: ”ارشاد“
ابن قاسم: ”سی ساگر وزیر سندھ کا ایک مکتوب آیا ہے“
ابو سعید: ”بہت اشتیاق سے“ کیا لکھا ہے؟“
ابن قاسم: ”لیجئے اب بھی پڑھ لیں“
ابو سعید نے محمد بن قاسم کے ہاتھ سے سی ساگر کا مکتوب لیا اور پڑھنا شروع کیا:-

بموجودہ گرامی امنزلت محمد ابن القاسم الثقفی سیدہ سالاعسا کر خلافت عالمہ
عالیجاہ! گذشتہ جنگوں کو دیکھتے ہوئے آخر مجھے اہل تلچہ پر آنا پڑا کہ عسا کر اسلامیہ سے مقابلہ کرنا ہوا میرا اپنی جان سے ہاتھ
دھوٹا ہے۔ ہم اہل سندھ نے بیگناہوں کے ساتھ جو کچھ زیادتی کی تھی اسکی سزا مجھکے چکے اور مجھکے لیے ہیں جہاننک
اس جرم سے جس کے انتقام کے لئے عسا کر اسلام نے ہمارے ملک پرورش کی ہے) میرا تعلق ہے میں اپنے قصور کی معافی
چاہتا ہوں۔ اور اگر بارگاہ عالی سے مجھے جان کی امان کا پروانہ مل جائے تو میں اُن مسلم سپروں کو جن کو ہمارا راجہ داہرنے
فید کر لیا تھا جناب والا کے سپرد کرنے کو تیار ہوں اور نہ یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ جس طرح میں اپنی گذشتہ زندگی میں ہمارا راجہ بھلی کا
خیر خواہ رہا ہوں اپنی ابقیہ عمر مسلمانوں کی خیر خواہی میں بسر کروں گا۔ جواب کا یہ چینی کے ساتھ منتظر ہوں۔

سی ساگر

وزیر السلطنت مملکت سندھ

مکتوب پڑھنے کے بعد ابو سعید نے کہا ”یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے کہ دشمن کا ایک رازدان ہمارا شریک ہو رہا ہے“

ابن قاسمؒ۔ ”امید ہے کہ اس سے ہم کو کافی امداد ملے گی۔“
ابوسعیدؒ۔ ”تو پھر امان نامہ لکھ بھیجے۔“

ابن قاسمؒ نے اسی وقت امان کا پروانہ لکھ کر وزیر بنی سار کے نام روانہ کر دیا۔
دوسرے ہی دن وزیر بنی سار گریز قیدیوں کو لے کر خاموشی کے ساتھ لشکر اسلام میں آ پہنچا۔ محمد بن قاسمؒ نے اس کی بڑی تعجب کی اور اپنے برادر شہت نے کر کہا۔ ”مجھے اس بات کی بڑی خوشی ہے کہ سندھ کے وزیر اعظم کے ساتھ میرے دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے۔“
سی سار گریز میں ہمیشہ اس اعزاز پر فخر کرونگا کہ میں دنیا کے ایک جلیل القدر فاتح کے دوستوں میں ہوں۔“
ابن قاسمؒ۔ ”آپ ان کو جانتے ہیں؟ ابوسعید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے میرے مخلص دوست ابوسعید ہیں۔“
سی سار گریز۔ ”لشکر سندھ کا کون ایسا شخص ہے جو اس جرمی کو نہ جانے جس نے لشکر اسلام میں کارنامے نمایاں کئے اور جس نے دآہر کے سے عظیم الشکوہ راجہ کو تہ تیغ کیا (ابوسعید سے مصافحہ کر کے) مجھے آپ سے بل کر بہت سزا حاصل ہوئی۔“
ابوسعیدؒ۔ ”مجھے بھی آپ کے عنایات بزرگمانہ سے ایسی امید تھی۔“

ابن قاسمؒ۔ ”میرے محترم دوست! جب آپ میرے مخلص دوستوں میں شریک ہو گئے تو آپ سے ایک مشورہ لیتا ہوں۔“
سی سار گریز۔ ”فرمائیے میں بخوشی اپنی رائے ناقص کا اظہار کروں گا۔“
ابن قاسمؒ۔ ”برصغیر آباد کے حملہ میں ہم کامیاب ہو سکیں گے یا نہیں۔“

سی سار گریز۔ ”اس میں شک نہیں کہ ایک عرصہ تک سندھ کا دارالسلطنت رہنے کی وجہ سے برصغیر آبا و کا قلعہ بہت مستحکم قلعہ ہے اور آج تک جتنے قلعے فتح ہوئے ان میں ایک بھی قلعہ ایسا نہیں جو مضبوطی میں قلعہ برہمن آبا و کا مقابلہ کر سکے۔ لیکن میں یقین دلاتا ہوں کہ قلعہ جتنی مشکل سے فتح ہوئے اتنا ہی یہ قلعہ آسانی سے فتح ہو گا۔“
اس پر ترجمہ یہ کہ بغیر خونریزی کے ہوئے۔“

ابن قاسمؒ۔ ”یہ کیونکر؟“
سی سار گریز۔ ”بات یہ ہے سندھی فوج اس قدر بہت ہمت ہو چکی ہے اور گزشتہ معرکوں نے اس کو اتنا خائف کر دیا ہے کہ نہ ٹھکانا کی تاب نہیں رہی۔ البتہ وہ لوگ جو ابھی تک کسی معرکہ میں شریک نہیں ہوئے آمادہ پیکار ہیں۔ سو ایک دو معرکوں میں وہ بھی یا تو ذرا ہو جائیں گے یا صلح کر لیں گے۔“

ابن قاسمؒ۔ ”ان کے پاس سامان رسد کس قدر ہے؟“
سی سار گریز۔ ”بہت قلیل، جو غالباً ایک مہینہ بمشکل کفایت کر لے گا۔“

ابن قاسمؒ۔ ”آپ کی اس اطلاع دہی کا شکریہ۔“
اس کے بعد محمد بن قاسمؒ اسیروں کے پاس آیا جو آب آزاد ہو چکے تھے اور ایک ایک ساتھ بہت تپاک اور محبت سے پیش آیا۔

(۲۲)

اترار رہے اپنی شکستوں پہ بھی رقیب
رسی تو جیل گئی ہے مگر بل نہیں لیا (بیگناہ)

جب جے سنگھ کو یہ معلوم ہوا کہ سی سار گریز قیدیوں کو ایک مسلمانوں سے جا ملا ہے تو بہت سراپسمہ ہوا اور گھبرا ہوا رانی لاڈی کے پاس آیا۔ رانی نے اس کو اس پریشانی میں دیکھ کر کہا۔ ”جے سنگھ آج اس قدر گھبرائے ہوئے کیوں ہو۔ جلدی کہو کیا مسلمانوں کا لشکر آ پہنچا؟“

جے سنگھ ”مسلمانوں کے آجانے کا مجھے اس قدر خوف نہیں لگرایک اس سے بھی زیادہ غم انگیز واقعہ رونما ہوا ہے جس نے مجھے پریشان کر دیا“

لاڈی ”جلدی کو میرا دل بیٹھا جا رہا ہے“

جے سنگھ ”افسوس سی ساگر نے غداری کی اور مسلمانوں سے جاملا“

لاڈی ”مسلمانوں سے جاملا! یہ تو بہت بُرا ہوا“

جے سنگھ ”اور ساتھ میں اُن قیدیوں کو بھی لیتا گیا ہے“

لاڈی ”خیر اس کا تو چنداں غم نہیں۔ سچ تو اس بات کا ہے کہ ایسا قابل اور رازدارا شخص ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا۔ مائے

آب کیا ہوگا؟ مجھے قیمت پھری نظر آتی ہے“

جے سنگھ ”گھبرائیے نہیں اگر آپ نے ہمت سے کام لیا تو مسلمان ہمارا کچھ نہیں لگا کر سکتے“

لاڈی ”میں نے سنا ہے یہ لوگ بڑے ظالم ہوتے ہیں قیدیوں کے ساتھ اتنا بُرا سلوک کرتے ہیں جو غلاموں کے ساتھ بھی نہیں کیا جاتا“

جے سنگھ ”اس میں کیا شک ہے مسلمانوں کے ظالم ہونے میں کس کو کلام ہے۔ گرہم ان کے ظلم سے اُس وقت تک محفوظ رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم میں ہمت ہے“

لاڈی ”کچھ سوچ کر میرے خیال میں ان کے ظلم سے محفوظ رہنے کی ایک اور بھی ترکیب ہے“

جے سنگھ ”وہ کیا؟“

لاڈی ”ان سے صلح کر لی جائے“

جے سنگھ ”یہ آپ کیا فرماتی ہیں۔ ایسا تو ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ہم ان سے صلح کر لیں۔ اس میں ہماری کس قدر بدنامی ہے“

لاڈی ”تو یہ کیا کر دے؟“

جے سنگھ ”جنگ کرینیے اور اگر آپ نے میری رائے پر عمل کیا تو ہم بہت جلد کامیاب ہو جائیں گے“

لاڈی ”اچھا کو تم نے کیا سوچا ہے؟“

جے سنگھ ”آپ بمنزلہ امیری ماں کے ہیں لہذا میں جو رائے بھی دوں گا وہ اس خلوص پر مبنی ہوگی جو ایک فرد کو اپنی شفیق ماں کے ساتھ ہوتا ہے۔

اچھا ذرا غور سے سنئے۔ اس وقت ہمارے پاس کافی لشکر جمع ہو گیا ہے۔ تاہم مزید افواج کی فلاحی کی ابھی ضرورت ہے اسکی

صورت یہی ہو سکتی ہے کہ وہاں کے لشکر کی سرفزاری آپ کریں اور مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جائیں۔ میں جانتا ہوں

سو بیرونجات سے لشکر جمع کر کے مکین بھیجتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ ایک ترکیب ایسی ذہن میں آئی ہے کہ مسلمان گھبرا کر

برہمن آباد کا محاصرہ چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ وہ یہ ہے کہ تین اچانک مسلمانوں کے مفتوحہ قلعوں پر حملہ کر دوں گا۔

یہ مانی ہوئی بات ہے کہ وہ اتنی محنت سے فتح کئے ہوئے قلعوں کو آسانی کے ساتھ ہاتھ سے نہ جانے دیجئے اور فوراً ادھر کی

توجہ چھوڑ کر ادھر متوجہ ہو جائیں گے“

لاڈی ”تدبیر تو معقول ہے“

جے سنگھ ”بس تو مجھے آج ہی چلا جانا چاہئے کیونکہ مسلمان عقرب آچا چاہتے ہیں۔ میں اُمراے لشکر کو بلا کر آپ کے سامنے ضروری ہدایات

کر لوں گا“

لاڈی ”بہت اچھا میں انے مقدور ہوں مسلمانوں کے حملوں کو روکنے کا بندوبست کروں گی“

جے سنگھ نے رانی لاڈی کے قدم چومے اور محل سے نکلا۔

(۲۳)

جگہ خالی کریں غموں سے شبنم کا شاوہ ہے
چمن میں قافلہ آترے گچا پھولوں کا سحر ہو کر

(چکست)

لشکر اسلام شہر عت کے ساتھ بڑھتا ہوا برہمن آباد پہنچا اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ رانی اپنے لشکر کو لیکر بہادرانہ شہر سے باہر نکلی اور مکر کر آ رہی ہوئی۔ اور دونوں طرف سے ایک خونریز لڑائی کا آغاز ہوا۔

جسے سنگھ کی کوششیں بیسودنا ثابت نہ ہوئیں بلکہ تھوڑے سے عرصہ میں بہت سے لشکر کا اجتماع ہو گیا جس سے اہل سندھ کو بہت لقویت ہوئی۔ اسی آئنا میں مخبرین قاسم کو معلوم ہوا ہے سنگھ نے ممالک محروسہ اسلامیه پر لشکر کشی کی ہے اور شکر اسلام کی رسد کے راستے بند کر دیئے ہیں۔ ملٹر نو جوان نے چند امرائے لشکر یعنی بنانہ بن حنظلہ کلانی، عطیہ علی، صا رہمہانی، عبدالملک بدینی وغیرہم کو اپنے لشکر سے علیحدہ کر کے ایک مختصر فوج بنائی۔ اور اہل ہنودی تالیف قلوب کے لئے ایک ہندو سردار کو کالو جو سلطانوں صلح کر کے ان کے لشکر میں شامل ہو گیا تھا اس لشکر کا سپہ سالار بنایا اور بے سنگھ کی گوشمالی کے لئے روانہ کیا۔

تموکا ایک بہادر سپاہی تھا۔ اس نے اس مادی اور شدت سے بے سنگھ کا مقابلہ کیا کہ بے سنگھ کو سولے فرار کے کچھ نہ سوجھا اور ایسا فرار ہوا کہ ملک سندھ چھوڑ کر کشمیر میں جا رہا۔ دوم کیا۔ اور یہ فیروز مند لشکر نے اسے مسرت بلند کرتا برہمن آباد لوٹا تو موکا کا یہ فیصلہ اور جو انور دی دیکھ کر مخبرین قاسم بہت خوش ہوا۔ اور اسے منصب میں اضافہ کیا۔

آب تک برہمن آباد والوں کا طریقہ تھا کہ دن بھر میدان میں لڑنے اور رات کو شہر میں پناہ گیر ہو جاتے۔ مگر جب بے سنگھ کی شکست اور فراری کی خبر ان کے پاس پہنچی تو اتنے سراسیمہ و خائف ہوئے کہ پھر شہر سے باہر نہ نکلے۔ اور قلعہ بند ہو کر مقابلہ کرنے لگے۔ لیکن کب تک؟ رسد کی راہیں مسدود اور اشیائے خورد و نوش ختم ہو جانے لے ان کو بہت جلد پریشان کر دیا۔ مگر فوجی امرانہوز صلح پر آمادہ نہ ہوتے۔ یہ حالت دیکھ کر شہر کے لوگوں نے ایک خفیہ مجلس مشاورت منعقد کی جس میں قرار پایا کہ اگر دشمنان برہمن آباد والوں کو جان کی امان دیں اور ان کے مال سے تعرض نہ کریں تو دروازہ کھول دینا چاہئے۔ چنانچہ حسب قرار واد مخبرین قاسم کی خدمت میں اس قسم کی درخواست پہنچی گئی۔ جس کا جواب یہ دیا گیا کہ "ان لوگوں کو جان و مال کی امان دیجائیگی جو ہتھیار بند نہ ہونگے۔ مگر جو شخص مسلح نظر آئے گا گرفتار کر لیا جائیگا اور جو مقابلہ کرے گا وہ قتل ہوگا"۔ یہ جواب ملتے ہی اہل شہر نے بغیر امرائے لشکر کو اطلاع کے دروازہ کھول دیا۔ جس کے ساتھ ہی اسلامی لشکر ایک سیلاب کی طرح شہر میں دریا۔ آب افواج سندھ میں بے جا شمشاد بھاڑ پڑی اور مسلح سپاہی شہر کا دوسرا دروازہ کھول کر بھاگنے لگے۔ رانی لاٹھی نے کچھ فوجی سرداروں کو جمع کر کے مقابلہ کیا۔ مگر آخرش گرفتار ہوئی اور برہمن آباد کے قلعہ پر اسلامی جھنڈا اُٹھانے لگا۔

(۲۴)

جب شہر میں ایک بھی مسلح سپاہی نہ رہا تو مسلمانوں نے لڑنے سے ہاتھ روکا۔ گراہل شہر کو امان مل چکی تھی تاہم وہ اس ہنگامہ کا راز اسے ایسے غور و فکر سے دیکھتے تھے کہ اپنے گھروں میں جا کر بند ہو گئے۔ انہیں خوف اس بات کا تھا کہ بھادرا مسلمان فوجی آدمیوں کے دھوکے میں شہر والوں پر حملہ نہ کر بیٹھیں۔ چنانچہ جب باہر امن ہو گیا تو لوگ اپنے گھروں سے نکلے مسلمانوں نے کسی سے کچھ تعرض نہ کیا اور اپنے وعدہ پر قائم رہے۔ اس حسن سلوک سے ان کے دل میں اہل اسلام کی عظمت و شرافت کا سیکڑ بیٹھ گیا۔ برہمن آباد پر پوری طرح تسلط ہو جانے کے بعد مخبرین قاسم نے سجدۂ شکر ادا کیا اور تمام اہل لشکر کو جمع کر کے دربار منعقد کیا۔ اور

ایک بصیرت افروز تقریر کی :-

"برادران اسلام! خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اُس نے ہمارے ہاتھ سے ایک بہت بڑا ملک فرج کر لیا۔ اور ظالم اپنے

کیفر کر اور کونچے لیکن اس عظیم الشان فتح سے ہمارے دلوں میں غرور و نخوت کا اثر تک نہ پیدا ہونا چاہئے کیونکہ غرور خدا کو ناپسند ہے اور وہ ہمیشہ مغروروں کو نیچا دکھاتا ہے۔ تم کو یاد ہو گا کہ جس وقت سرور کائنات جناب سالتاب صلی اللہ علیہ وسلم نے کسرتے ایران کے نام پیام تبلیغ بھیجا تھا جس کو اس مغرور نے اپنی بر شوکت سلطنت کے غرور میں سرشار ہو کر خاک کر ڈالا تھا۔ اس کا انجام کیا ہوا؟ بہت جلد اسکی سلطنت نیست و نابود ہو گئی اور وہ محالک آج مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں والی سندھ کے غرور کا واقعہ ہمارے پیش نظر ہے۔ لگتا جلد خدا نے اس کے غرور کو خاک میں ملایا۔ و تعز من تشاء۔

میرے محترم دوستو! اس فتح کو تائید ربانی سمجھو۔ کیونکہ ہم گنتی کے مسلمانوں میں یہ طاقت کہاں تھی کہ اتنے بڑے بڑی دل لشکر کا مقابلہ کر سکتے۔ لہذا اس قیاد و طریق کا شکر ادا کرو اور اس سے امداد کے طالب ہونا کہ بقیہ ملک بھی نور اسلام سے تاباں و درخشاں نظر آئے گا۔

تقریر ختم ہونے پر لوگوں نے جوش و خروش سے نعرے لگائے تکیہ بلند کئے اور اللہ اکبر، اللہ اکبر، نصر من اللہ و فتح قریب کی پرجلال صداقت سے ہر دیوار و درگاہ گونج اٹھی۔

پھر محمد بن قاسم نے مال غنیمت منگوایا اور اس میں سے خمس بیت المال کے لئے نکال کر باقی لشکر میں تقسیم کر دیا۔ بعد ازاں اسیران جنگ کو طلب کیا۔ ان میں سے جنہوں نے اسلام کی حفاظت میں آئینا و عارہ کیا وہ رہا کر دیئے اور باقی کو بدستور قید میں رکھنے کا حکم دیا۔

اسی دوران میں لشکر اسلام کے ایک بہادر جانا باز نے بڑ بھائی ایک پری پیکر نازنین کو پیش کیا اور کہا کہ ”یا امیر ایک لعل بے بہا حاضر ہے“

محمد بن قاسم ”یہ کون ہے؟“
عبدالرحمن ”راجہ داہری کی چھوٹی رانی لاڈی“
محمد بن قاسم ”داہری کی رانی“

یہ لکھ کر ایک اونچے مسند گواہی اور اس پر اس کو بیٹھنے کی اجازت دی۔ اور پھر رانی سے مخاطب ہو کر کہا ”محترم رانی آپ چونکہ سلطنت سندھ کی رانی ہیں اس لئے میری نظریں قابل احترام ہیں اور دل سے آپ کی عزت کرتا ہوں۔ آپ کو غالباً ناگوار گزرا ہو گا اور ضرور ناگوار گزرا ہو گا کہ ہم نے آپ کے عیش و آرام کو منقض کر دیا مگر یقین جانئے کہ اس میں ہمارا ذرہ برابر قصور نہیں اگر راجہ داہری کے بے عنوانیاں مدبے نہ گزری ہوتیں تو ہم ادھر کا رخ تک نہ کرتے۔ سندھ پر حملہ کرنے سے ہمارے غرض صرف مظلوموں کی امداد تھی جس میں خدا کے فضل سے ہم کامیاب ہوئے۔ ہم کو آپ کے ملک و دولت سے سروکار نہیں۔ آپ کا ملک آپ کا مملکت ہے۔ آپ جس کو چاہیں یہاں کا حکم ان قدر کر سکتے ہیں۔ یا آپ خود سندھ کی غنائ حکومت اپنے ماتحت میں لے سکتی ہیں۔ ہم کو کوئی غلغلہ نہ ہو گا۔ لیکن اتنی شرط ضرور منظور کرنی پڑیگی کہ سندھ کا حکمران اپنے آپ کو اسلام کی حفاظت میں لے کر مسلمانوں کا خیر خواہ ثابت کرے۔ ہم ہر وقت اس کی مدد کے لئے اس طرح تیار رہیں گے جس طرح کہ مسلمانوں کی مدد کے لئے تیار ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس امر پر مطمئن دل سے غور کر لیتی“

مجموعہ اخلاق و نوجوانوں کا یہ برتاؤ بہترین شرافت آمیز برتاؤ جو اوراق تاریخ پیش کر سکتے ہیں دیکھ کر عشرت کدہ داہری کی مایہ ناز حسینہ دریائے حیرت میں غرق ہو گئی۔ و حتی عرب اور مجسم خلق، ظالم مسلمان اور سر پار ہم، یہ ایسا خیال تھا جس سے اس کا دل آج سے پہلے آشنا تک نہ تھا۔ وہ ابھی تک یہ سمجھے ہوئے تھی کہ مسلمان ناخدا ترس ہوئے ہیں اور قیدیوں کے ساتھ بہت بُرا سلوک کرتے ہیں۔ چنانچہ جب وہ محمد بن قاسم کے دربار میں پیش کی گئی تھی تو اس کے دل میں پختگی سے راسخ ہو گیا تھا کہ وہ نوکری بنائی جائیگی اور اسی خیال سے اس کا بدن خوف و ہراس سے لرز رہا تھا۔ مگر یہاں معاملہ بالکل برعکس نظر آیا اور

خلاف توقع اس کی عزت کی گئی۔

رانی دیکھنے کو تو سر جھکائے خاموش بیٹھی تھی مگر بدن کارواں رواں اس نوعمر فاتح کی طرح دُشکے گیت گار مانتھا اس نے ایک نگاہ تشکر سے محمد بن قاسم کو دیکھا تو اس کو محسوس ہوا کہ اس کی نظر میں ایک حسین دیوتا کی پرستش کر رہی ہیں۔ اس کے بعد محمد بن قاسم کا دربار جو شاندار اور پُر تکلف نہ تھا بلکہ جس میں سچی اسلامی شان نظر آ رہی تھی برخاست ہوا اور رانی لاڈی زنا نہ محل میں عزت و احترام کے ساتھ پہنچادی گئی۔

(۲۵)

کون کہتا ہے کہ پتھر میں خدا رکھا ہے
دل کے سمجھانے کو ایک بُت سا بنا رکھا ہے

”کیا دوسری مسلمان بھی ایسے دیوتا سروپ ہو سکتے ہیں..... یا یہ صرف میرا دم ہے..... جو مجھے مَراہی کی طرف لئے جا رہا ہے..... مگر نہیں..... اس نوجوان کا خیال دم بھر کے لئے میرا بیچھا نہیں چھوڑتا..... ابھی اس کی عمر ہی کیا ہے..... مگر اُس کے حوصلے اور ارادے کس قدر بلند ہیں..... اور..... خیالات کس قدر پاکیزہ..... کیا اس عمر کے کسی نوجوان کے جنگل میں پھنس کر ایک نوجوان عورت کا اپنی عزت و عصمت سلامت لیکر نکلنا ممکن ہے؟..... ہرگز نہیں..... یقیناً وہ دیوتا ہے..... کیا میرے خواب کی آئینہ ہی تو نہیں؟..... آف میں کس قسم کے خیالات ان لوگوں کے متعلق اپنے دل میں لئے ہوئے ہوں..... یہ ضرور شیطانی وسوسہ ہے کہ میرا دل ان کی طرف کھینچ رہا ہے..... ورنہ پائی دُشٹ مسلمان تو پائی ہی نہیں گئے..... انہوں نے میرا شہاگ آجاڑا..... ہمارا مُلک چھین لیا..... مگر ماں وہ یہ بھی تو کہتا تھا کہ مجھے تمہارے ٹیک سے کوئی سروکار نہیں..... تو کیا وہ سندھ کا مُلک مجھے عنایت کرے گا؟..... ہے پر بھڑیہ کیا راز ہے؟“

یہ خیالات تھے جو رانی کے دماغ میں آ رہے تھے۔ بالآخر بہت کچھ رد و قدح کے بعد اُس نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ خیالات دُساوس شیطانی سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔ اُس نے ارادہ کیا کہ مندر میں جا کر دیوتاؤں کی پرستش کرے جس سے یہ وسوسہ دُور ہو۔

یہ ارادہ کر کے اُس نے اپنی بہرم خواص پارتی کو آواز دی جس کے ساتھ ہی ایک شوخ و طر عورت آمو جو دھوئی اور بولی ”فرمایئے کیا حکم ہے؟“

لاڈی ”میں بڑے مندر میں ٹوکے لئے جانا چاہتی ہوں۔ اس لئے سواری کا جلد انتظام کرو۔“

پارتی ”غالباً حضور خاصہ متنازل فرما کر تشریف لے جائیں گی؟“

لاڈی ”نہیں میں ابھی جانا چاہتی ہوں۔“

پارتی بہت اچھا ”کمک چلدی“ جب سب انتظام ہو گیا تو رانی کی سواری برہمن کے بٹے بُت خانہ کی سمت روانہ ہوئی۔ ٹھیک اُس وقت جبکہ رانی اپنے بیجان خدا کے قدموں پر سر رکھتے ہوئے تھی ہمیشہ قائم رہنے والے جی و قیوم خدا کا بندہ محمد بن قاسم مندر میں داخل ہوا۔ رانی فوراً سنبھل کر ادب کے ساتھ ایک جانب کھڑی ہو گئی۔ نوجوان نے بُت کے ہاتھ میں سے ایک مرصع کنکن اتار لیا۔ ایر رانی سے کہا ”یہ تمہارا معبود ہے؟“ پہلے اس کے دونوں ہاتھوں میں کنکن تھے۔ اب صرف ایک ہی ہاتھ میں رہ گیا ہے۔ مگر یہ نہیں جانتا کہ دوسرا کنکن کون لئے گیا اور نہ اس میں اتنی قوت ہے کہ مجھ سے اپنا کنکن چھین لے۔ کیا ایسے بیجان معبود کی پرستش کرنا زیادہ ہے؟“ یہ کہہ کر وہ مسکرایا اور کنکن واپس اس کے ہاتھ میں ڈال دیا۔ اور مندر سے باہر آیا۔

(۲۶)

دیکھتے کیا ہو رنجتیں میرے سرفیاز کی
ناصیہ سانی ہے نصیب ان کی حریم ناز کی
(یکتا)

رات کا بھانک وقت تھا۔ تاریکی تمام عالم پر مسلط ہو چکی تھی۔ لوگ کچھ نیند سو رہے تھے۔ محمد بن قاسم بھی بھون آ باد فتح کے اپنی خوابگاہ میں آرام کر رہا تھا کہ ایک نوجوان عورت پاسباؤں کی نگاہ سے بچتی بچاتی اُس کی خوابگاہ میں داخل ہوئی۔ پاؤں کی آہٹ سنکر محمد بن قاسم کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے اپنے سانسے ایک رشک مابہتاب حسینہ کو دیکھ کر عالم شوق و اضطراب میں کہا ”کون رانی لاؤی کیا تم ہو؟“

”حقیقتہً آپ دیوتاؤں سے زیادہ طاقتور ہیں۔ بالکل بچا ہے اگر میں بے جان دیوتاؤں کو چھو کر ایک زندہ دیوتا کی پرستش کروں۔“ رانی نے سجدے میں سر رکھتے ہوئے محمد بن قاسم سے کہا۔

محمد بن قاسم نے اس کا سر سجدہ سے اٹھایا اور کہا۔ ”اے سلطنت سندھ کی رانی! عبادت کے لائق وہی ایک معبود ہے جس نے تم ہم اور کل کائنات کو پیدا کیا ہے۔ میں تو اس کا ایک عابد و ناجیز بندہ ہوں۔“
رانی کے دل میں محبتِ اسلام کی جھنگاریاں پہلے سے ٹٹھا رہی تھیں۔ ابن بعیرت افروز الفاظ نے ان کو شعلوں کی مہوت میں بھڑکادیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مہجبین رانی نے اسلام قبول کیا اور محمد بن قاسم کے نکاح میں آکر اس کی ریت آنکھوں میں بجی۔ اب سندھ میں ہندو راج زوال پذیر ہوا اور اسلامی سلطنت کی بنیادیں مستحکم ہونے لگیں۔

تمتہ

محمد بن قاسم پردہ دنیا پر وہ زبردست ہیرو ہوا ہے جس کے حیرت انگیز کارنامے، مجر العقول معرکہ آرائیاں تاریخ عالم کے اوراق کو مزین کئے ہوئے ہیں۔ وہ کہنے کو تو ایک کس لو کا تھا مگر کسی میں اس نے وہ مہربانہ اور بہادرانہ کام سر انجام دیئے جو کوئی پختہ سانی میں نہ کر سکا۔ کیا تاریخ اس کی سنی نظیر پیدا کر سکتی ہے؟ غیر متعصب مؤرخین تو اس کے کارناموں کو جتنا سراہیں اتنا ہی ٹھوڑا ہے۔ مگر یہ تو یہ دیکھ رہے ہیں کہ متعصب مؤرخین بھی اس کی مدح و ثنا میں اسی طرح رطب اللسان ہیں اور وہ اپنے تعصب کی بنا پر باوجود صدمہ کو ششوں کے آج تک اس مابہ الامتیاز شخصیت کے ہیروئیں کوئی پولیٹیکل نقص یا اخلاقی عیب نہ پاسکے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ دربار خلافت سے اس جانباز کو اس کی جانبازی کا کیا صلہ ملا۔ آہ! قلم لرزتا ہے۔ دل شق ہوتا ہے یہ لکھتے ہوئے کہ اس کے حق میں وہ ہوا جو نہ ہونا چاہئے تھا۔ ناقد رشتاں و احسان فراموش سلیمان بن عبدالملک نے اس کے ساتھ وہی بدترین سلوک کیا جو موسیٰ بن نصیر فاتح اندلس (اسپین) اور قتیبہ بن مسلم فاتح چین کے سے مایہ ناز فرزند ان اسلام کے ساتھ کیا گیا۔
اس سے بڑھ کر زمانہ کی بددلتا فی دیکھئے کہ آج ابوسعید کے نام کو، جس نے محمد بن قاسم کے دوش بدوش تہمت عظیم سرکیں، کوئی نہیں جانتا۔ مؤرخین صرف یہ کہہ کر خاموش ہو جاتے ہیں کہ والی سندھ اہر کے قتل کا سربراہ بنی کلاب کے ایک مایہ ناز فرزند کے سر رہا۔

(یکتا)

شاہنامہ اسلام
حضرت ابوالاثر حقیقہ جالندھری قیمت جلد اول تین روپے جلد دوم تین روپے علاوہ محصول ڈاک
ملنے کا پتہ:- مینجر صوفی بکٹ پو پٹی بہاؤ الدین نجیب

التجائے مسلم

اے خدا! اے جفاکشوں کے خدا
خون آشام امتحانوں میں!
عزم کو عزم آہنیں کر دے
تشنہ عیش کامرانی ہوں
دل میں جوش کمال پیدا کر
عرش پیمیاں نگاہ دے مجھ کو
زندگی دی تو سرخوشی بھی دے
واقف عرض والتجبا ہے تو
اپنے الطاف سے مرے مالک
جانگزا ہے عذاب ناکامی
تاکجبا اضطراب ناکامی

بے نیاز عزم جہاں کرے
سر خر و کرے، کامراں کرے

سارے نبی کے سارے اخلاق اس کتاب میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بی نظیر اخلاق و محاسن کا تفصیل سے ارشاد کیا گیا ہے حضور کے خلق خدا سے جملہ فیضان و انصاف و امانت و ایمان و اخلاق و عفو و رحمت و شمول و حسن سلوک اور کثرت کرم جن کے قید و لول سے نیک بڑاؤ۔ آپ کے بلند پایہ اخلاق سے متاثر ہو کر مخالفین کا آخر کار خود بخود اسلام میں داخل ہونا غیر مسلموں کے روادار ملی اور حسن سلوک۔ شفقت و نرمی۔ تواضع و انکسار۔ زہد و تقاضات اور سخاوت و بہادری کے تمام جدیدہ و جدیدہ واقعات لکھے گئے ہیں جن کو یہ دیکر ہر شخص حضور کی عظمت و شان اور صداقت و حقانیت کا صدق دل سے قائل ہو جاتا ہے۔ قیمت صرف چھ آٹے (۶) علاوہ محسولہ ڈاک

میلے کا پتہ: مینجر صوفی بنگلہ پوینڈی بہاول الدین پنجاب

نیور

منشی پریم چند کے ہندی فنانے کا ترجمہ مترجمہ ابو محمد امام الدین صاحب نام گری
آسمان میں چاندی کے پہاڑ دوڑ رہے تھے، نکلے بل رہے تھے، جیسے سورج اور بارشیں جنگ چھڑی ہوئی ہو، کبھی چھاؤں
ہو جاتی تھی، کبھی تیز دھوپ چمک اُٹھتی تھی، برسات کے دن تھے، جس ہور رہا تھا، ہوا بند تھی۔
گاؤں کے باہر کئی مزدور ایک کھیت کی مینڈ باندھ رہے تھے، ننگے بدن، پسینے میں تر، کچنی کے ہوتے، سب کے سب
پھاؤڑے سے منی کھود کھود کر مینڈ پر لکھتے جاتے تھے، پانی سے منی نرم ہو گئی تھی۔
گوبر نے اپنی کافی آنکھ میٹھا کر کہا۔ اب تو ہاتھ نہیں چلتا بھائی، گولہ بھی چھوٹ گیا ہوگا، چلو چنبیا کر لیں۔
نیور نے ہنس کر کہا۔ یہ مینڈ تو پوری کر لو، پھر چنبیا کرنا، میں تو تم سے پہلے آ گیا تھا۔
دیتا ہے سر پر جھوٹا ٹھکانے ہوئے کہا۔ تم نے اپنی جوانی میں جتنا کھلی کھایا ہوگا نیور دادا اتنا تو اب ہمیں پانی بھی
نہیں ملتا۔

نیور چھوٹے قد اور گھٹیلے بدن کا، کالا، پھر نیلا آدمی تھا، عمر پچاس سے اوپر تھی، مگر اچھے نوجوان اس کے برابر
محنت نہ کر سکتے تھے، ابھی دو تین سال پہلے تک گشتی لڑتا تھا، جب سے گلے مر گئی، گشتی لڑنا چھوڑ دیا تھا۔
گوبر۔ تم سے تمباکو پیسے بغیر کیسے رہا جاتا ہے نیور دادا؟ یہاں تو چاہے روٹی نہ ملے، لیکن تمباکو کے بغیر نہیں رہا جاتا۔
دینا۔ تو یہاں سے جا کر روٹی پکاؤ گے دادا؟ بڑھیا کچھ نہیں کرتی۔ ہم سے تو دادا ایسی عورت سے ایک روز نہ بچھے۔
نیور کے چپکے ہوئے کھڑی مونچھوں سے ڈیکے چہرے پر ہنسی کی ہلکی سی لہر دوڑ گئی۔ جس نے اسکی بد صورتی کو بھی خوب صورتی سے
بدل دیا، بولا۔ جوانی تو اس کے ساتھ کافی رہے بھٹا، اب اس کوئی کام نہیں ہوتا تو کیا کروں؟
گوبر۔ تم نے اسے سر پر چڑھا رکھا ہے، نہیں تو کام کیسے نہ کرتی، مزے سے پلنگ پر بیٹھی چم پیتی بہتی ہے، اور گاؤں بھر سے
لڑائی کرتی ہے، تم لوڑے ہو گئے لیکن وہ تو اب بھی جوان بنی ہے۔
دینا۔ جوان عورت کیا اس کی برابری کرے گی، سیندور، ٹکلی، کاجل، ہندی میں تو اس کا من بستا ہے، کنا سے دار لگیں دھوئی کے
بغیر تو اسے کبھی دیکھا ہی نہیں، اس پر گنتوں سے بھی جی نہیں بھرتا، تم سیدھے ہو اس سے بھاؤ ہو جاتا ہے، نہیں تو اب تک
گلی کلی ٹھوکر بن کھاتی ہوتی۔

گوبر۔ مجھے تو اس کے بناؤ سنگار پر بہت غصہ آتا ہے، کام کاج کچھ نہ کرے گی، مگر کھانے پینے کو اچھا ہی چاہیے۔
نیور۔ تم کیا جانو بیٹا، جب وہ آتی تھی تو میرے گھر میں شات ہل کی کھیتی ہوتی تھی، رانی بنی بیٹھی رہتی تھی، زمانہ بدل گیا تو کیا ہے
اس کی طبیعت تو وہی ہے، گھڑی بھر جو کے کے سامنے بیٹھ جاتی ہے، تو انکھیں سرخ ہو جاتی ہیں اور سر تھا کر مڑ جاتی ہے،
مجھ سے تو یہ نہیں دیکھا جاتا، اسی دن رات کے لئے تو آدمی شادی کرتا ہے، اور اس میں کیا رکھا ہے، یہاں سے جا کر روٹی پکاؤ گے
پانی لاؤ لگا، تب دو لوگے کھا لیں، نہیں مجھے کیا تھا، تمہاری طرح جا رہی تھی مار کر ایک لڑکا پانی لیٹا۔ جب سے بیٹی مر گئی ہے
تو وہ اور بھی بچ ہو گئی۔ اس سے اس کو بڑا صدمہ پہنچا، ماں کی مامتا کو ہم کیسا بھیجیں گے بیٹا؟ اپنے تو کبھی بھی ڈانٹ بھی
بتا دیتا تھا، اب اس منہ سے ڈانٹوں؟

دینا۔ کل تم پر بڑے بڑے چڑھے تھے؟ اب کون گولہ پکی ہے۔
نیور۔ اسی بکری کے لئے تھوڑی توڑ رہا تھا، لڑکی کو دودھ پلانے کے لئے بکری لی تھی، اب بڑھی ہو گئی ہے، لیکن تھوڑا دودھ

نے دیتی ہے، اسی کا دودھ اور روٹی تو بڑھیا کا سہارا ہے۔

گھر بچہ کی نورو نے لوٹا اور ڈول اٹھایا اور نہانے چلا۔ اس نے میں بیوی نے چار پائی پر لیٹے لیٹے کہا۔ اتنی دیر کیوں کر ڈاکر تے ہو، آدمی کام کے پیچھے جان تھوڑے ہی نے دیتا ہے۔ جب مزدوری سب کے برابر ملتی ہے تو کیوں کام کے پیچھے تے ہو؟ نیور کا دل خوشی سے لبریز ہو گیا، اس کی ایشا بھر ہی محبت میں خود غرضی کی ٹونگ تو نہ تھی، کتنا خلوص ہے، اس کے سوا اور کس کو اس کے آرام اس کے مرنے مینے کی فکر ہے، پھر یہ کیوں نہ اپنی بڑھیا کے لئے جان دے، بولا۔ تو اس جہنم میں کوئی دیوی رہی ہوئی بدیتا، سچ۔

بدھیا اچھا رہنے دو، یہ جا بلو، ہمارے پیچھے کون بیٹھا ہے جس کے لئے اتنی مائے مائے کرتے ہو! نیور گز بھر کا سینہ لئے نہانے چلا گیا، واپس آ کر موٹی موٹی روٹیاں پکائیں، آلو چھ لیس ڈال دیئے تھے ان کا بھر تر بنایا، پھر بدھیا اور وہ دونوں ساتھ کھانے بیٹھے۔

بدھیا۔ میری ذات سے تمہیں کوئی آرام نہ ملا، پڑے پڑے کھاتی ہوئی اور تمہیں پریشان کرتی ہوں، اس سے تو کہیں اچھا تھا کہ بھگوان مجھے اٹھا لیتے۔

نیور۔ بھگوان آئیں گے تو میں کہوں گا کہ پہلے مجھے لیچلو، تم نہ رہو گی تو اس سوئی جمو نیوڑی میں کون ہے گا۔

بدھیا۔ تم نہ رہو گے تو میری کیا حالت ہوگی، یہ سوچ کر ہی میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا اچھا جاتا ہے، میں نے کوئی بڑی نیکی کی تھی جو تمہیں پایا، کسی اور کے ساتھ بھلا امیر کیا بھلا ڈھونڈتا؟

ایسی بھی تسلی کے لئے نیور کیا نہیں کر ڈالتا چاہتا تھا، کابل، حریص، خود غرض بڑھیا محض زبان کی شیرینی سے نیور کو نجاتی رہتی تھی، جیسے شکاری کاٹنے میں چارہ لگا کر مچھلی کو کھلا کھیلنا ہے۔ اس مسئلے پر کہ پہنے کون مرے یہ آج پہلی بار بات جیت نہیں ہوئی تھی، اس کے قبل بھی کتنی دفعہ یہ سوال اٹھا تھا اور یوں ہی چھوڑ دیا گیا تھا، لیکن نہ جانے کیوں نیور نے اپنے حق میں فیصلہ کر لیا، اسے یقین تھا کہ پہلے میں ہی جاؤ نکلا، وہ اسی لئے جان دیتا رہتا تھا کہ ہاتھ میں چار پیسے ہو جائیں تاکہ اس کے بعد جب تک بدھیا سے آرام سے نہ رہے۔ کسی کے سامنے اسے ہاتھ نہ پھیلا نا پڑے۔ مشکل سے مشکل کام جسے کوئی نہ کر سکے نیور کرتا۔ دن بھر بھارے کدوں کا کام کرنے کے بعد رات کو وہ روکھ کے دنوں میں کسی کی روکھ مینا، یا کھیتوں کی نگرانی کرتا۔ لیکن دن ختم ہوتے جاتے تھے اور وہ جو کچھ کما تھا وہ بھی ختم ہوتا جاتا تھا۔ بدھیا کے بغیر یہ زندگی... نہیں، اس کا وہ تصور ہی نہیں کر سکتا تھا۔

لیکن آج کی باتوں نے نیور کو فکر مند بنا دیا، جیسے رنگ کا ایک قطرہ پانی میں پڑ کر پھیل جاتا ہے، یہ خطرہ نیور کے دل میں پیدا ہو کر پھٹنے لگا۔

گاؤں میں نیور کو کام کی کمی نہ تھی، لیکن مزدوری تو وہی ملتی تھی جواب تک ملتی آتی تھی۔ اس مندی میں وہ مزدوری بھی نہیں رہ گئی تھی۔ یکا یک گاؤں میں ایک سادھو کہیں سے چلتے پھرتے آئے، اور نیور کے گھر کے سامنے ہی پیل کے نیچے ان کی دھونی جل گئی۔ گاؤں والے نے اپنی خوش نصیبی سمجھی۔ بابا جی کی قدر و منزلت کرنے کے لئے کبھی جمع ہو گئے۔ کہیں سے کدو آگئی، کہیں سے چھانے کو میل، کہیں سے آٹا دال، نیور کے پاس کیا تھا؟ بابا جی کے لئے کھانا پکانے کی خدمت اس نے لی۔ جس آگئی، دم گلنے لگا۔

دو تین روز میں ہی بابا جی کی شہرت ترقی کرنے لگی، وہ بڑے پیچھے ہوئے ہیں، گڈ شند اور آئندہ سب بتا دیتے ہیں، ملاج تو چھوٹیں گیا ہے، پیسے کو ہاتھ نہیں لگاتے، اور کھانے بھی کیا ہیں؟ آٹھ پیر میں ایک روٹیکہ کھالی، لیکن چہرہ چراغ کی طرح روشن ہے، بولی کتنی میٹھی ہے۔ سادہ مزاج نیور بابا جی کا سب سے زیادہ عقیدہ مند تھا، کہیں اس پر بابا جی کی نگاہ ہو گئی تو پاس ہی ہو جاتا ساری مصیبت و ناداری دور ہو جاتی تھی۔

تمام ارادہ مند ایک ایک کر کے چلے گئے، خوب کڑا کے جا جاتا پڑتا تھا، صرف نیور بیٹھا بابا جی کے پاؤں دیا رہتا تھا۔

باباجی نے کہا۔ بچہ، دنیا دھوکا ہے، اس میں کیوں پھنسنے ہو؟
نیوڑے سر جھکا کر کہا۔ نادان ہوں، مہراج، کیا کروں، بیوی ہے اسے کس پر چھوڑوں۔

باباجی۔ تو سمجھتا ہے، تو بیوی کی پرورش کرتا ہے؟

نیوڑ۔ اور کون سہارا ہے اسے باباجی؟

باباجی۔ ایشور کچھ نہیں ہے؟ تو ہی سب کچھ ہے!

جیسے نیوڑ کے دماغ میں معرفت کا نور پیدا ہو گیا، تو اتنا مغرور ہے! نبرا اتنا دماغ، مزدوری کرتے کرتے تیر چلی جاتی ہے اور تو سمجھتا ہے کہ میں ہی، بدھیا کا سب کچھ ہوں، پریشور جو ساری دنیا کو پالتا ہے تو اس کے کام میں حصہ دار ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، اس کے سادہ دیہاتی دل میں ایک آواز سی اٹھ کر اسے لمایت کرنے لگی، بولا۔ نادان ہوں مہراج!

اس سے زیادہ اور کچھ نہ کہہ سکا، سچ و غم کے آنسو بہانے لگا۔

باباجی نے جوش میں آکر کہا۔ دیکھنا چاہتا ہے ایشور کی لیلیا، وہ چاہے تو دم بھر میں تجھے لکھیتی بنا دے۔ دم بھر میں تیری سب مصیبت دُور کر دے۔ میں اُس کا ایک ادنیٰ بھگت ہوں، لیکن مجھ میں بھی اتنی طاقت ہے کہ تھکوا پس بنا دوں۔ تو صاف دل کا سچا ایماندار آدمی ہے، مجھے تجھ پر ترس آتا ہے، میں نے اس گاؤں میں سب کو غور سے دیکھا، کسی میں بھگتی نہیں، یقین نہیں، تجھ میں میں نے بھگت کا دل پایا۔ تیرے پاس کچھ چاندی ہے؟
نیوڑ کو معلوم ہو رہا تھا کہ سامنے آسمان کا دروازہ ہے۔

نیوڑ۔ دس پانچ روپے ہوں گے مہراج۔

باباجی۔ کچھ چاندی کے توڑے پھوٹے گئے نہیں ہیں؟

نیوڑ۔ گھروالی کے پاس گئے ہیں۔

باباجی۔ کل رات کو مٹی چاندی مل سکے یہاں لا، اور ایشور کی لیلیا دیکھ، تیرے سامنے میں چاندی کو مانڈی میں رکھ کر اسی ہونی ہیں رکھ دوں گا، صبح آکر مانڈی کو نکال لینا، مگر یاد رکھنا کہ ان اشرافیوں کو شراب پینے میں، بجوا کھیلنے میں یا کسی دوسرے بڑے کام میں بچ کیا تو کوڑھی ہو جائیگا۔ اب جا، سورہ، ماں اتنا ادب سے لے، اس کا تذکرہ کسی سے نہ کرنا، گھروالی سے بھی نہیں۔

نیوڑ گھر چلا تو ایسا خوش تھا گویا ایشور کا ہاتھ اس کے سر پر ہے، رات بھر اسے نیند نہیں آئی۔ صبح اس نے کئی آدمیوں سے دو دو چار چار روپے قرض لیکر پچاس روپے جمع کئے، لوگ اس کا اعتبار کرتے تھے کبھی کسی کا ایک پیسہ دیا نہ تھا۔ وعدے کا پکا، نیت کا صاف، روپے ملنے میں وقت نہ ہوئی، ۲۵ روپے اس کے پاس تھے۔ بدھیا سے گئے کیسے؟ چال چلی کترے گئے بہت گندے ہو گئے ہیں، کھٹائی سے صاف کر لے، رات بھر کھٹائی میں رہنے سے سنے، دجا بن گئے۔ بدھیا کپکے میں آگئی، گئے مانڈی میں کھٹائی ڈال کر بھگو دیئے۔ جب رات کو وہ سو گئی تو نیوڑ نے روپے بھی اسی مانڈی میں ڈال دیئے اور بابا کے پاس پہنچا، باباجی نے کچھ منتر پڑھا، مانڈی کو دھونی کی خاک میں رکھ کر نیوڑ کو دغا دے کر بھگت کیا۔

رات بھر پہلو بدلتے کے بعد صبح منہ اندھیرے نیوڑ بابا کے درشن کو گیا، مگر بابا کا وہاں بیٹہ نہ تھا، بے صبری کے ساتھ اس نے دھونی کی جلیجی ہوئی راکھ ٹٹولی، مانڈی غائب تھی، دل دھڑ دھڑ کرنے لگا۔ بدھیاں ہو کر بابا کو تلاش کرنے لگا۔ بھگت کی طرف گیا۔ تالاب کی طرف گیا۔ دس منٹ، بیس منٹ، آدھ گھنٹہ، بابا کا کہیں نشان نہیں، بھگت آنے لگے، بابا کہاں گئے؟ کبیل بھی نہیں، برتن بھی نہیں۔

ایک بھگت نے کہا۔ راتے سادھوؤں کا کیا ٹھکانا! آج یہاں کل دہاں، ایک جگہ رہیں تو سادھو کیسے، لوگوں سے ہل ل جائیں، بندھن میں پر مجبائیں۔
”پہنچے ہوئے تھے۔“

”لاچ تو چھو نہیں گیا تھا“

”نیور کہاں ہے، اس پر بڑی حیرانی کیا کرتے تھے۔ اُس سے کہہ گئے ہوں گے۔“

نیور کی تلاش ہونے لگی، کہیں پتہ نہیں، اتنے میں بدھی نیور کو پکارتی ہوئی گھریں سے نکلی، پھر کھلبلی مچ گئی، بڑھیا روتی تھی اور نیور کو گالی دیتی تھی۔

نیور کھیتوں کے مینڈوں سے بے تحاشا بھاگا چلا جاتا تھا، گویا وہ اس گندگار دُنیا سے نکل جانا چاہتا۔

ایک شخص نے کہا۔ نیور نے کل ہم سے پانچ روپے لئے تھے، آج شام کو دینے کے لئے کہا تھا۔

دوسرا۔ ہم سے بھی دو روپے آج ہی کے وعدے پر لئے تھے۔

بدھی روتی۔ داڑھی جڑا میرے تمام گنے لے گیا۔ چپیس روپے رکھے تھے وہ بھی لے گیا۔

لوگ سمجھ گئے۔ بابا کوئی دھوکے باز تھا، نیور کو جھانسا لے گیا، ایسے ایسے ٹھگ پڑے ہیں دُنیا میں، نیور کے بارے میں کسی کو مشبہ نہ تھا، بیچارہ سیدھا آدمی، آگیا چکے میں، ماٹے شرم کے کہیں چھپا بیٹھا ہوگا۔

تین مہینے گزر گئے۔

صلح جھانسی میں دھنسان ندی کے کنارے ایک چھوٹا سا گاؤں کاشی پور ہے۔ ندی کے کنارے ایک پہاڑی ٹیلہ ہے۔ اسی پر کئی روز سے ایک سادھو نے آسن جمایا ہے۔ پستہ قد آدمی ہے، تو نے کاسا کالا رنگ، اعضا گتھے ہوئے، نیور ہے جو سادھو کی صورت میں دُنیا کو دھوکا دے رہا ہے۔ وہی سیدھا سادا نیور جس نے کبھی پرلے مال کی طرف دیکھا نہیں اٹھائی، جو محنت کی روٹی کھا کر خوش تھا، گھر کی، گاؤں کی اور بڑھیا کی یاد دم بھر بھی اسے نہیں بھولتی، اس زندگی میں پھر کوئی دن ایسا نہ کہ وہ اپنے گھر پہنچا، اور پھر اس دُنیا میں ہنسا کھلتا اپنی چھوٹی چھوٹی ضرورتوں اور چھوٹی چھوٹی آرزوؤں کے درمیان خوشی سے بے گام، وہ زندگی بکتنی پرکھتی تھی، جتنے تھے سب اپنے تھے، سب عزت کرتے تھے، ہمدردی رکھتے تھے۔ دن بھر کی مزدوری تھوڑا سا آناج یا تھوڑے سے پیسے لیکر گھر آتا تھا تو بڑھیا کس شیریں محبت اس کا خیر مقدم کرتی تھی، وہ ساری محنت، ساری تھکن جیسے ریس شیرینی میں مل کر اور شیریں ہو جاتی تھی، ماٹے! وہ دن پھر کب آئیں گے۔ نہ جانے بڑھیا کیسے ہتی ہوگی کون اسے پان کی طرح پھیرے گا۔ کون اسے پکا کر کھلائیگا۔ گھر میں ایک پیسہ بھی تو نہیں چھوڑا، گئے تک ضائع کر دیے۔ اس وقت اسے اتنا غصہ آتا کہ اگر اُس بابا کو پا جائے تو کچا ہی کھا جائے، ماٹے، لاچ! لاچ!

اس کے بھگتوں میں ایک حسین نوجوان عورت بھی تھی، جس کے شوہرنے اسے چھوڑ دیا تھا، اس کا باپ فوجی ہنسنے لگا تھا، ایک پڑھے لکھے آدمی سے اس کی شادی کی، لیکن لڑکا ماں کے کہنے میں تھا، ہو کی ساس سے پٹنی نہ تھی، وہ چاہتی تھی شوہر کے ساس سے الگ ہے۔ شوہر اپنی ماں سے علیحدہ ہونے پر راضی نہ ہوا۔ بیوی روٹھ کر میکے چلی آئی۔ تین سال ہو گئے، اور سسران سے ایک بار بھی بلاوا نہ آیا۔ نہ شوہر آیا۔ عورت شوہر کو اختیار میں کر لینا چاہتی تھی۔ مہاتماؤں کے لئے کسی کا دل پیر دینا کیا مشکل ہے، ماں ان کی حیرانی چاہتے۔ ایک روز تنہائی میں اس نے بابا جی سے اپنا مصیبت کہہ سُنا لی۔ نیور کو جس شکار کی تلاش تھی وہ بلاؤ نا نظر آیا۔ مسانے سے بولا۔ بیٹی! میں نے سدا ہوئے نہ ماتما، نہ نہیں دُنیا کے بھگتوں پر تانا ہوں، مگر تیری عقیدت و محبت دیکھ کر تجھ پر رحم آتا ہے، بھگوان نے چاہا تو تیری مُراد پوری ہو جائیگی۔

”آپ پہنچے ہوئے ہیں اور میرا آپ پر پورا اعتقاد ہے۔“

”بھگوان کی جو مرضی ہوگی وہی ہوگا۔“

”اس با نصیب کا بیڑا آپ ہی پار لگا سکتے ہیں۔“

”بھگوان پر بھروسہ رکھو۔“

”میرے بھگوان تو آپ ہی ہیں“

نیورٹنے گویا مجبور ہو کر کہا۔ لیکن بیٹی اس کام میں بڑی کوشش کرنی پڑے گی اور اس کوشش میں سینکڑوں ہزاروں کا بیج ہے، اس پر بھی تیرا کام ہو گیا نہیں، یہ میں نہیں کہہ سکتا، میں تجھ سے جو کچھ ہو سکے گا، میں کروں گا، مگر سب کچھ بھگوان کے ہاتھ میں ہے، میں دولت کو ہاتھ سے نہیں چھو سکتا، لیکن تیرا دکھ نہیں دیکھا جاتا۔

اسی رات کو لڑکی نے اپنے سونے کے زیوروں کی پٹاری لاکر بابا جی کے قدموں میں رکھ دی۔ بابا جی نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے پٹاری رکھ لی، اور چاند کی سفید روشنی میں زیوروں کو دیکھا۔ ان کی آنکھیں چوندھیا گئیں، یہ سارا مال ان کے، وہ ان کے سامنے ہاتھ باندھ کھڑا کہہ رہا ہے۔ مجھے قبول کیجئے، کچھ بھی تو کرنا نہیں ہے، صرف پٹاری لیکر اپنے سامنے رکھ لیا ہے اور لڑکی کو دعائے کر خیریت کر دینا ہے، صبح وہ آئیگی، اس وقت وہ اتنی دُور ہوں گے جتنی دُور ان کے پاؤں ان کو لجا میں گئے، ایسا خلاف توقع موقعِ اجاب وہ روپے سے بھری ہوئی تھیلیاں لیکر گاؤں میں پہنچے گا اور بدصیا کے سامنے رکھ دے گا، آہ! ایسی بڑی خوشی کا تو وہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔

لیکن نہ معلوم کیوں اتنا معمولی سا کام بھی اس سے نہیں ہو سکتا، وہ پٹاری کو اٹھا کر اپنے سر ہانے کبل کے نیچے دبا کر نہیں رکھ سکتا، ہے کچھ نہیں، مگر اس کے لئے ناممکن ہے، محال ہے، وہ اس پٹاری کی طرف ہاتھ بھی نہیں بڑھا سکتا، ہاتھوں پر اس کا کوئی اختیار نہیں، جانے دو ہاتھ کو زبان سے تو کہہ سکتا ہے، اتنا کہنے میں کونسی دُنيا الٹی جاتی ہے کہ بیٹی اسے اٹھا کر اس کبل کے نیچے رکھ دے، زبان کٹ تو نہ جائے گی، مگر اب اسے معلوم ہوتا ہے کہ زبان پر بھی اس کا قابو نہیں ہے، آنکھوں کے اشارے سے بھی یہ کام ہو سکتا ہے۔ لیکن اس وقت آنکھیں بھی بغاوت کر رہی ہیں، طبیعت کا بادشاہ اتنے وزیروں کے ہوتے ہوئے بھی مجبور ہے، بے اختیار ہے۔

لاکھ روپے کی تھیلی سامنے رکھی ہو، تنگی تلوار ہاتھ میں ہو، اگائے مضبوط رستی سے سامنے بندھی ہو، کیا لگائے گی گردن پر اس کے ہاتھ اٹھیں گے؟ ہرگز نہیں، خواہ کوئی اس کی گردن کاٹ لے، لیکن وہ گائے کو بیچ نہیں کر سکتا، وہ عورت اسے اسی گائے کی طرح معلوم ہو رہی تھی، جس موقع کو وہ تین جینے سے تلاش کر رہا ہے اُسے یا کراچ اس کی طرح کا بپ رہی ہے، نفس کسی جنگ کی درندگی طرح شکار کا شائق ہے لیکن زنجیر میں بند بندے اس کے حاضر لگے ہیں اور دانستہ کمزور کیے ہیں۔ اس نے روتے ہوئے کہا۔ بیٹی پٹاری کو اٹھا لیا، میں تمہاری آزمائش کر رہا تھا۔ تمہاری ہر ادھوری ہو جائیگی۔

چاندندی کے اس یار پر درختوں کا گود میں آرام کر رہا تھا، نیوڑا ہستہ سے اٹھا اور دھنسان میں نہا کر ایک طرف چلا گیا، بھیموت اور تنک سے اسے نفرت ہو رہی تھی، اسے تعجب ہو رہا تھا کہ وہ گھر سے نکلا ہی کیسے، نقوڑی ہی نام نہان کی کی وجہ سے۔ اسے اپنے اندر ایک عجیب مسرت محسوس ہو رہی تھی، گویا وہ بیڑیوں سے آزاد ہو گیا ہو، کوئی بہت بڑی نسلخہ حاصل کی ہو۔

آٹھویں روز نیوڑا اپنے گاؤں پہنچ گیا، لڑکوں نے دوڑ کر، اُچھل کود کر، اس کی لکڑی اس کے ہاتھ سے چھین کر، اس کا غیرت پر کیا۔ ایک لڑکے نے کہا۔ کا کی تو مگئی دادا۔

نیوڑکے پاؤں جیسے بندھ گئے، منہ کے دونوں کونے نیچے جھک گئے، آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا، کچھ بولا نہیں، کچھ پوچھا نہیں، بل بھرے حیران کی طرح کھڑا رہا۔ پھر بڑی تیزی سے اپنی جھوپڑی کی طرف چلا۔ لڑکے بھی اس کے پیچھے دوڑے لیکن ان کی شوخی و شہارت غائب ہو چکی تھی۔

جمہور بڑی کھلی بڑی تھی، بدصیا کی چارپائی جہاں کی تھاں تھی، اس کی چلم اور ناریل جوں کا توں دھرا ہوا تھا، ایک

معراج المومنین

انجناب حضرت مولانا سید احمد حسین صاحب نجدی آبادی
حدیث شریف میں آیا ہے کہ مومن کا کوئی پہلو فائدے سے خالی نہیں، اگر مصیبت ہے تو اس کو صبر کا اجر ملے گا، اور اگر سرت ہے
تو اس کو شکر کا اجر ملے گا۔ اس حدیث مذکور سے (جس سے فلسفیانہ نقطہ نظر سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا) مجھے نمازیں بھی
دو پہلو نظر آتے ہیں۔

- ۱۔ اگر ہمارے وقت کا حصہ راحت اور سرت میں گزرا ہے تو ایسی صورت میں نماز اپنے خالق (جس سے کسی مخلوق کو
انکار نہیں ہو سکتا) کے احسان و فضل کا شکر یہ متصور ہوگی، اور غیر نمازی احسان فراموش کیا جائیگا۔
- ۲۔ اگر ہمارے وقت کا حصہ تکلیف اور مصیبت میں گزرا ہے تو اس صورت میں نماز دفع تکلیف و مصیبت کی
دعائیہ صورت تصور ہوگی۔

اس مختصر سی تہید کے بعد اب اپنی ”معراج المومنین“ جس کی حکمت آموزی کا مولوی سید سلیمان صاحب ندوی نے بھی
(اپنی عادت کے خلاف) اعتراف کیا ہے سمجھتا ہوں۔ توفیق الہی رفیق ہونو نماز کی خلا سنی طرحی سمجھ میں آجائے گی۔
اور ہمارے نوجوان ملک محمد اسلم خاں صاحب ایم۔ اے (کنیٹ) (باریٹ) لار کا منشا پورا ہو جائیگا۔ (ہوالموتی والمین)
امجد

یا حسرت علی العباد

پایا نہ حیات کا ثمر، اک دن بھی ہم کو نہ ہوا خدا کا ڈر، اک دن بھی
کیا حق ہے زیں پہ پاؤں رکھنے کا نہیں رکھا نہیں جب سجھے میں سزا اک دن بھی
خطرات فی الصلوٰۃ
فطرت ہر چیز کی طرف مڑتی ہے ٹوٹی ہوئی شاخ، از سر نو جڑتی ہے
ہوتا ہے نماز میں ہجوم خطرات گھر چھاڑتے وقت خاک بھی اڑتی ہے

دلبر کے لئے آدائے نازا چھتی ہے عاشق کے لئے رسم نیا زار چھتی ہے
موقع ہے ہی تو اک، قدم لینے کا ہر ایک عبادت سے نماز چھتی ہے

تخلیق کا راز، عیدیت میں ڈھونڈو ناز اپنا، نیا زکی صفت میں ڈھونڈو
اسرار عبودیت کا منظر ہے نماز آئینہ، اسلام کا جوہر ہے نماز
اسلام ہے مگر لفظ تو معنی ہے نماز ماں قربت مولیٰ کا وسیلہ ہے نماز

پیرا ہن کبر چاک ہو جاتا ہے نفس سرکش، ہلاک ہو جاتا ہے
مسلّم کے لئے عجیب نعمت ہے نماز سرخاک میں رکھ کے پاک ہو جاتا ہے

اس بندہٴ مسلم کا بھی کیا پایہ ہے
دیکھ تو کہ کس کے سامنے آیا ہے
ففتوں سے جہاں کے جاں چھڑا کر آیا
بندہ، دُنیا سے ماتھ اٹھا کر آیا
ہاں قرۃ عین دل بیٹا ہے نماز
اسلام ہے گر لفظ، تو معنی ہے نماز
سر نہاد ۱۲

قیام

بندے کو قیام ہے خدا کے آگے
فانی کو جگہ ملی، بقا کے آگے
اس وقت نظر آتی ہے شانِ قیوم
ملتا ہے قیام میں نشانِ قیوم
اللہ کا الف قیام کی صورت ہے
ارکان میں یہ امام کی صورت ہے

سراکوع

بندے نے رکوع میں بڑی جُڑت کی
سر، قدموں پہ رکھنے کی اجازت لے لی
مسلم، سر خم کئے ہوئے حاضر ہے
یہ، وہ مہ نو ہے جس کا، رب ناظر ہے

دل کو رُخ جاننا پہ فدا ہے دے
ان قدموں میں آنکھوں کو گرا رہنے دے
جھک کر مرے کان میں یہ کہتا ہے رکوع
۱۱ مجید! سر تسلیم جھکا رہنے دے

سجد کا

ہے عرش سے بھی بلند بامِ سجدہ
قدموں میں کسی کے ہے مقامِ سجدہ
سجدہ، ہے عروسِ عبدیت کا گہنا
سُنتا ہے اسی جگہ، وہ میرا کہنا
سجدے میں چھپے ہوئے ہیں اسرارِ نماز
یہ سجدہ، ہے شاہنشاہِ دربارِ نماز

زنجیرِ درِ عرش ہلاتا ہوں میں
اللہ رغنی؟ کسے بلاتا ہوں میں
سجدے کے بہانے دل کی بتیابی سے
قدموں پہ کسی کے لوٹ جاتا ہوں میں

اس، سر پر زینِ شاخ کا پھل اعلیٰ ہے
عامل، معولیٰ ہے، عمل، اعلیٰ ہے
یو چھو نہیں سجدہ کرنے والوں کے مارغ
سر، خاک میں، لب پہ، رنی الا علیٰ ہے
مسلم کی کمال آرزو، سجدہ ہے
اللہ، قیام اور رُخو سجدہ ہے
جاں، دُوب کے لذتوں میں کھو جاتی ہے
فانی ہستی کی نفی ہو جاتی ہے
شب ہجر کی، شام وصل سے ملتی ہے
جب جھکتی ہے شاخ، اصل سے ملتی ہے
کب، راہِ یہ، زور دزر سے طے ہوتی ہے
ہاں منزلِ عشق، سر سے طے ہوتی ہے

سر آب تو اٹھاتی نہیں پُرخوں آنکھیں
کس طرح نکال کر تیں، رکھ دوں آنکھیں
مُضطک ہے عجب سجدے میں سُجانی بند
تلووں سے کسی کے مل رہا ہوں آنکھیں

فعود

بیٹھا ہے آدب سے، عبد پیشِ معبود
لی مقعدِ صدق کا مصداق، قعود
فی مقعدِ صدق عنہ ملکِ مقصد ۱۲

سلام

اسلام میں، مصدر محاسن ہے سلام سلم کی سلامتی کا ضامن ہے سلام

دعا

ہر دم، اس کی عنایت تازہ ہے اُس کی رحمت، بغیر اندازہ ہے
بقتنا امکان ہو کھٹکھٹاتے جاؤ یہ دست دعا، حسد کا داروازہ ہے

سرمایہ غربا

خالق نے جنہیں دیا ہے زر دیتے ہیں زر کیا ہے، خدا کی راہ میں گھر دیتے ہیں
اپنا سرمایہ ہے رکوع و سبحہ سامان نہیں رکھتے ہیں، سر دیتے ہیں

طیفانی کی اکیسویں سیر میں ازموہ ادبیات

طیفانی کی اکیسویں سیر میں ازموہ ادبیات
سفرِ طیفانی کی اکیسویں سیر میں ازموہ ادبیات
اور پھر اس کے لئے یکساں مقصد قیمت فی ڈبیر ایک و سید (عمر)
حضرت کے قیام اور پھر یہاں کے قیام کے لئے مقصد دوم قیام کے
مقصد کے لئے یہاں کے قیام کے لئے مقصد دوم قیام کے لئے (۱۲)
میں سنا کہ یہ معجون ہر قسم کے سردی کے لئے مفید ہے
دست آور ہے۔ ایک ماہ سے تین ماہ تک
خوراک ہے دماغ کا تنقید کرتی ہے۔ قیمت فی ڈبیر ایک و سید (عمر)
تریق زلہ کے تریاق دائمی نزلہ اور کھانسی کے لئے
سفرِ طیفانی کی اکیسویں سیر میں ازموہ ادبیات
کے لئے یہ سیر ہے۔ قیمت فی ڈبیر ایک و سید (عمر)
درخت بناتا ہے۔ اس کے استعمال سے چہرہ کا رنگ کھل جاتا ہے
اور دماغ دھبے دور ہو جاتے ہیں۔ قیمت فی ڈبیر ایک و سید (عمر)
سفرِ طیفانی کی اکیسویں سیر میں ازموہ ادبیات
اس سیر میں اس کے قیام کے لئے یہ سیر ہے۔ قیمت فی ڈبیر ایک و سید (عمر)

طیفانی کی اکیسویں سیر میں ازموہ ادبیات
اجابت ہو کر نکالتی ہے۔ قیمت فی ڈبیر ایک و سید (عمر)
برشتیا کی قیمت فی ڈبیر ایک و سید (عمر)
طیفانی کی اکیسویں سیر میں ازموہ ادبیات
تین دریں فائدہ کرتا ہے۔ قیمت فی ڈبیر ایک و سید (عمر)
چٹکی کی قیمت فی ڈبیر ایک و سید (عمر)
پانی یا ماں کے دودھ کے ساتھ کھینچ کر پیئے۔ قیمت فی ڈبیر ایک و سید (عمر)
جوب بیر یا کوئین سے زیادہ مفید اور زراں، ان گولیوں کو
قیمت فی ڈبیر ایک و سید (عمر)
جوب بیر یا کوئین سے زیادہ مفید اور زراں، ان گولیوں کو
قیمت فی ڈبیر ایک و سید (عمر)

صلیہ کا پتہ: منیجر آبیات، منیجر آبیات، منیجر آبیات

۱۱۲۰۰۵۳-۲۳۵۰۸۵۹-۲۳۸۳۲۸۵-۲۴۱۶۳۳۴-۲۴۵۵۱۶-۲۴۹۹۱۶-۲۵۳۸۳۳۳-۲۵۷۶۳۲-۲۶۱۹۳۵۱-۲۶۶۲۳۰-۲۷۰۵۳۸-۲۷۴۸۶۱-۲۷۹۱۸۸-۲۸۳۵۱۰-۲۸۷۸۸۰-۲۹۲۲۵۴-۲۹۶۵۸۸-۲۹۸۱۲۶

بلیمینیا قرضہ ۱۹۳۲ء مؤرخہ ۲۵ جنوری ۱۹۳۲ء کے انعام کے سلسلہ نمبر ۲۶۱۶۳۳۴ کو پانچ لاکھ فرانک دیئے گئے۔ ۳۳ سلسلہ نمبر ۲۶۱۶۳۳۳ سے ہر ایک کو یکسایکس پچاس ہزار فرانک دیئے گئے۔

بلیمینیا قرضہ ۱۹۳۲ء مؤرخہ ۲۵ جنوری ۱۹۳۲ء کے انعام کے سلسلہ نمبر ۲۶۱۶۳۳۴ کو پانچ لاکھ فرانک دیئے گئے۔ ۳۳ سلسلہ نمبر ۲۶۱۶۳۳۳ سے ہر ایک کو یکسایکس پچاس ہزار فرانک دیئے گئے۔

شہنشاہ پسند یہ ایک خاص چیز ہے جو شاہان مغلیہ کے عہد میں یہ ایک معجون ہے جو نہایت مقوی اور شہرت انزال کے لئے از حد مفید ہے اگر کی رات اس کو عصر کے وقت کھا جائے تو جیت تک ترشی کا استعمال نہ کیا جائے۔۔۔ نہ ہوگا نہایت عجیب چیز ہے قیمت فی ڈیڑہ پانچ روپے (ضرر)

معجون خاص الخاص اسکتوری۔ چٹے موتی۔ عجم چھبندہ تیر اور دیگر نادرہ شہابی کرب معجون۔

طبلہ یونانی کا عطر۔ یہ معجون پہلے وقتوں میں صرف بادشاہوں کیلئے بنائی جاتی تھی۔ اب ہم نے بصرہ زر کثیر تھوڑی سی معجون بنائی ہے قیمت فی شیشی پانچ روپے (ضرر) علاوہ محصول اک

افغان سٹو

دنگڑ روپ کو نکھارنے۔ دکنی و دھری کے آثار پیدا کرنے کے لئے اسکا استعمال کس کے قدروں کرتے ہیں جس کی حفاظت ہر انسان کے لئے لازمی ہے اور اسکی حفاظت سے لاپرواہی برتی جائے تو بہت جلد جلد سیاہ ہو کر رنگ ڈھب خراب ہو جائے معمولی طور پر صابن سے چہرہ اور ہاتھوں کو دھوئے ہرگز جلد رنگت نہیں بکھرتی کھان بن کا رشتہ مناسبات کلام نہیں سمجھتا اور افغان سٹو مناسبات کے اندر سے مل کو پھلکار کا لکھا ہے اور فوراً ہی چھو سفید دکن اور دھریہ نکل آتا ہے۔ لیکن میں شہرت تمام لکھا ہے کہ کونسا میں لیکن بخش ٹھنڈک اور فحش بخش خوشبو ہے۔ عام باری کر یا سونکا استعمال ہرگز نہ کرنا چاہئے کیونکہ انہیں چربی اور دھڑکھلاف مذہب عدا لاتے ہیں۔ ہمارے ہاں سرنگ اور وارٹھکوں سے نیز مہفحات کے کسچ سے شہابی طور سے از بیڑوں کو تیار کیا جاتا ہے۔ ان میں چربی اور گلیسرین نہیں والی جاتی۔ ایک ہر تیار رائٹل سے آپ کو ظاہر ہو جائیگا کہ اس میں کس قدر اوصاف ہیں قیمت فی شیشی علاوہ محصول عطر

جوبن یہ وہ عورتوں کیلئے نہایت مفید ہے عورتوں کی ان مخصوص اور مخفی شکایتوں کو دور کرتی ہے جو ان کی تندرستی اور قوت کو ہستہ ہستہ بالکل خراب کر دیتی ہے اور جوبن میں ہر طرح کی حالت پیدا کرتی ہے۔ رحم سے سفید رطوبت کا جاری رہنا۔ جسہ رمان مٹی و دی کا ہونا ان شکایتوں کے نام ہیں اور ان کے جوئیے کچھ عرصہ بعد ہوتے ہیں وہ درد انگیز ہیں۔ سفید رطوبت جو رحم سے جاتی ہے وہ کمزور کر دیتی ہے۔ یہ وہا بہت سودمند ہے۔ قیمت تین روپے (سترے) دیا

ہری بھری یہ ایک عام ہوا ری خرابی کا ہونا ایک بھی ہوئی بیماری ہے جو بالکل مستورات پر عام ہے اور ان کی تندرستی کو شدید نقصان پہنچا رہی ہے۔ اس کے علاج سے ہرگز غفلت نہ کرنی چاہئے طبع طرح کے عواض فتر رفتہ ازخالی سے یہ لہو ہوتا ہے۔ یہ عورتوں کی مخصوص شکایتوں کے لئے، آتام ماہواری کی کمی اور بندش کو دور کر کے اس فعل کو باطل با قاعدہ کرتی ہے جیسا کہ قدرتی طور پر ہوتا ہے اور آتام ماہواری میں خرابی پیدا ہونے سے جو شکایت ہوتی ہے اس کو دور کرتی ہے۔ قیمت تین روپے (سترے)

استری رنگ عورتوں کی سفید رطوبت جلی ہونا یا ہو کر دھڑکھلاف ہستہ ہستہ بالکل خراب کر دیتی ہے اور جوبن میں ہر طرح کی حالت پیدا کرتی ہے۔ رحم سے سفید رطوبت کا جاری رہنا۔ جسہ رمان مٹی و دی کا ہونا ان شکایتوں کے نام ہیں اور ان کے جوئیے کچھ عرصہ بعد ہوتے ہیں وہ درد انگیز ہیں۔ سفید رطوبت جو رحم سے جاتی ہے وہ کمزور کر دیتی ہے۔ یہ وہا بہت سودمند ہے۔ قیمت تین روپے (سترے) دیا

تندرستی کی ضامن ہے۔ قیمت فی شیشی چار روپے (الکٹر)

میں خراجیات میں ٹی بی باوا الدین نجیب

ایسی رقم کو کوئی خطر نہیں بلکہ محفوظ رہی۔ انعامات بذریعہ قرضہ اندازی رازداری کے طریقہ پر حکومت کے اعلیٰ افسروں اور عام سبکدوش کے سامنے مرنے میں جبران ہمارے جیسے جانتے ہیں۔ اس میں کوئی غرضت کے انتظام سے سرگرم رکھا جاتا ہے جب سب لوگ اپنا اطمینان کر لیتے ہیں کہ مرنے میں ہیں تو ان کے سامنے غرضت توڑی جاتی ہیں اور فرانس کے قومی تہجد سے ایک اندھی لڑکی ملا جاتی ہے اور وہ ایک نمبر نکال لیتی ہے یہ اس غرضت کا تمسک ہوتا ہے میں کو ہولہ انعام ملتا ہے۔ اس کے بعد وہ دوسرا نمبر نکال لیتی ہے اعلیٰ ہذا لقیاس سب نمبر نکالے جاتے ہیں۔ اس کے بعد جس کو اسی طرح بند کر دیتے ہیں اور غرضت لگا کر ڈیمپر مل یا پٹ ہی غرضت میں جس محفوظ رکھ دیا جاتا ہے۔ تاریخ مقررہ کے بغیر اس میں کوئی نمبر داخل نہیں ہو سکتا۔ یہ لگا لگا جاتا ہے۔ کوئی تمسک خالی نہیں رہ سکتا جس پر انعام نہ ملے۔ اس کی اصل زر کی واپس ضروری اور یقینی ہے۔ اس طرح آپ کی یاد کردہ رقم کو مطمئن خطہ نہیں۔ اس کا اصل محفوظ ہے گا اور ہر چھ ماہ بعد اس کا سود بھی آپ کو ملتا ہے گا۔

تمسک کے ساتھ سوکے کون لے پڑے ہیں جو کسی بنک کی معرفت لے کر رقم وصول کر لی جاتی ہے۔ ہم بھی آپ کے کون لے کر سود ادا کرتے رہیں گے ہر ایک تمسک پر ایک نمبر یا ہوتا ہے اور اسی نمبر سے اس کی خرید و فروخت ہوتی رہتی ہے جب انعام نکلتا ہے تو غرضت گزشت میں ہی اعلان ہوتا ہے کہ تمسک نمبر فلاں کو اس قدر انعام ملا۔

کیا سوچتے ہیں؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض تمسکات پر سود کم ہے۔ بخریداران تمسکات کو لاکھوں روپے کے انعامات ملنے کے جو نہری موقوفہ حاصل ہوتے ہیں وہی ان تمسکات کی کامیابی کا جائزہ لیں بعض تمسکات پر سود بہت کم ہے یعنی پانچ فیصدی۔

انعامات کا روپہ کیس سے کیا جاتا ہے؟ بعض لوگ جبران دیتے ہیں کہ اس قدر بڑی رقم کے انعامات کہاں سے جیتے جاتے ہیں ہم ان کو سمجھانے کیلئے اس کا سود سالانہ تین کروڑ روپہ ہو گا۔ اگر بڑی غرضت سارا روپہ سود کے طور پر ادا کرے گی حکومت فرانس بجائے چھ فیصدی کے چار فیصدی سود کے اور دو فیصدی بجا کر اس کا ایک کروڑ روپہ بنتا ہے ایک کروڑ کی رقم سالانہ تمسکات قرضہ کے خریداران میں بطور انعام تقسیم کرے گی۔ جن تمسکات پر انعام ملے گا ان کے قرضہ کے تمسکات کی رقم ادا شدہ بھی جاتے گی اور تمسک واپس لے کر انعام کی رقم نئے حوالے کی جاوے گی۔ اس طرح قرضہ کی ایک معقول رقم خود ادا ہوتی رہے گی۔

تمسکات لاٹری ٹکٹوں کے بلکہ جلد میں ہر ایک ہائوس کے تمسکات قرضہ لاٹری ٹکٹوں سے بلکہ جدا ہیں۔ آپ کسی گھوڑ دوڑ یا لاٹری میں خواہ باقی سب ٹکٹوں کی رقم ضائع ہو جاتی ہے۔ گویا جو باقار بازی ہے جس میں ایک جیت گیا باقی مار گئے۔ لاٹری میں ایک نوٹنگٹ خریدو وہ اسی لاٹری کے لئے کارآمد ہے۔ جب لاٹری کی تاریخ گذر جی اور آپ کے ٹکٹ پر کوئی انعام نہ نکلا وہ رقم تباہ ہو گئی۔ اور وہ روپہ جو آپ نے اپنا اور اپنے عزیز بچوں کا پیسٹ کاٹ کر بچا یا اور کسی بٹے، انعام کی امید پر ٹکٹ خریدے ہیں انکما تھتا ہوا ہو گا۔ مگر یہ ہم ہائوس ایسا نہیں۔ سال میں بارہ دفعہ یا آٹھ دفعہ یا بعض تمسکات میں بارہ دفعہ آپ کے تمسک کا نمبر نکلنے کے لئے پیش ہوتا رہتا ہے اور ایک دفعہ کا خریدار ہوا تمسک ہمیشہ انعام جیت کر محفوظ ہے گا جب تک یا تو اس پر بہت بڑا یا کوئی چھوٹا انعام نہ ملے تو مل روپہ یا قرضہ کی پوری رقم جلدی یا دیگر ضرورتیں رہے گی۔ اور خود مزید مرآح۔ اس کو کہتے ہیں کہ کام کھاؤ اور ٹھیلوں کے دام چکالو۔ بلکہ بعض دفعہ ایک کام خریدنے سے ایک بار خرید جا سکتا ہے۔ یعنی ایک تمسک خرید کر اگر بلا انعام جس آوے تو آپ لکھ جی ہو کر روپیوں سے کھیل سکتے ہیں۔

اس قدر رقم جو خواتین میں بھی نہیں آسکتی ہے چونکہ ہر ایک تمسک پر انعام یا ادائیگی قرضہ درمی ہے۔ اس لئے اگر آپ نے تمسک خرید لیا ہے آپ اس قدر رقم جو خواتین میں بھی نہیں آسکتی ہے تو بہت اعلیٰ ہے کہ بدلا یا دوسرا انعام آپ کے تمسک پر ہی ملے گی اور اسی صورت میں آپ اس قدر رقم پر ہوا جو اس کے جس کا گمان آپ کے خواب و خیال میں بھی نہ ہو۔

ان تمسکات پر سب سے بڑا اعتراض بعض لوگ ہم پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آپ اس تجارت سے ہندوستان کو غریب بنا رہے ہیں۔ یہ اعتراض

کسی حد تک درست ہے لیکن جب کسی ہندوستانی کے نام انعام لکھتا ہے تو حکومت فرانس یا بلجیج کو اس قدر زیادہ روپیہ داکرنا پڑتا ہے جو ہزار ماہرین ان تمسکات کی قیمتوں سے زیادہ ہوتا ہے۔ اسی حالت میں ہم فرانس کا روپیہ ہندوستان بھیج لائے ہیں مگر صرف خوش قسمت خریداروں کی خوش نصیبی کی بدولت ہے۔

یورپ میں ان تمسکات کا اعتبار اور ہر نوعی رسی اس قدر زیادہ ہے۔ کہ جب ۲۲ مارچ ۱۹۳۱ء کو تمسکات کا اعتبار اور ہر نوعی رسی گزشتہ سال حکومت فرانس نے ایک نئے قرضے کا اعلان کیا جس میں تمسک کی قیمت ایک ہزار فرانک تھی تو یہ قرضہ کی حکومت کو ضرورت تھی صرف نل کوڈ فرانس تھے۔ لیکن یکم مئی ۱۹۳۱ء تک ایک جینڈ اور سکاٹ روڈ میں حکومت کے پاس دو ارب فرانک کے قرضے جملے کی درخواستیں موصول ہو گئیں۔ فرانس کے اس اعتبار اور کامیابی پر وزیر اعظم انگلستان اور انگریزی اخبارات نے حیران ہو گئے اور برٹش ویرلڈ کو آفر کیا پانچ کم پائی کی اور فرانس کے تاجر کا سرکاری طور پر اعتراف کرنا پڑا۔ انگلستان کے غیر سرکاری اخبارات نے لکھا کہ باوجود گورنٹ فرانس نے اس قرضہ کے لئے قوم سے اسل نہیں کی۔ تاہم مطلوبہ قرضہ سے سوا جینڈ میں نہیں آتا بلکہ جانا حکومت کے اعتبار اور انعامات ایمانداری سے تقسیم کرنے اور دینا تدری سے انجام دینے کا صاف منصوبہ ہے۔ حکومت فرانس نے نہ صرف پانچ فیصدی کی تعاون شرح سود پیش کی بلکہ نئی کروڑ روپیہ لاکھ کے انعامات کا اضافہ کر کے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔ انگلستان کے تمام پریس اور شہر اخبارات نے علاوہ پیشی کے مشہور عالم اخبار ٹائمز آف انڈیا نے لکھا کہ فرانس نے انعامی تمسکات قرضہ سے نہ صرف اپنی حالت بچا لی بلکہ درست کرنے میں کامیاب کر دیا بلکہ اس کے شیراز مال کے تاجر نے اس طریق حصول قرضہ کو بجا دکر دیا جس کے باعث صدہا خاندان ہر سال افلاس سے نکل کر مزید گریں بن جاتے ہیں سکافیت شعاری سکھانے خصوصاً غریب خاندانوں میں اور اس سے فائدہ اٹھانے کا فرانس نے جو طریقہ نکالا ہے وہ ہر ایک گورنٹ کے لئے جوابی قوم کو خوشحال رکھنا چاہتی ہے قابل تقلید ہے۔

بیوی بچوں کیلئے بیمہ زندگی سے بڑھ کر مفید کیا کرتے ہیں۔ چھ سات سال کے بعد آپ کی حالت ابھی نہیں بدلتی اور آپ جلد املاک کرنے سے قاصر ہو جاتے ہیں اسی حالت میں سب بیمہ کمپنیاں ادا شدہ روپیہ ضبط کر لیتی ہیں لیکن اگر آپ نے چالیس ویں سال اور اگر یکم یا دسویں سال کے ہوتے تو ممکن ہے چھ سات سال میں ہی لاکھ روپیہ ان پر مل جائے۔ ساتھ ساتھ سود ملتا رہتا ہے۔ اور پورے ضرورت آپ خود یا آپ کے بعد آپ کے بیوی بچے ان کو بطور کسی نوٹ فروخت کر کے رقم استعمال کر سکتے ہیں۔

روپیہ فرا لگاؤ آپ کا روپیہ اگر گھر میں زوری صورت میں بند رہے تو زور کو فوراً فروخت کر کے یکم یا دسویں سال کے ایک یا دو خانہ میں ہے تو یہی روپیہ فرا لگاؤ آپ اس کو فوراً نکال کر یکم یا دسویں سال کے ایک یا دو خانہ میں لگاؤ کی طرح محفوظ رہے گا۔ سود فرا خانہ یا بانک کی شرح سے زیادہ ملتا رہے گا۔ اور گھر پر ہی بن جانے کے بعد دوا قہر ہر سال بلکہ ہر ماہ آپ کو حاصل ہوتے رہیں گے۔

اگلا آپ کے پاس روپیہ کشت میں تو کسی پڑا نہیں۔ اس میں چالیس یا پچاس۔ سو روپیہ یا زیادہ اقساط پر بھی تمسک خرید جاسکتے ہیں۔ اگلا جواری بھی آپ تمسکات محفوظ کر سکتے ہیں مثلاً ایک تمسک کی قیمت ایک سو بیس روپیہ ہے اگر آپ کشت پر قرضہ انہیں کر سکتے تو ساڑھے بارہ سو روپیہ آؤر دسے عمرہ بھیج سکتے۔ ایک تمسک آپ کے لئے محفوظ کر کے ایک معاہدہ کا کاغذ نام پہلی قسط آنے پر یکم کر کے آپ کو بھیجیں جس پر آپ کے تمسک کا نمبر درج ہوگا معاہدہ لکھے جائے گا بعد اس تمسک پر جانے لکھے یا ایک رقم واپس ملے تو وہ آپ کا حق ہوگا بشرطیکہ باقی اقساط ادا ہو جائیں۔ اگلا قرضہ نام سے بھیجے رہیں۔ ایک تمسک جس کی قیمت ۱۰۰ روپیہ ہے تو ایک سو پچاس روپیہ ہے وہ بارہ اقساط پر دس سو روپیہ میں آپ کو ملے گا۔ اسی طرح تمسکات کی قیمت لکھی ہوئی قسط رقم اور اقساط پر پچھڑ زیادہ ہے۔

اے بیمہ دفتر میں باقاعدہ رجسٹر کرتے ہیں اور ان میں ہر ایک خرید کا نام اور پتہ اور تمسک کا نمبر درج ہوتا ہے انعامات کی مطبوعہ فرمیں ہر ایک انعامات کے بعد جب گورنٹ کی فہرست انعامات شائع ہوتی ہے تو ہم اپنے درج شدہ قبران سے فہرست انعامات کا مقابلہ کرتے ہیں اور کامیاب خریداروں کو بذریعہ تار یا خط بھیجی صورت اور انعام کا نامیت موزخ خریدار کو اطلاع بھیج دیتے ہیں وہ تمسک میں بھیجی انعام منگاتے ہیں یا براہ راست سرکاری بینک فرانس کو تمسک بھیجی انعام منگاتے ہیں۔ دو چار تمسکات کے

خرید و لڑل کیلئے یہ خدمت ہم خود انجام دے رہے ہیں لیکن بڑی بازادہ تعداد میں شکایات خرید کرنے والے اگر چاہیں کہ ان کو فرانس سے سرکاری نتیجہ کارگاہ براہ راست آوے تو وہ پانچویں سالانہ اس کا چندہ ہماری معرفت بھیج کر گزٹ میں کار خودمندان کا ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ اگر وہ زبان میں غمخست نتیجہ دور در یہ سالانہ آدا کرنے پر یا ہوا بھیج جاوے گی جو ہر ماہ رسالہ صوفی میں شائع ہوتی ہے۔

رقم کی فراہمی کے لیے ایک متمسک خریدار سے سال دو سال بعد آپ کو شادی بیاہ یا کسی اور خاکی ضرورت کے باعث روپیہ کی واپسی کی ضرورت آتی ہے تو آپ اپنا متمسک کسی بینک کی معرفت یا ہماری معرفت فروخت کر سکتے ہیں اس کی بے بسی اور نکتہ میں فرانس اور بھیم کے تبادلہ کی سوچ ہوگی اس میں روپیہ دو آنہ یا اداہ آنہ فی روپیہ کمیشن کے لیے کریم آپ کا متمسک فروخت کر کے رقم آپ کو ویدل کے اس عرصہ میں جب تک آپ کا متمسک آپ کے پاس ہے گا اعام ملنے کے مواقعات آپ کو ملنے رہیں گے۔ گویا آپ کا روپیہ بینک میں جمع ہے۔

تفصیل قرضہ جات تمسک

کریٹ فیملی ۱۹۹۱ء سود بانچ فیصدی نازانہ پانچو فرانک کا بارہ سال اس مافوضہ العامت تقسیم کرتے ہیں ۱۹۹۱ء میں یہ جاری ہوئے اور

پہلا آدمی مل لاکھ فرم لکھ کر ہوتا ہے دوسرا انعام پانچ لاکھ فرم لکھ کر پانچ انعامات ایک ایک لاکھ فرم لکھ کر دس انعامات پچاس پچاس ہزار فرم لکھ کر ان کے علاوہ جتنے شکایات اہل قرضہ رونا دھونے ہیں۔ ہر سال ہائیڈرو انعامات ایک کروڑ فرم لکھ کر ادا کئے جاتے ہیں۔ قیمت نقدی یا بلڈ ایک سو سو پچیس روپے یا ساڑھے بارہ روپے یا نواری بارہ اقساط میں۔ انعامات یکم ماہ یکم جون۔ یکم ستمبر اور یکم دسمبر کو ہر سال تقسیم ہوتے ہیں۔ انعامات کی سب سے بڑی رقم کی وجہ سے یہ بلڈ سب سے اچھا ہے۔ اس کے سارے انعامات کی رقم اتنی زیادہ ہے کہ گواہ کوئی انعام بھی خرید سکا کہ قیمت میں یہ وہ مالامال ہو جا سکے۔ اسٹی لاکھ کے شکایات شامل ہوتے ہیں جن میں صرف ۶۸ کو ہر سال انعام ملتا ہے۔

کریا میں شریک ہو کر ۱۹۹۵ء میں بی بی قادیانی کو ایک ۹۳ فٹ لمبے کے بعد کوٹھ جس وقت ماہی کار رقم قضا دکر کھینچے۔

بعد انعام دوس لاکھ فرانک کا، دوسرا انعام پانچ لاکھ فرانک کا، دوا انعامات ہر ایک دو لاکھ فرانک کے تین انعامات ہر ایک تین لاکھ فرانک کے چھ انعامات ہر ایک پچاس سو فرانک کے۔ ان کے علاوہ متعدد دستکات پر پھل زر واپس کیا جاوے گا۔ ہر سال ایک سو چار بڑے انعامات قیمت فی ہائیک ایک سو پچیس روپیہ نقد یا ساڑھے بارہ روپیہ ہوائی کا بارہ اقساط میں۔ انعامات ہر سال ۲ جنوری یکم فروری یکم اپریل یکم مئی یکم جولائی یکم اگست یکم اکتوبر اور ۳ نومبر کو تقسیم ہوتے ہیں۔

ایک شہری موقعہ

حکومت فرانس نے یہ انتظام کر رکھا ہے کہ اگر آپ سمندر پر بلاؤ تو مل تسک خریدیں تو ہر ماہ بلا تاغہ آپ کو انعامات میں شامل کرنے کا موقعہ حاصل ہوتا ہے گا۔ جس میں سے براہ ہمتا انعام دس لاکھ فرانک کا ہو گا۔

کریڈٹ فیشل ۱۹۲۱ء سودھ چندھی سالانہ پانچ سو لاکھ کا تنصیب سال اس چار دفعہ الغامات تقسیم موئے تیں یک ماہ یک یون یکم ستمبر اور ۲ نومبر
تبعیہ الغامات تیں لکھنؤ اور قراقرظ اور ساہیو (۲۰۰) الغامات ایک کروڑ تیس لاکھ ڈالرنسکے تقسیم موئے تیں۔

یہ سب کچھ دیکھ کر انہوں نے کہا کہ یہ لاکھ فرانک کا جھٹا انعام ہر ایک ایک لاکھ فرانک کا جھٹا انعام ہر ایک پچاس ہزار فرانک کا۔

یکم چون او یکم و دیگر کے انعامات کی تفصیل کا چھ انعام ہر ایک ایک لاکھ ہزار ایک کا چھ انعام ہر ایک پچاس ہزار فرانک کا

۲۲۲۔ اعم ہر ایک دستہ ہزار فرانک ۲۲۳۔ اعم ہر ایک سوچیس روپیہ نقد یا سائے بارہ روپیہ ماہوار کی بارہ اقساط میں۔

سرٹیفیکیشن ۱۹۲۳ء حصہ اول: سوچیدہ پینسی سالانہ انعام سال میں چار دفعہ یکم فروری، یکم مئی، یکم اگست اور سومبر کو عیسٰی مہینے میں
کلی انعامات (۷۲۰۰) تعدادی ایک کروڑ چالیس لاکھ ۵۸ ہزار فرانک کے ہوتے ہیں۔

یکم مئی کے انعامات کی تفصیل

پہلا انعام ہر ایک پانچ لاکھ فرانک کا بارہ انعام ہر ایک دس ہزار فرانک کا ۲۸ انعام ہر ایک پانچ ہزار فرانک کا (۱۷۳۳) انعام ہر ایک ایک ہزار فرانک کا
 یکم فروری یکم مئی اور دوسرے انعامات کی تفصیل | پہلا انعام ہر ایک ایک لاکھ فرانک کا چھ انعام ہر ایک پچاس ہزار فرانک کا
 بارہ انعام ہر ایک دس ہزار فرانک کا ۲۸ انعام ہر ایک پانچ ہزار فرانک کا (۱۷۳۸) انعام ہر ایک ایک ہزار فرانک کا
 ایک بانڈ یا نجو فرانک قرضہ کا ہوتا ہے قیمت فی بانڈ ایک سو پچیس روپیہ نقد یا ساڑھے بارہ روپیہ ماہوار کی بارہ اقساط میں ادا ہوتا ہے
 تعداد انعامات کے لحاظ سے یہ بانڈ سبک چھاپے یعنی اس کی خرید سے شات ہزار دوسو موافقات حصول انعام مل سکتے ہیں۔

کریڈٹ نشنل ۱۹۲۳ء حصہ دوم | ایک بانڈ یا نجو فرانک قرضہ کا ہوتا ہے شرح سود چھ فیصدی سالانہ۔ انعامات سال میں چار دفعہ تقسیم ہوتے ہیں
 ۲ جنوری یکم مئی اور دوسرے انعامات | چار انعام ہر ایک ایک لاکھ فرانک کا چار انعام ہر ایک پچاس ہزار فرانک کا
 آٹھ انعام ہر ایک دس ہزار فرانک کا ۲۲ انعام ہر ایک پانچ ہزار فرانک کا (۱۱۵۳) انعام ہر ایک ایک ہزار فرانک کا
 یکم اکتوبر کے انعامات | چار انعام ہر ایک پانچ لاکھ فرانک کا آٹھ انعام ہر ایک دس ہزار فرانک کا ۲۲ انعام ہر ایک پانچ ہزار فرانک کا
 (۱۱۵۳) انعام ہر ایک ایک ہزار فرانک کا۔ ایک بانڈ کی قیمت نقد ایک سو پچیس روپیہ یا ساڑھے بارہ روپیہ ماہوار کی بارہ اقساط میں۔

کریڈٹ نشنل ۱۹۲۳ء حصہ اول | ایک بانڈ یا نجو فرانک قرضہ کا ہوتا ہے جس پر چھ فیصدی سالانہ سود ملتا ہے۔ سال میں چار دفعہ انعام تقسیم ہوتے ہیں۔
 ۱۹۲۳ء انعامات اسی لاکھ فرانک کے ہوتے ہیں۔ سب بڑا انعام پانچ لاکھ فرانک کا ہوتا ہے۔ انعامات یکم مارچ۔ یکم جون۔
 یکم ستمبر اور یکم دسمبر تقسیم ہوتے ہیں۔ ایک تنسک کی قیمت ایک سو پچیس روپیہ نقد یا ساڑھے بارہ روپیہ ماہوار کی بارہ اقساط میں۔
 یکم مارچ ۱۹۲۳ء کا نیا قرضہ | بانڈ یا نجو فرانک۔ سود پانچ فیصدی جو ہر سال ۱۵ مارچ کو ادا ہوتا ہے۔ انعامات ہر دینہ ۲۵ مارچ کو

تقسیم ہوتے ہیں۔

پہلا انعام دس لاکھ فرانک ۳۲ انعام ہر ایک پچیس ہزار فرانک
 جولائی و نومبر
 پہلا انعام دس لاکھ فرانک ۳۲ انعام ہر ایک پچیس ہزار فرانک
 جنوری۔ مئی۔ ستمبر
 پہلا انعام پانچ لاکھ فرانک ۳۲ انعام ہر ایک پچیس ہزار فرانک
 یہ انعامات دس بانڈوں کے ایک سلسلہ کے ہیں یعنی ہر ایک مقررہ انعام دس بانڈوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ قیمت فی بانڈ نو روپیہ نقد
 یا دس روپیہ ماہوار کی گیارہ اقساط میں روپیہ ادا کیجئے۔

بلجیم سٹوریشن ۱۹۲۱ء | ڈھائی سو فرانک کا بانڈ۔ سود چار فیصدی سالانہ۔ سال میں آٹھ دفعہ انعامات تقسیم ہوتے ہیں۔
 پہلا انعام دس لاکھ فرانک کا دوسرا انعام ڈھائی لاکھ فرانک کا سال میں ۶ انعامات ہیں۔
 قیمت فی بانڈ پچاس روپیہ نقد یا دس روپیہ ماہوار کی چھ اقساط میں۔

بلجیم سٹوریشن ۱۹۲۲ء | تین سو فرانک کا بانڈ۔ سود پانچ فیصدی سالانہ۔ ہر ماہ انعامات تقسیم ہوتے ہیں۔
 پہلا انعام دس لاکھ فرانک کا دوسرا انعام پانچ لاکھ فرانک کا سال میں کل ۲۷ انعام تقسیم ہوتے ہیں
 قیمت نقد ستر روپیہ اقساط پر نو روپیہ یعنی دس روپیہ ماہوار کی نو قسطیں۔

بلجیم سٹوریشن ۱۹۲۳ء | پانچ سو فرانک کا بانڈ۔ سود پانچ فیصدی سالانہ جو سال میں ایک بار ماہ جولائی میں ادا ہوتا ہے۔ انعامات ہر ماہ
 تقسیم ہوتے ہیں۔ پہلا انعام دس لاکھ فرانک کا دوسرا انعام پانچ لاکھ فرانک کا کل ۱۸ انعام سالانہ
 قیمت نقد نو روپیہ اقساط پر ایک سو بیس روپیہ یا بارہ روپیہ ماہوار کی دس اقساط میں۔

قابل مطالعہ کتابیں

ابن کثیر - تفسیر قرآن کے مشہور مفسرین کے حالات زندگی
سیرۃ حبیبہ - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-
سیرۃ حبیبہ - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-
سیرۃ حبیبہ - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-

سیرۃ حبیبہ - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-
سیرۃ حبیبہ - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-
سیرۃ حبیبہ - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-

سیرۃ حبیبہ - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-
سیرۃ حبیبہ - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-
سیرۃ حبیبہ - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-

سیرۃ حبیبہ - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-
سیرۃ حبیبہ - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-
سیرۃ حبیبہ - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-

سیرۃ حبیبہ - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-
سیرۃ حبیبہ - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-
سیرۃ حبیبہ - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-

سیرۃ حبیبہ - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-
سیرۃ حبیبہ - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-
سیرۃ حبیبہ - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-

سیرۃ حبیبہ - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-
سیرۃ حبیبہ - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-
سیرۃ حبیبہ - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-

تاریخ اسلام - آذریں ہیں تاریخ اسلام کے متعلق بہترین کتابیں
تاریخ اسلام - آذریں ہیں تاریخ اسلام کے متعلق بہترین کتابیں
تاریخ اسلام - آذریں ہیں تاریخ اسلام کے متعلق بہترین کتابیں

فقہائے اسلام - اس کتاب میں اہل بیت و ان کے پیروں کے فقہی مسائل
فقہائے اسلام - اس کتاب میں اہل بیت و ان کے پیروں کے فقہی مسائل
فقہائے اسلام - اس کتاب میں اہل بیت و ان کے پیروں کے فقہی مسائل

ذکر حبیب - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-
ذکر حبیب - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-
ذکر حبیب - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-

سوانح احمدی - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-
سوانح احمدی - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-
سوانح احمدی - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-

کالا پانی - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-
کالا پانی - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-
کالا پانی - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-

تھانسی - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-
تھانسی - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-
تھانسی - مولانا عبدالسلام ندوی قیمت ۱۰/-

پیشکش کنندہ مولانا عبدالسلام ندوی

تحقیق روح اس کتاب میں روح کے متعلق مفصل بحث ہے
از مولوی نور عالم صاحب - قیمت ۳
رشد الرشیدین اشیعہ مذہب کے لغو اور لائینی سوالات
جو اب دیا گیا ہے - قیمت صرف ۵

فطرت نسوانی از فوکیول کی تربیت میں بہترین کتاب ہے
از مولفہ مولانا عبد السلام ندوی - قیمت ۵
دختر سمرنا اقبال کا نظم و زیر تعلیم ترکی گوشت نے تیس سمرنا کے
سوالات کے ناول کے پیرایہ میں لکھا ہے - قیمت ۵
دختران شمشیر شہسوار اور تمام قوموں کی بہادر اور جانناز
سوانح و حوالہ - قیمت ۵

فلسفہ خواب اس میں خواب کا فلسفہ قدیم و جدید بیان کیا گیا ہے
اس موضوع پر فوکیول نے پہلی کتاب - قیمت ۵
المسئلہ شریعیہ مصطفیٰ اکمل پاشا کی تصنیف - ترجمہ مولانا
اسرار کا محمد راز ہے - قیمت دو روپے (۵)

تفسیر سورہ یوسف اس میں سورہ کی مکمل تفسیر سورہ یوسف کو
اللہ تعالیٰ نے قصہ لکھا ہے - قیمت ۸
مجموعہ وظائف خاندان چشت اہل بخت نظامی کا سلسلہ
امداد محمد وظائف جو فطرۃ معمول سے پڑھے
جاتے ہیں قیمت مکمل مجموعہ مجلد دس آنہ (۱۰)

مجموعہ وظائف خور قیمت تین آنے (۳)
سیات مستعار اس کتاب میں نہیں بچا ہے کثرت دشمنہ سیاؤں کے حالات
انہایت تحقیق سے بیان کیے گئے ہیں - قیمت ۱۳
حالات الموناووم حضرت مولانا کے مکمل حالات زندگی اور فرت
امور ویر کے قصہ کا نظارہ - قیمت بارہ آنے (۱۲)

شمس تبریز مولانا کے مرنش خواجہ شمس الدین تبریزی کے حالات
اور تارق عادات - قیمت چھ آنے (۶)
ہندستان عرفان کی پہلی کتاب خواجہ خواجگان سلطان اللہ
اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات - قیمت صرف ۲

میرزا دہلوی شیعہ مذہب کے مولانا کے حالات - قیمت ۲
پہلے کا: - منبر صوفی ہیک ڈیوینٹی بہاؤ الدین - پنج

الساکن کی کیفیت و حال و کل انسان کے صفات
اعارف بانی سید عبدالکیم جیلانی قدس سرہ قیمت ۵
حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کا اردو ترجمہ
میزان عمل انجواہات اور روح کی جنگ تزکیہ نفس جلیفہاں کی تفصیل
نورانیہ جان لکھ گیا ہے یہ کتاب یکلید ہے - قیمت ۵

بذیت الہدایت حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کا اردو ترجمہ
اس میں اخلاق و آداب - امر بالمعروف و
نہی عن المنکر کو نہایت خوبی سے بیان کیا گیا ہے - قیمت ۱۲
قسط المستقیم حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کا اردو ترجمہ
حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کا اردو ترجمہ
حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کا اردو ترجمہ
حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کا اردو ترجمہ

آداب المہدیین حضرت امیر الدین ابو نعیم اصفہانی کی تصنیف ہے
شرح و دو کبریاں احمدیہ و شریف حضرت فخر الدین محمد بن عبد القادر
جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہوا ہے جس کی
شرح مولانا عبد الملک صاحب سابق شیراز ہالہ کی ہے - قیمت ۱۲

شرح قصیدہ غوثیہ حضرت فخر الدین محمد بن عبد القادر
الغیثی کی تصنیف ہے - قیمت ۵
الرسالۃ والنوۃ از مولانا عبد الملک صاحب سابق شیراز ہالہ
اس کتاب میں تاریخی واقعات و شہادت لکھا گیا ہے
حضرت فخر الدین محمد بن عبد القادر کی موجودہ حجت اور اخلاص کا
باعتبار ہے کہ انہوں نے یہ بیانہ زندگی کو چھوڑ کر شاہ زاد اور امیر زندگی
اختیار کر لی ہے - پھر اس میں کلامی تجویز کیا ہے مصنف مولانا اکبر شاہ خاں
نجیب آبادی قیمت صرف ایک روپے (۵)

اکابر قوم از مولانا علی قاری - قیمت ۵
اس میں اور اولیہ روں میں
طریقہ بتائے ہیں قیمت صرف ۲
از مولانا عبد الملک صاحب میں اس کا اسلام اسرار فلسفہ غوثیہ
در بارہ علم انہایت تفصیل شرح سے درج ہیں - قیمت ۵

درس محبت از حضرت علامہ نعیم دہلوی شریف - قیمت ۲
پہلے کا: - منبر صوفی ہیک ڈیوینٹی بہاؤ الدین - پنج

سیرۃ خواجہ عبد اللہ حسین حمیری کتابچہ کی زندگی کے
اور کی زبردستی کی کاموں کا یہ نظریہ جو ہے اسے بعد میں آپ کا مولد
اور سبب بن کر رہے کے بعد آپ کا والد ماجد اور والدہ ماجد کے حالات قلمبند
کئے گئے ہیں اس سے بعد آپ کی ولادت اور بچپن کی تعلیم و تربیت
شریعت و طہارت کے دلکش واقعات درج کئے گئے ہیں۔ قیمت ۱۰
سیرۃ امام ربانی حضرت امام ربانی محمد باقرؑ کی زندگی کے
واقعات اور سیرۃ کے بارے میں مفصلیت سے لیکر تمام حالات
قلمبند کئے گئے ہیں۔ قیمت ۱۰

مکتوبات شریف حضرت خواجہ محمد معصوم
حضرت امام ربانیؑ کے مکتوبات شریف حضرت خواجہ محمد معصومؑ کے مکتوبات شریف کا
مجموعہ جو تصوف کی پاک اور سادہ تعلیم پر مشتمل ہے۔ قیمت ۱۰
سیرۃ غوث اعظم حضرت محبوب سبحانیؑ کی زندگی کے حالات و واقعات
مکتوبہ کی ہے۔ آپ کے مآخذ ان آپ کی ولادت سے لے کر وفات تک کے تمام حالات
تکالیف و مصائب کا مقابلہ تبلیغ اسلام، ایک لکھنؤ کے تاجر کا تاجر بن کر
یا پھر انیسویں صدی کے وسط میں اسلام میں داخل ہونا سبب کی کلمات، فطرت
و عادات، مجاہدات عراق کے کیا بالوں کی سیاحت، غرضیکہ آپ کی زندگی
کے مفصل اور صحیح حالات درج کئے گئے ہیں چل کاف اور تصدیق
غوثیہ کی شرح بھی درج ہے۔ قیمت میں روپے (۲۰)
سیرۃ بابا فرید گنجشکر حضرت بابا فرید گنجشکرؒ کی زندگی کے مفصل
واقعات اور حالات درج ہیں۔ اس میں آپ کے مآخذ ان
آپ کی ولادت، بچپن، تحصیل علم میں، مختلف ممالک کی سیاحت، خواجہ
قصیب الدین بختیار کاکیؒ کے حلقہ داران میں داخل ہونا، مجاہدات کوکے
خلافت حاصل کرنا، اشاعت اسلام کرنا، پاک پٹی میں روحانی فیض
پھیلانا، وفات، آپ کی کرامات، المعجزات، غلیات، آپ کے معجزات
اولاد و غرض مبارک اور تصانیف وغیرہ و جدید لائے والے
مضامین درج ہیں قیمت صرف آٹھ کئے (۸)

سیرۃ صابرا حضرت خواجہ عبداللہ بن علی احمد صابر
بہترین مجموعہ ہے۔ قیمت صرف ۱۰

ہدایت الطالبین ایک منظر کشی ہے جس کے اندر
کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس کے پڑھنے سے سادگی فی الحقیقت بغیر کسی
پر طریقہ مقامات سلوک کے کوکے ہے۔ غرض طریقہ کار یا کوثر میں
بہت۔ اس سے ملو سلوک کی کوئی اور کتاب بھی نہیں ہے۔ قیمت ۱۴
عملیات مشائخ یہ عملیات کی نادرہ کتاب ذیل کے اولیاء اللہ کے
عملیات پر مشتمل ہے۔ قیمت ۱۰
(۱) حضرت غوث اعظم (۲) خواجہ حسن بصری (۳) امام غزالی (۴)
خواجہ غفرانی (۵) حضرت مجدد الف ثانی (۶) خواجہ حسین الدین حمیری
(۷) داتا گنج بخش لاہوری (۸) بابا فرید گنجشکر (۹) حضرت صابرا صابر
(۱۰) حضرت ولی اللہ صاحب قسطنطنیہ (۱۱) حضرت عبدالعزیز صاحب لاہور
یہ بے نظیر مجموعہ حال ہی میں طبع ہوا ہے۔ ہر شیخ کے حالات
الگ الگ ہیں۔ قیمت صرف ۱۰

قرآن کے عمیات قرآن پاک کے بیشتر رز و اثر عمیات کا
ظاہر کئے گئے ہیں جو برسوں صوفیاء کی خدمت کرنے سے ہی دستیاب نہیں
ہو سکے۔ عمیات کے چند عنوان یہ ہیں: محبت، بغض، تسبیح، ہلاکت و شتم۔
زبان ہندی، شمس، کائنات، رزق، اولاد و نسل، تسبیح حکام، مشافعت و
دفع آسب، تجارت میں مہارت، کرم و فہم، مرض، آئندہ حالات معلوم کرنا،
استغفار، جات معمول، ملازمت، سرکار، رعیت کی نیابت، حل مشکلات۔
حصول ملوات، آواز کی قرضہ وغیرہ۔ قیمت صرف ۸

اسلام اور اعدائے اسلام اس کتاب میں مسئلہ اعداء اسلام کو برزور
تائید میں لایا گیا ہے اور یہ کتاب غلات نقل کئے گئے ہیں۔ کویت کی تعلیم
و تدریس کے طریقے پر مبنی ہے اور یہ مشروط و تدریس کا
نیوٹن ہے۔ پھر کی جواب ہیں۔ حضرت صلح کے نکاحوں کی تائید
یہ ہے کہ آپ کا نام کوئی مہاجرین و غلامت اور ان کے حقوق صلح پر
پوری و قسطنطنیہ کی کمی ہے اور مخالفین کے تمام اعتراضات کا جواب ان کی تحفہ
نکاحوں کے متعلق ہے۔ یہ کتاب پرنسپل اور غوثیہ کے اہل علم و تحقیق کے
خون کریم اس کتاب میں حضرت کریمؐ کے رز و فضل اور صحیح حالات اسرار
سائے آجائے ہیں۔ یہ کتاب حرکات قبور کا انجام بخیر ہے۔ قیمت ۳

میں مینجر صوفی، بک ڈیپوٹ ڈی ہاؤس، پنجاب

بے نظیر خوشخط معراجی حامل شریف

یہ حامل شریف کئی سال کی محنت شاقہ کے بعد تیار ہوئی ہے۔ حروف متون کی طرح خوشنمائی میں باوجودیکہ سائز چھوٹا ہے لیکن خط بہت جلی اور صاف ہے۔ کمزور نظر والی بھی اسے بلا تکلیف پڑھ سکتا ہے۔ صحت میں انتہائی کمزوری کے ساتھ ہے۔ قیمت تین صرف ایک روپیہ (عذر)

شمال ترمذی ترجم اردو یہ کتاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق حسنہ کا بہترین مجموعہ ہے۔ عربی عبارات جلی باعزاب لکھی گئی ہیں۔ ترجمہ میں استطراد ہے۔ قیمت تین صرف ایک روپیہ (عذر)

رسول اللہ کے عملیات اس کتاب میں سرور کائنات صلعم کے تمام عملیات حدیث کی مستند کتابوں سے بڑی محنت کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں۔ ہر عمل کے ساتھ حدیث کی کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس کتاب میں ہر قصہ میں کامیاب ہونے پر کوہِ درہ کے مٹانے اور برصیت سے نجات حاصل کرنے کیلئے عملیات نبوی درج ہیں۔ یہ اپنے رنگ کی پہلی بے نظیر کتاب ہے۔ قیمت صرف پانچ آنے (۵)

دین اسلام قیمت صرف دو آنے (۲)

قائد تفسیر القرآن قائدِ دیننا محمد علی صاحبِ دینی۔ اسے کی تصنیف ہے۔ اسے پڑھنے سے بچہ چند ہی ماہ میں ہر خط کا لکھا ہوا قرآن شریف فر فر پڑھ لگتا ہے۔ آخر میں مکمل کتاب درج کی گئی ہے۔ قیمت صرف ۲۔

چاہا بابل اس کتاب میں حدیث کی تمام کتابوں سے ماثرات و ماثرات ایک جگہ جمع کئے گئے ہیں۔ قیمت صرف ۲۔

آسمانی طریق اس کتاب میں اُن معیاروں کی جو مزارعی حضرات نے اپنی اصلاح میں صدقہ میں پیش کیا ہے اس پر بڑے زور سے ترقید کی گئی ہے۔ کتاب کے آخر حصے میں قرآن مجید کی ہے۔ قیمت ۴۔

مزایوں سے فتح کج یہ فتویٰ حال ہی میں ترقیب دیا گیا ہے۔ قیمت صرف تین آنے

ریشوت ریشوت کے قیام۔ ریشوت کو ترک کر دینا ہے اور اس کا اصل ایک بیارٹھ و مجرب بیٹ و کلکٹر کے مشاہدات۔ قیمت ۱۔

تدبیر علی اسل و دق قیمت صرف دو آنے (۲)

تعلیم دنیات یہ سلسلہ اسلامی مدرسوں کے چھوٹے چھوٹے لوگوں کے لئے لکھا گیا ہے۔ اس سلسلہ کے صرف تین رسالے ہیں۔ ان میں نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ جنازہ۔ نکاح۔ طلاق وغیرہ تمام ضروری مسائل نہایت ہی آسان اور عام فہم اور زبان میں لکھے گئے ہیں تاکہ بچے تمام ضروری اسلامی احکام اور مسائل سے واقف ہو سکیں۔ قیمت رسالہ اول ۱۔ رسالہ دوم ۲۔ رسالہ سوم ۲۔

اسلامی دنیات اس کتاب کے چار حصے ہیں۔ ان میں نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ صدقہ۔ فطر۔ عید۔ قربانی۔ جنازہ۔ نکاح۔ طلاق۔ نجاست۔ پانی کی پاکی۔ حلال و حرام وغیرہ کے تمام مسائل و احکام پوری شرح و تفصیل کے ساتھ فقہ کی صحیح کتابوں سے پوری تحقیق کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں۔ بیادش سے لیکر موت تک انسانی زندگی کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں جو اس کتاب میں موجود نہ ہو۔ گویا فقہ کا مکمل نصاب ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد بڑی بڑی فقہی کتابوں کے مطالعے سے آپسے نیاز ہو جائیگا۔ جو لوگ عربی زبان سے ناواقف ہیں اُن کے لئے یہ ایک بی نظیر مجموعہ ہے۔ بیشا الاسلامی مدلول میں بطور نصاب داخل کی گئی ہے۔ قیمت حاصل ۳۔ حصہ دوم ۴۔ حصہ سوم ۳۔ حصہ چارم ۳۔

مسلمان بچوں کیلئے بیس کتابوں کا سٹ

مفتی بی شک علم صاحب فقہ نے بچوں کی تعلیم و تربیت کیلئے بیس نفیس کتابوں کا سٹ تیار کیا ہے جو عام پسند ہونے کی وجہ سے آجکل بہت مقبول ہو رہا ہے ہر ایک کتاب کا مضمون اُس کے نام سے ظاہر ہے۔

- | | |
|--------------------------|---------|
| ۱۔ بچوں کی خطوط نویسی | قیمت ۱۔ |
| ۲۔ قرآن کے فقہ | ۲۔ |
| ۳۔ بچوں کی حدیثیں | ۳۔ |
| ۴۔ بچوں کی گفتاں | ۴۔ |
| ۵۔ بچوں کی بولتاں | ۵۔ |
| ۶۔ پیغمبروں کے قصے | ۶۔ |
| ۷۔ اولیاء اللہ کے قصے | ۷۔ |
| ۸۔ بچوں کی تعلیم و تربیت | ۸۔ |
| ۹۔ بچوں کے اخلاقی سبق | ۹۔ |
| ۱۰۔ بچوں کا مکتب | ۱۰۔ |

مجموعی سٹ کے مضمون سے بچائے ہوئے صرف بی علاوہ مجموعہ لڑاک

میں مینجر مونی بک ڈپوینڈی ہما والدین۔ چیب

تصانیف مصنفین علامہ سر سید احمد خان دہلوی

شیخ کمال { غازی مصطفیٰ کمال پاشا کے حالات اور یورپ کی حکمت ریاں - قیمت ۸۰

یاسمین شام { شام کی ایک محبوبہ کی دل ہلاکنے والی داستان جس نے اس کو ایک عورت بنادیا تھا - قیمت ۸۰

عروسِ قبر { شہدائے کربلا کی داستانِ انتہائی درد میں ڈوبے ہوئے - قیمت ۸۰

جوہرِ عیسیٰ { انداز میں دلچسپ ناول کے پیرایہ میں قیمت ۸۰

جوہرِ عیسیٰ { مغربی تعلیم اور مشرقی تربیت کا مقابلہ - دو ہفتوں پر تکلف - قیمت ۸۰

موودہ { شہزادہ اور شہزادی کا محبت کا قصہ - قیمت ۸۰

ستوتی { کہنے کو افسانہ ہے مگر کہنے کو کمالیہ کی اعلیٰ درجہ کی اخلاقی - قیمت ۸۰

شہیدِ غرب { طرابلس اور کربلا میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے مقابلے - قیمت ۸۰

سربِ مغرب { مسلمان عورتوں کی ناموس اسلام پر قربانیاں - قیمت ۸۰

سربِ مغرب { مسلمانوں کی قربانی کا راز اور راز کے اسباب - قیمت ۸۰

سربِ مغرب { اس کتاب میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ تعلیمِ نسواں میں - قیمت ۸۰

طوفانِ حیات { تقدیر اور حادثہ کے پیرایہ میں قیمت ۸۰

درِ شہوار { ایک ایران کی شہزادی کے حسن و عشق کے واقعات کا - قیمت ۸۰

محبوبہ خداندا { حضرت عثمان غنی کے زمانہ اسلام مذہبی - قیمت ۸۰

تفسیرِ عصمت { دل آویز تاریخی ناول - قیمت ۸۰

جوہرِ عصمت { بے انتہا عریض انگیز اور مؤثر و سبق آموز - قیمت ۸۰

جوہرِ عصمت { کلاں اس میں ۱۳ مختلف نہایت دلچسپ اور سبق آموز - قیمت ۸۰

جوہرِ عصمت { غور سے فسانہ تواریخ اور ملکہ شہزادہ - دو ہفتوں پر قسط - قیمت ۸۰

جوہرِ عصمت { امیر خاتمہ بانجیر - قیمت ۸۰

سیدہ کلال { شہیدِ کربلا حضرت امام حسین علیہ السلام کی - قیمت ۸۰

امنہ کلال { امینہ کلال کا بہت بڑا اور شریف بچہ کئی سال سے تعلیم - قیمت ۸۰

امت کی مائیں { یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام زوجہ مطہرات کے - قیمت ۸۰

الزہرا { مخصوص واکش اور اثر رنگیں لکھا ہے - قیمت ۸۰

جیا صلیحہ { اس میں ایک لڑکی کی زندگی کے تمام واقعات نہایت ہی مؤثر - قیمت ۸۰

صبحِ زندگی { پیش آئے ہیں - قیمت ۸۰

شبِ زندگی { اس کتاب میں لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کو نہایت - قیمت ۸۰

نوحہ زندگی { نوحہ زندگی کا ہر فقرہ درویش لہجے میں ہے - قیمت ۸۰

نوحہ زندگی { نوحہ زندگی کے ہر فقرہ درویش لہجے میں ہے - قیمت ۸۰

نسوانی زندگی { نسوانی زندگی کے ہر فقرہ درویش لہجے میں ہے - قیمت ۸۰

نسوانی زندگی { نسوانی زندگی کے ہر فقرہ درویش لہجے میں ہے - قیمت ۸۰

بیلہ میں میلہ { غلام دہلی کی لکھی ہوئی شہزادیوں کی دردناک - قیمت ۸۰

واع خاتون { علامہ شہزادہ خیر کے لڑکے کے قیمتی مثنوی ہیں جس نے انہیں لکھے - قیمت ۸۰

واع خاتون { علامہ شہزادہ خیر کے لڑکے کے قیمتی مثنوی ہیں جس نے انہیں لکھے - قیمت ۸۰

منازل السائرہ { منازل السائرہ کے ہر فقرہ درویش لہجے میں ہے - قیمت ۸۰

منازل السائرہ { منازل السائرہ کے ہر فقرہ درویش لہجے میں ہے - قیمت ۸۰

منازل السائرہ { منازل السائرہ کے ہر فقرہ درویش لہجے میں ہے - قیمت ۸۰

منازل السائرہ { منازل السائرہ کے ہر فقرہ درویش لہجے میں ہے - قیمت ۸۰

منازل السائرہ { منازل السائرہ کے ہر فقرہ درویش لہجے میں ہے - قیمت ۸۰

منازل السائرہ { منازل السائرہ کے ہر فقرہ درویش لہجے میں ہے - قیمت ۸۰

پانچ ۱۹۳۲ء

ولایتی تھی نہایت پر لطف بانصورت افسانہ جس کے ہر فقرے پر

سوئے نقد نہ منگوائیں۔ قیمت صرف ۶۔

جمال بخشیں محنت مکانی محترمہ خاتون اکرم کے مثل ادبی

گلستان خاتون مضامین کا شاندار مجموعہ۔ قیمت ۸۔

پیکر وفا خاتون اکرم محنت مکانی کا ایک لائبریری کیخبر

پچھڑی بیٹی محترمہ خاتون اکرم کا نہایت دلچسپ و سبق آموز

عصمتی دسترخوان شہر آشوبی کھانوں کی کئی کئی قسم کی صحیح ترکیبیں

عصمتی کشیدہ اس کتاب میں کشیدہ کاری کے نہایت اچھے اچھے

عصمتی کوشیا کوشیا کی خوش بینوں کے لئے نہایت کارآمد

آرٹ نے تیار کی ہیں۔ قیمت ۸۔

عصمتی ہند کیلیا اس کتاب میں ہندوستانی شادی سے قبل کھانے پکانے کے فن میں

ماہر ہو جائیں از محترمہ آمنہ نازلی۔ قیمت ۸۔

مشیر نسواں حضرت امیر المومنین حضرت علیؑ کی سبب اخلاقی ناول

تحریر الدنیا اس کتاب میں قوم نے فقہ کوطلانی سے تعزیر کیا تھا۔ قیمت ۸۔

انوری بیگم انوری بیگم ایک انگریزی تعلیم یافتہ اور مہتر گھرانے کی

منگنی اور شادی کے واقعات نہایت خوش اسلوبی سے بیان کی گئے

گئے ہیں۔ قیمت ایک روپیہ چھ آنے (۱۶)۔

سات و چونکہ اعمال نامہ علامہ اقبالؒ کی تحریر ہے یہاں بڑے موت کو ہمارے

جہ میں فضل مصطفیٰ حیات و مہات کی دلکش تصویریں کھینچی ہیں۔ قیمت ۸۔

امین کا دم و پسین قتل کا درد انگیز واقعہ۔ قیمت ۶۔

ویدیا کی سرگزشت فیض اوجوت کی دیوانی یا مٹاؤں کی سرگزشت

نوبت بیخ وزہ اس میں آخری مہاراجہ علیؒ کی تاریخ نو بیس اس قدر درخیز

بادشاہ کی تصویر اور تین نادر کسی تصویر میں بھی دی گئی ہیں۔ قیمت ۸۔

تمغہ شیطانی امت شیطانی کے اٹھ بیس لکھ طرح میں ہر طرح کی ہندوستانی

قلب حزیں مولانا راشد کے نہایت لطیف مختصر ادبی

انگوٹھی کا راز تین مختلف خیالی لڑکیوں کا سبق آموز اور

طوفان اشک اُن بارہ درد انگیز افسانوں کا مجموعہ جسکی ہر داستان ہر

سیلاب اشک مولانا کائنات ایسے ہی با تصویر مزملہ لارا افسانے

گلہ رستمہ عید عید کے متعلق چودہ سیاق آموز افسانوں کا مجموعہ

منظر طرابلس آنحضرتؐ کے لئے مسلمانوں کو پیش کی گئی حضرت زین

بیتا دل کی قربانی حقیقہ ہے کہ قتل بھائی کا قتل مذہبی پیشوا کی

روداد قفس مولانا راشد کی نظر اور پُر درد نظموں کا مجموعہ

گرفتار قفس مولانا بیس بہا اور عورت انگیز معاشرتی نظموں کا

شہنشاہ کا فیصلہ عہد عباسی کے بغداد کا دل آویز اور

قیمت ۲۔

قیمت ۲۔

نمک سلیمانی علاج

ایک مختصری پر فصل کے افضل فکر سے ہے تمام خوبیاں موجود ہیں جن کے حاصل کرنے کے واسطے اب یہ ملک لاکھوں روپے پر لیپ اور غیر معمولی شہما بازوں کا مذکر ہے یہیں خداوند کریم کی عنایت سے اب جو کمزور تندرستی کے حصہ میں آئے غیرتی یہیں کا مجرب ہر چھوٹا ہے۔ اس لئے اس کی تعریف میں صفحے کر کے ٹپ کی سمیع خراش کی کہ رنخاں و نہیں اور اس کے پوسے صفات یہ جوانی کی نوع و اور ہر صلا ہے کی جان ہے۔ عوز غول، پنچول اور لکھوں کی کمزوری کی حالت میں اس کو تنہا لگ گیا کہ امراض کثر تشریت حلال اور جریاں و معرت وغیرہ کو مانع ہے۔ جوانی کی غلط کاریوں اور پچھن کی شادی سے جب اس کی ہواک مزمیں ڈالنے ہی از داغ میں ایک بیل لکھن فروریڈ اور کوحاس خمسہ سلات اعلیٰ اور فوڈ جو صفے لکھتے ہیں۔ ل کو وہ نقوبت اور فرحت پہنچے ہے کہ گواہا و مطلق ہے ایک نئی زندگی عطا کی ہے لکھ کا ڈوٹو ہے جانا پر لکھ گشتی یا رساں کا پھولنا وغیرہ امراض کے واسطے ایک سچا اور قابل اعتماد طریق ہے جس کے تے ہیں۔ حجوم بضعوں تحصیل لڑوں۔ ریسوں اور جاگیر اڑوں وغیرہ کو یہ موسیقیق جان کے ساتھ رکھنا چاہئے تانی شیشی چار لپے (لکھ) (نہن شیشی کے خریدار کو معمولی ڈاک معاف

یہ طلا، نہایت اعلیٰ درجہ کا ہے۔
اس میں کتوری ہے صرف امیروں کیلئے
قیمت فی شیشی پانچ سو روپے (۵۰۰)

جلاہ قوی اور اوائلی غلط کاریوں کے ازالہ کے لئے
بزمِ اکیسہ کی زیادہ تر طرف خلاف تہذیب قومی نشانی
اکیسہ تہذیب کے ہر عملہ کو استعمال سے پرہیز کا کام ہے

طالبان

خضاب الحوائج افسوس کہ اگر کوئی شخص ایک شہنشاہ کے دربار کی دعاغلی اور مجموعہ دعویٰ کو نہ دیکھے سیک کہ بظاہر ہے۔ ہمارا دعویٰ تو اگر نہیں ہو سکتا کہ
 کہ خضاب الحوائج کو صرف ایک دفعہ لکھنے سے ہی اس سادہ ہو کر عمر کے پٹھان راہنما ہے۔ بلکہ ہم کسی درجہ کی تعریف ظون کہ خدمتیں
 بلاں میں پیش فرماتے ہیں اور یقیناً لاکھوں کہ اگر کوئی شخص خضاب الحوائج کو صرف ایک دفعہ لکھنے سے ہی اس سادہ ہو کر عمر کے پٹھان راہنما ہے۔ بلکہ ہم کسی درجہ کی تعریف ظون کہ خدمتیں
 کہ اسے لکھنے سے خیریت ہے۔ ان عہدہ کے لئے یہی دیکھئے۔ ہمارا دعویٰ یہ کہ کہ خضاب الحوائج کو صرف ایک دفعہ لکھنے سے ہی اس سادہ ہو کر عمر کے پٹھان راہنما ہے۔ بلکہ ہم کسی درجہ کی تعریف ظون کہ خدمتیں
 خوب کامیاب نہ کر لیا ہے۔ آج کہ میں سے کسی شخص کی شکایت کا موقع نہیں ملا۔ اگر وہی ہو سکتی کہ لکھنے سے چنانچہ اور یہی ہوا جانتے ہو تو ان واقفیت فی سبب

۷۱۰۔ میٹجرب حیات لمیٹڈ ہندی بہاؤ الدین پنجاب

آب حیات

[illegible]

اعوان ہیرا ایل سے بالوں کے لگانے کا خوشبودار تیل

کارخانہ جہاں میٹھنے لگتی، محلول کے موافق بالوں کی حیثیت اور روئیدگی و طویل رشد اور قیام وغیرہ کے حالات پر غور کر کے موجودہ نیپلوں کے اصرار سے مزوجہ کے تمام نقصانات کو ملاحظہ رکھ کر پتیل نہیں برس سے اچکا دیا ہوا ہے جو سر پر رکھنے سے بالوں کو ترقیت نہ ملتا ہے اور اعصاب عروق کو مضبوط کرتا ہے۔ دوسرے سر کا چکر بہت بوسٹ سے بالوں کا گراؤ اور بد بخوابی، دُور ہو جاتی ہے۔ بالوں کی جڑوں میں ترقی پزیر اور بال بننے، پھلکا رہتے ہیں، زہار کو طاقت دیتی ہے مسامات میں اس کے اثر سے وہ رطوبت جلد پر تبدیل ہوتی ہے جس سے بال سفید ہو جاتا کرتے ہیں۔ قیمت فی شیجر ۱۰۰۔ (عمر ۸) علاوہ محلول ڈاک

بال اے کلبے ضرر پوڈر | یہ پوڈر نرم سے نرم جگر پر بھی بے ضرر اور بڑا تکلیف بال اڑا کر حمل کو ریشہ شکی مانند ملا کہ کدیتا ہے
قلعی و حونہ اور سہ سال اس میں نہیں سے قیمت فی پیکٹ چھ آنے (۶) +

ملنے کا پتہ۔ منہجر کا خانہ آج حیات لمبہ طریقی ہمارا والدین نجیب

[illegible]

آخرى درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرا نہ لیا جائے گا۔

۸۹۱۹۴۰۰

صوفی ۵۱

کجی
 ۱۔ اراکین علی اس کا نام تھا۔ بعض افغان
 عاقل و شریف و صاحب کمال تھے کہ ایک ایک پروردگار سے
 ۲۔ اس کا نام وادہ تھا۔ وہ ایک عاقل و شریف و صاحب کمال تھے کہ ایک ایک پروردگار سے
 ۳۔ اس کا نام وادہ تھا۔ وہ ایک عاقل و شریف و صاحب کمال تھے کہ ایک ایک پروردگار سے
 ۴۔ اس کا نام وادہ تھا۔ وہ ایک عاقل و شریف و صاحب کمال تھے کہ ایک ایک پروردگار سے
 ۵۔ اس کا نام وادہ تھا۔ وہ ایک عاقل و شریف و صاحب کمال تھے کہ ایک ایک پروردگار سے
 ۶۔ اس کا نام وادہ تھا۔ وہ ایک عاقل و شریف و صاحب کمال تھے کہ ایک ایک پروردگار سے
 ۷۔ اس کا نام وادہ تھا۔ وہ ایک عاقل و شریف و صاحب کمال تھے کہ ایک ایک پروردگار سے
 ۸۔ اس کا نام وادہ تھا۔ وہ ایک عاقل و شریف و صاحب کمال تھے کہ ایک ایک پروردگار سے
 ۹۔ اس کا نام وادہ تھا۔ وہ ایک عاقل و شریف و صاحب کمال تھے کہ ایک ایک پروردگار سے
 ۱۰۔ اس کا نام وادہ تھا۔ وہ ایک عاقل و شریف و صاحب کمال تھے کہ ایک ایک پروردگار سے

